Rev Michael Joseph. Cell # 92 300 7233 854.
vscaljesus@gmail.com
vesmicheal@yahoo.co.uk
Evenglist Yousaf Masih.
Cell # 92 300 7233 853.

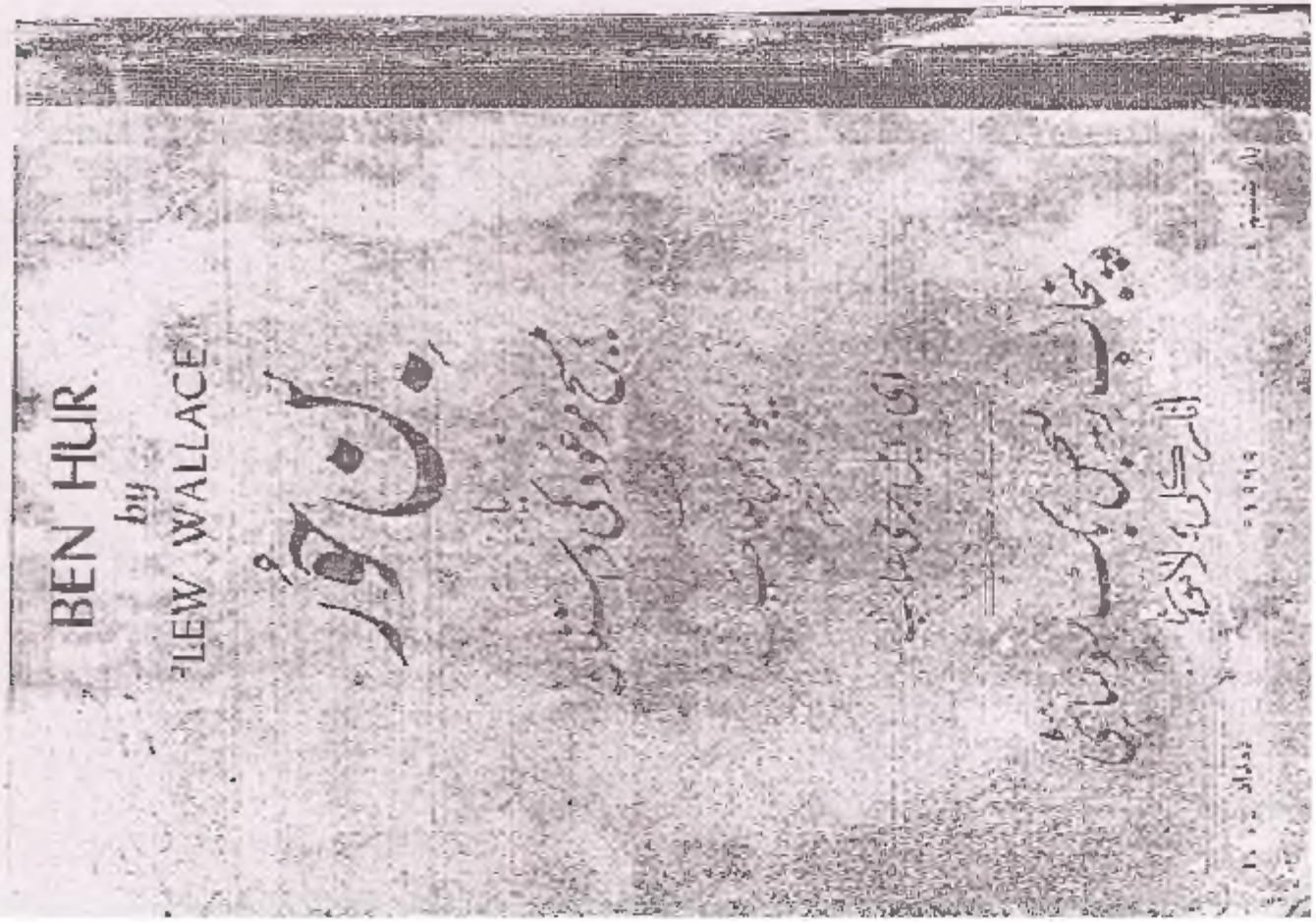

Rev Michael Joseph. Cell # 92 300 7233 854.
vscaljesus@gmail.com
vesmicheal@yahoo.co.uk
Evenglist Yousaf Masih.
Cell # 92 300 7233 853.

بن حُور
یا
مسیح موعود کی داستان

مصنف

لیوولیس صاحب

مترجم

ای۔ ایل جرمی صاحب

پنجاب ریلیجس بک سوسائٹی
انارکلی۔ لاہور
بار چہارم ۱۹۶۹ء تعداد ۱۰۰۰

باب	عنوان	صفحہ
چودھواں باب	غلام	۱۰۳
پندرھواں باب	آزاد اور بستے	۱۱۲
سولہواں باب	تلاش	۱۲۲
سترھواں باب	مایوسی	۱۳۰
اٹھارھواں باب	سمرانیس کی داستان	۱۴۱
انیسواں باب	ہتھوں کا پیالہ	۱۵۲
بیسواں باب	انتقام کا مقصد	۱۶۵
اکیسواں باب	لوگ کی رپورٹ	۱۷۷
بائیسواں باب	ابرہہ کے ہاں کھانا	۱۸۷
تئیسواں باب	بلعسر کی تعلیم	۱۹۷
چوبیسواں باب	تیاری	۲۰۸
پچیسواں باب	بیس سکو کا خط	۲۱۸
چھبیسواں باب	آقا اور غلام	۲۲۵
ستائیسواں باب	سلطنت مرغزہ	۲۳۳
اٹھائیسواں باب	بازی	۲۴۵
انتیسواں باب	نوٹ	۲۵۱
تیسواں باب	دوقلدی	۲۵۸
اکتیسواں باب	محبت کی آزمائش	۲۶۵
بتیسواں باب	پیش رفت	۲۷۹

باب	عنوان	صفحہ
تینتیسواں باب	پیش رو اور اس کا بادشاہ	۲۸۹
چونتیسواں باب	چشم بزد	۲۹۵
پینتیسواں باب	تندرست	۳۰۷
چھتیسواں باب	افشائے راز	۳۱۸
سینتیسواں باب	گرفتار	۳۲۷
اڑتیسواں باب	انجام	۳۳۶
اُنتالیسواں باب	زمین دوز مقبرے	۳۴۷

تمہید

ناظرین میں سے بہت کم کو علم ہوگا کہ ایشیائی روم میں ایک پہاڑ سہل الحصول نامی ہے جس کا فاصلہ تقریباً پچاس میل سے کچھ زیادہ ہے۔ اگر نقشے پر اس سلسلے کو دیکھا جائے تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ کوئی کیڑا شمال سے جنوب کی سمت رینگ کر گیا ہو۔ اس پہاڑ کی سطح اور پیچ چٹانوں پر کھڑا ہو کر اگر کوئی جانب مشرق نظر کرے، تو عراستان کا تا حدِ نظر جنگل دکھائی دیتا ہے جہاں تیندوے سے شیر تک ہر قسم کے ہلاکت ساں کے لیے بڑی تعداد میں پائے جاتے ہیں اور جس نے اس کو دیکھا ہے وہ کبھی نہیں بھول سکتا۔ یہاں دریائے فرات کی ریت کے تودے کے تودے بکھرے ہوئے ہیں۔ مغرب کی جانب سے ایک مرتفع آب و ہوا کی چراگاہوں کے واسطے یہ پہاڑ ایک پناہ ہے۔ وہ دونوں کے سبزہ زار جو مشرق و مغرب کا ایک حصہ بن جاتے ہیں۔ ملک ہیرو دیہ کے ہیں جو مشرقی ہیں جن لوگ عرب کی زبان بولتے ہیں۔ اس ذہان میں جبل الحصہ اُن بے شمار گھاٹیوں کا مرجع کہلاتا ہے، جن میں سے موسم برسات کے دنوں میں بہہ کر آنے والے پانی میں شامل ہو کر آبِ سیل مرو دریا میں جا پڑتے ہیں۔ ان گھاٹیوں میں سے ایک میں جو بعد میں دریا سے بہوتی کا رودخانہ بن جاتی ہے، ایک مسافر گدھا کر دشت کے سطح مرتفع کی جانب سفر کر رہا تھا۔ اس مسافر کی طرف ہم ناظرین کی توجہ دلانا چاہتے ہیں۔

"مترجم"

پہلا باب

صحرا

اس مسافر کی شکل سے یوں معلوم ہوتا ہے کہ اس کی عمر کوئی پینتالیس برس کی تھی۔ اس کی لمبی داڑھی میں کہیں کہیں سپید بال نظر آتے تھے اور ایک سرخ رومال سر پر ایسا پیچا ہوا تھا کہ چہرے کا صرف نچلا حصہ دکھائی دیتا تھا۔ نگاہ جو اس نے نظر اٹھائی تو معلوم ہوا کہ اس کی آنکھیں بڑی بڑی اور سیاہ تھیں۔ وہ عرب کی معمولی پوشاک پہنے تھا۔ ایک بڑی سپید سانڈنی پر سوار تھا۔ اس کے اوپر ایک چھوٹا سا سبز چھتر تھا تاکہ اس کے سر پر سایہ رکھے۔ سانڈنی کے سر پر نہایت سرخ جھاڑ دار اور گردن میں ایک گھنٹی لٹکتی تھی، مگر سفر میں کوئی آواز نہ تھی۔ کچھ دور اور کچھ دیر تک صحرا کی ایک چوڑی چکلی سڑک جیسے رستوں سے بچتے تھے اور ویرانی حوض و عرفہ و چوبی صندوق کوئی چار فرسخ جیسے رستوں سے بچتے تھے اور ویرانی چھائی ہوئی تھی جس پر سوار اپنی خوشی کے موافق یا بیٹھ جاتا یا کھیہ لگا چلتا تھا۔ جس وقت کہ سانڈنی کھائی سے برآمد ہوئی تو اس وقت مسافر اس علاقہ یعنی قدیم ملک عمون کی سرحد سے نکل کر لب دشت آ گیا تھا۔ وہاں جا بجا چھوٹی چھوٹی سبز جھاڑیاں اگی ہوئی تھیں جن میں چھوٹے چھوٹے پرند چہچہوں کی آواز سنائی دیتی تھی۔ صبح کا وقت تھا اور سورج آنکھوں کے آگے تھا اور سانڈنی سوار کے کسی اشارے کے بغیر خود بخود سیدھی ناک کی طرح جا رہی تھی۔ نگاہ اس کے

پیروں کے نیچے خشک پتوں کی کھڑکھڑاہٹ ہوتی تھی۔

دو گھنٹے تک سیدھی مشرق کی سمت ساندنی جھلتی ہوئی چلی گئی۔ اس عرصے میں مسافر نے ذرا بھی اپنی جگہ نہ بدلی نہ دائیں بائیں جھکا۔ یہ امر یاد رکھنے کے قابل ہے کہ دشت یا جنگل میں فاصلے کا اندازہ میلوں یا کوسوں سے نہیں بلکہ ساعت اور منزل سے ہوتا ہے۔ ایک ساعت کے ساڑھے دس اور ایک منزل کے پینتالیس یا پچھتر میل ہوتے ہیں، مگر یہ معمولی شتر کی رفتار کا اندازہ ہے جبکہ اس ساندنی کی عمدہ رفتار تھی مسافر نے شب بھر بیابان میں چلنا گویا اور میل لغطوں سے غائب ہو گیا، ایسا کہ کسی سر حد کا کوئی نشان نمایاں نہ تھا۔ ساندنی کا سایہ جو پیچھے تھا اب شمال کی مرغ ہوا۔ پھر یہ معلوم نہ ہوتا تھا کہ کسی موقع پر مقام کر گیا۔ یہ ظاہر ہے کہ دشت میں کوئی سیر کرنے کی نیت سے نہیں جاتا، بلکہ کاروبار والے اس کے اُن راستوں کو طے کرتے ہیں جن کے کنارے دو چار جا بجا انسان اور حیوان کی ہڈیاں بکھری ہوتی ہیں اور کسی کوس یا چراگاہ کے قریب ہیں مقام کرتے ہیں۔ زبردست سے زبردست جانور کا دل جب وہ کسی وقت اس ریگستان میں تنہا چھوٹ جاتا ہے تو گھبرانے لگتا ہے۔ پس ہم کہہ سکتے ہیں کہ یہ مسافر جس کا ہم ذکر کر رہے ہیں کوئی سیر کی نیت سے سفر نہیں کر رہا تھا، نہ معلوم ہوتا تھا کہ وہ اپنے تئیں سے سفر کرتا ہے کیونکہ جیسا سفر پر کاروبار کا قافلہ ہوتا ہے کہ بار بار پیچھے پھر کر دیکھتا ہے کہ کوئی قافلہ آ نہیں کرتا ہے اس نے ایک مرتبہ بھی پھر کر نہ دیکھا۔ سفر میں یہ بھی ہوتا ہے کہ جب کوئی شخص تنہا رہتا ہے تو کسی جانور کو اپنا ساتھی بنا لیتا ہے۔ کبھی اس کا انیس اور گھوڑا اس کا رفیق بن جاتا ہے اور وہ اس سے ایسی محبت کی باتیں کرتا ہے گویا کہ وہ سمجھ سکتا ہے۔ مگر اس مسافر نے اپنے

شتر سے کوئی ایسا انس ظاہر نہیں کیا۔

ٹھیک دوپہر کو ساندنی تمام ہو گئی اور اس طرح بیابانی جس سے اس کے ہم جنس یہ ظاہر کیا کرتے ہیں کہ یا تو ان کی پیٹھ پر بوجھ بہت زیادہ ہے یا بہت تھک گئے ہیں۔ اس کا سوار گویا لیٹ سے جاگا اور مستعد ہو گیا۔ اس نے جھکے کے پردے اٹھائے اور آفتاب کی طرف نظر کی تاکہ معلوم کرے کہ کیا وقت ہے اور چاروں طرف بغور و تاقی سے دیکھنے لگا کہ وہ کس مقام پر پہنچ گیا ہے۔ جب غور سے دیکھ چکا تو ایک لمبا دم بھرا اور سر ہلایا گویا یوں کہتا ہے کہ آخر کار منزل پر آ پہنچا۔ ایک لمحے کے بعد چھاتی پر ہاتھ باندھ کر سر جھکا اور دل ہی دل میں دعا مانگنے لگا۔ جب دعا مانگ چکا تو اترنے کو تیار ہوا اور شتر کو اخ اخ کہہ کر بیٹھنے کا اشارہ کیا۔ وہ بلبلاتا ہوا آہستہ سے بیٹھ گیا اور تب سوار اس کی گردن پر پاؤں رکھ کر زمین پر کود پڑا۔ چونکہ اب سوار زمین پر کھڑا ہے ہم اس کا حلیہ آسانی سے بتا سکتے ہیں۔ پیشتر ازیں ذکر کیا ہے کہ وہ اوسط قد اور سیاہ فام تھا اور قوی ہیکل تھا۔ جس وقت اس نے سر سے رومال کو جو ریشمی ٹوپی سے سر پر بندھا تھا کھولا تو معلوم ہوا کہ اس کا چہرہ سیاہ رنگ ہے اور اس کی پیشانی کشادہ۔ اس کی ناک بہت اونچی تھی اور نتھنے بڑے اور نتھ ہلی کا زیادہ تک آتے تھے جس سے صاف روشن تھا کہ وہ مصری تھا (یہ کہ شاہان مصر (فرعون کا خاندان) بلکہ قدیم مصری قوم کا جدا سی شکل کا تھا۔ بدیسی سوتی کپڑے کی ایک لمبی قمیض جو گھٹنوں تک آتی تھی اور سامنے کھلی تھی پہنے تھا۔ پائجامہ تنگ آستین تھی، اور اس کی چھاتی اور گردن پر کپڑے کی دو تہیں کا کام جس پر ایک چمڑے کا بند کمر بند کے بندھی تھی، اس پر چھوٹی آستین کا ایک اونی کرتا پہنے تھا۔ مگر تاہم یہ بات تھی کہ حالانکہ ایسے دشت

میں یہ سفر کر رہا تھا جس کے آدمی بالکل وحشی تھے اور جو پینے اور خیمہ کی آمد و رفت کی جگہ تھی تاہم اُس کے پاس کسی قسم کا ہتھیار نہ تھا بلکہ اُس کے ہاتھ میں وہ کرامت بھی نہ تھی جس سے اُونٹ کو ہانکا کرتے ہیں۔ پس ہم یہ نتیجہ نکال سکتے ہیں کہ اُس کا سامان بالکل تھا، اور یہ کہ یا تو وہ حد سے زیادہ دلیر یا کسی غیر معمولی پناہ میں تھا۔

پھر کیا اُس حسا نے لبا اور اپنا کاں سفر کیا تھا اُس کے اعضا سُن ہو گئے تھے پس وہ اٹھا، اور پیر پھیلے اور اپنے فرمانبردار خادم کے گرد جو گھیرا بنا کر کے سہولیت سے خیال کر رہا تھا پھرنے لگا۔ پھرتے پھرتے وہ رُکا، اور کراہ کر آنکھوں پر ہاتھ سے سایہ کر کے دشت میں چاروں طرف دیکھتا تھا گویا کسی کا انتظار کرتا ہو۔ اُس نے کچھ نا اُمید سا ہو کر کجاوے میں سے ایک تھیلا اور پیالی کی صورت کی نکالی جس سے اُس نے اُونٹ کی آنکھیں مُنہ اور نتھنوں کو دھویا۔ پھر کجاوے سے اُس نے ایک گول سا ٹرنج اور سپید داڑھی دار کپڑا، ٹوپیوں کا ایک گٹھا اور ایک مُنا بید نکالا۔ اِس بید کے کئی جتھے تھے جن کو ملا کر اُس نے پہلے تو سے زیادہ لمبا ایک چوب بنا لیا۔ پھر اُس نے اُس چوب کو زمین پر گاڑ دیا اور اُس کے گرد و نواح سے گھاس کر اُس پر کپڑا پھیلا دیا۔ یُوں امیر اُدھ نے خیمے کے سائے کے موافق ایک چھوٹی سی حکومت گاہ دشت میں بنا لی۔ پھر کجاوے میں سے اُس نے ایک ٹھلیا اور کاٹھ کا پیالہ نکال کر خیمے میں رکھ دیا اور تب باہر آ کر ایک اور مرتبہ غور سے چاروں طرف دیکھنے لگا۔ اور ایک لمبا سانس بھرا اور ایک عقاب نیلے آکاش کی جانب پرواز کرتا نظر آیا ورنہ دشت بالکل ویران اور سنسان معلوم ہوتا تھا۔

چند لمحوں بعد وہ اُونٹ کی طرف متوجہ ہو کر اور دھیمی آواز سے، جیسی زبان میں جو اُس دشت کی ملکہ تھی یُوں مخاطب ہوا۔ "اے تیز پا جیسے رفتار والے

ہم وطن سے بہت دُور ہیں۔ ہاں مگر نے بہت دُور میں مگر خدا ہم تمہارے ساتھ ہے۔ ہم کو صبر کرنا چاہیئے۔"

یہ کہہ کر اُس نے کجاوے کے خریطے میں سے کچھ پھلیاں نکال کر ایک توبڑے میں ڈال کر اُونٹ کے مُنہ پر چڑھا دیا اور پھر دشت میں چاروں طرف غور سے دیکھنے لگا۔ دیکھتے دیکھتے آہستہ آہستہ یہ کہتا تھا "وہ ضرور آئیں گے جو مجھ کو یہاں لایا ہے اور اُن کو بھی لائے گا۔ پس میں تیاری کروں گا۔"

نیچے کے اُس جزیرہ میں جو پھلیوں سے لدی تھیں اور ایک ٹوکری میں سے مسافر نے کھانے کا سامان نکالا۔ یعنی کھجور کے پتوں کی بنی چنگیری، دانتوں کی ایک مشک خشک گوشت، سریانی بسکٹ، دسترخوان عرب کی شیرینی چھوارے، پنیر اور کھجوری روٹی وغیرہ نکال کر خیمے کے نیچے رکھ دیئے اور مشرقی ممالک کے مہذب لوگوں کی دعوت کے قاعدے کے موافق اُس نے پہلے کچھ اُن میں سے دشت کو دے دیئے تاکہ وہاں اپنے زوال پر ڈال لیں۔ اِس اہتمام سے صاف ظاہر ہوتا تھا کہ یہ مسافر تین مہینوں کا انتظار کرتا تھا۔

جب سب تیاری کر چکا تو مسافر اُٹھا اور دیکھا کہ دُور مشرق میں دشت کے درمیان ایک چھوٹی سی شے نظر آئی۔ وہ نقطہ دیوار سا کھڑا ہوا گیا۔ پھر وہ چھوٹا سا نقطہ بڑھنے لگا اور مانند کے برابر ہو گیا۔ تھوڑے عرصہ بعد ہتھنی معلوم ہو گیا کہ اُس کی مانند ایک بڑی اور سپید سانڈنی پر جس پر کمبخت ہندوستان کا کجاوہ کسا ہے، ایک مسافر ہے۔ تب مسافر نے اپنی چھاتی پر ہاتھ جزا کر اور آسمان کی طرف آنکھیں اُٹھا کر کہا "خدا کا شکر ہے کہ اُس نے مجھ کو بچا لیا ہے۔" اور اب دیدہ ہو گیا۔ وہ اونٹنی نزدیک آ گئی اور اُس کا توبڑا نکل گیا۔ ایسا معلوم ہوا کہ وہ بھی اچھی خوراک سے بیدار ہوا ہے۔ اُس نے ایک سانڈنی

کو بیٹے اور ایک خیمہ اپنا وہ اور اُس کے دروازے پر ایک شخص کو دست بستہ کھڑا دیکھا۔ اُس نے بھی ہاتھ جوڑے۔ سر جھکایا اور دل ہی دل میں دُعا مانگی۔ تب فوراً فی کمر کے اور عمامہ اُتار کی گردن پر پاؤں رکھ کر زمین پر گود پڑا اور مصری کی طرف بڑھا۔ وہ بھی آگے آیا اور دونوں آپس میں مشرقی انداز کے مطابق بغلگیر ہوئے۔ تب اجنبی نے کہا کہ "اے پہلے قدر کے خادم سلام!" اس پر مصری نے ایک جوش سے جواب دیا "اے پہلے ایمان والے تجھ پر بھی سلامتی ہو دوسرے اور میں تجھ کو خیر مقدم کہتا ہوں"۔

یہ اجنبی دُبلا پتلے قد کا تھا۔ اُس کی ڈاڑھی اور سر کے بال سفید تھے۔ اُس کے پاس جس کسی قسم کا ہتھیار نہ تھا۔ پوشاک ہندوستانی تھی یعنی سر پر ہوپی ٹوپی جس پر ایک شالی عمامہ بندھا تھا۔ سپید اُونی عبا اور شلوار پہنے تھا۔ پیروں میں سلیم شاہی جوتا تھا۔ جب بغلگیر ہو چکے تو اجنبی نے کہا کہ "خداوند کہاں بزرگ ہے"۔ اس پر مصری نے جواب دیا "مبارک وہ ہیں جو اُس کی پرستش کرتے ہیں لیکن ہم کو انتظار کرنا چاہیئے کیونکہ دیکھو ایک اور آتا ہے"۔ تب دونوں شمال کی جانب دیکھنے لگے اور معلوم کیا کہ ایک سپید سانڈنی اُن کی سامنے نیز چلی آتی ہے۔ رفتہ رفتہ وہ نزدیک آئی اور سوار اُتر کر اُن کی طرف بڑھا اور سانڈنی سے بغلگیر ہو کر کہا "تمہیں جاور سلام"۔ ہندوستانی نے جواب دیا کہ "خداوند کی مرضی بر آئے"۔

یہ دوسرا اجنبی اپنے رفیقوں سے بالکل مختلف تھا۔ وہ ایک مرد بدن کا گورے رنگ کا تھا، اور اُس کے چھوٹے گول سر پر گھنگھریالے بال تھے مگر سر ننگا تھا۔ اُس کی گہری آنکھوں کی روشنی تیز تھی۔ وہ ایک سُرخی مائل اپنے بدن پر

پہنے ہوئے تھا جس کے نیچے ایک لمبا بیش قیمت کُرتہ تھا جس پر کمر بند بندھا تھا اور پیروں میں چپلی جوتا پہنے تھا۔ اُس کے پاس بھی کوئی ہتھیار نہ تھا۔ مگر کمر میں کوئی ہتھیار بوجہ کا تھا مگر اُس کے چہرے سے اتنی فکر مسلم تھی ہوئی تھی۔ اُس کے ہاتھ میں ایک کتاب تھی جس کے شہرہ آفاق کے الفاظ تھے۔ جس وقت وہ مصری سے بغلگیر ہو چکا تو مصری نے ایک سپید عمدہ خچر مقرر آگے بڑھا کے کہا "اول نوح تجھ کو ہدایت کرے کہاں لوٹی جس سے تجھ کو یقین ہے کہ میں اپنے بھائیوں کا خادم مقرر ہوا ہوں۔ پس نیا استاد ہے اور کھانے کے واسطے ناشتہ تیار ہے اس لئے مجھے عبادت سے کہ آپ کی خدمت بجا لاؤں"۔ یہ کہہ کر دونوں کے باگ پکڑ کے بھیجے کے اندر لے آیا۔ اُن کی جوتی اُتار کر پاؤں دھوئے اور اُن سے ہاتھ دُھلا کر رومال سے اُن کو پونچھا۔ جب اپنے ہاتھ بھی دھو چکا تو کہا کہ "اے بھائیو ہم کو اپنی احتیاط کرنی چاہیئے اس سے کچھ کھائیں تاکہ اُس دن کی تھکاوٹ کے واسطے مضبوط ہو جائیں۔ کھانا کھاتے ہوئے ایک دوسرے کی کیفیت ہم معلوم کر سکتے ہیں کہ ہر ایک کا وطن کہاں ہے اور کس صورت سے اس مقام پر آنا ہوا"۔ تب اُن کو دسترخوان پر بٹھایا۔ ایک سانڈنی نے سر جھکائے اور ہاتھ بندھ کر ہم آواز ہو کر یہ برکت چاہی "اے خدا سب کے باپ جو کچھ موجود ہے سو تیری بخشش و نعمت ہے۔ ہماری شکر گزاری قبول کر اور ہم کو برکت بخش تاکہ ہم تیری مرضی بجا لاویں"۔ برکت کے بعد تینوں نے آنکھیں اُٹھائیں اور ایک دوسرے کے تعجب سے دیکھنے لگے۔ ہر ایک نے اپنی زبان میں جو دوسرے نے پہلے ہرگز نہ سُنی تھی برکت مانگی مگر تینوں اس کا مطلب سمجھ گئے۔ اُن کی دو جبلی انسی جوش سے مرقع تھیں کیونکہ ہر ایک کو خاص طور پر معلوم تھا کہ خدا اور خدا سے درمیان ہو چکا ہے۔

دُوسرا باب

گیسپر یُونانی

اُس زمانے کے حساب کے موافق شہر رُوم کی تعمیر کے ۷۰۲ سن میں اُن لوگوں اجنبیوں کی ملاقات ہُوئی۔ ماہ رسمبر تھا اور بحیرۂ روم کے شرقی ساحل کے اِس حصے میں موسم سرمانہ تھا۔ اس موسم میں جو دشت میں بسر کرتے ہیں، اُن کو بہت جلد ٹھنڈ لگنے لگتی ہے۔ پس تینوں مسافروں نے خوب پیٹ بھر کر کھانا کھایا اور جب وہ پی چکے تو گفتگو شروع کی۔

معصری نے جو بڑا بولا تھا کہا "اجنبی ملک میں ایک مسافر کو اپنا نام ایک دوست کی زبان سے سُننا نہایت دل پسند معلوم ہوتا ہے چونکہ ہم تینوں کچھ عرصے ایک ہم سفر رہیں گے اس لئے مناسب ہے کہ ایک دُوسرے سے بخوبی واقف ہو جائیں۔ پس جو سب سے آخر میں آیا وُہ اوّل اپنا بیان شروع کرے۔"

یُونانی نے بڑے اطمینان سے آہستہ آہستہ بیان کیا "اے بھائیو جو مجھے تذکرہ کرنے سے ایسا عجیب و غریب ہے کہ میں نہیں جانتا کہ کہاں سے شروع کروں اور نہ یہ کہ کیا بیان کرنا مناسب ہوگا۔ میں تو اب تک نہیں سمجھتا۔ صرف اتنا جانتا ہوں کہ میں ایک دکھ کی مرضی بجا لاتا ہوں۔ اور یہ خدمت ایک مستقیم غایت رکھنے کی انجام دیتا ہے اور جب میں اُس مقصد پر غور کرتا ہوں کہ جس کے واسطے

میں بھیجا گیا ہوں خیال کرتا ہوں تو میرے دل میں ایک بے بیان خوشی پیدا ہوتی ہے۔ کیونکہ میں جانتا ہوں کہ میں خدا کی مرضی بجا لاتا ہوں۔ یہ کہہ کر وہ جوش سے یہ یک لخت رُک گیا اور اُس کے ہمراہیوں نے ہمدردی سے آنکھیں نیچے کر لیں۔

پھر اُس نے یُوں شروع کیا۔ "یہودیہ سے مغرب کی جانب قدرے فاصلے پر ایک ملک ہے جس کو دنیا ہرگز فراموش نہیں کر سکتی۔ میں اُس کے علوم و فنون اُس کی حکمت اور فلسفہ، اُس کی شاعری اور جنگ کا تذکرہ نہیں کرتا نہیں چاہتا۔ اُسے جانے دیں کہ وہ فخر حاصل ہے جو مکمل صورت میں نادر، دلکش رہے گا یعنی کہ اُس زبان کے وجود سے کہ جس کے پیش کرنے اور استعمال دینے کے واسطے ہم لکھے ہوئے رُوحے نہیں پڑھا جائے گا۔ یہ ملک جس کا میں ذکر کرتا ہوں مجھ کو ہمیشہ میرا نام گیسپر ہے اور میں کلی اتھیس بتھیں کا بیٹا ہوں۔ میری قوم تھیلی مگر کی نہایت شوقین ہے اور مجھے بھی یہی شوق ہوا تھا۔ میرے لڑکپن میں اتفاق سے ورشہ و سرمت مُلک آئے ہوئے تھے جو ہم میں سے ایک کی تعلیم ہے کہ ہر ایک نفس میں ایک نیر خالق روح ہے اور دوسرے سے یہ تعلیم دیتے ہیں کہ ایک واحد خدا ہے جس کا عدل بے پایاں ہے اور سب معاملوں میں کہ کے اُن دونوں ہم میں غصہ و رشک کرنے لگا کیونکہ میں نے نہیں جانا کہ خدا اور دیوتا کے درمیان جو فرق ہے وہ کیا نامعلوم ہے ایک علاقہ ہے۔ غور کرتے کرتے عقل ایک ایسی دیوار تک پہنچتی ہے جس سے آگے گذر نہیں سکتے۔ اس مسئلے پر پہنچ کر انسان صرف یہ کر سکتا ہے کہ کھڑا ہو کر دیکھے۔ میں نے بھی ایسا ہی کیا اور مگر دیوار کے اوپر سے کوئی جواب نہ پایا۔ مگر اس موقع میں شہزادہ ورشہ سے کہا جاتا تھا اس موقع پر ہندوستانی مسکرایا۔

گیسپر نے اپنا بیان یُوں قائم رکھا۔ "میرے وطن کے شمال میں ملک تھیسل ہے۔

اس میں ایک پہاڑ تھا جس کا نام بنے جس کو میرے ہم وطن دیوتاؤں کی سکونت گاہ تصور کرتے ہیں۔ میں بھی یہاں پہنچا اور ایک غار میں رہ کر غور و فکر کرنے بلکہ ادام کا انتظار کرنے لگا۔ کیونکہ مجھے یقین تھا کہ خداوند جو غیور اور عظیم ہے ضرور میری دعا سنے گا اور مجھ پر رحم کرے گا اور جواب دے گا"۔

اس پر ہندوستانی نے ریشمی کپڑے پر سے ہاتھ اٹھا کر یہ آواز بلند کی۔ "اور اس نے دعا سنی اور جواب دیا"۔

مجوسی نے سنجیدگی سے کہا "اے جوان میری بات سنو۔ میرے گھر سے کچھ دور ایک سلسلہ کے ایک قطعے کی جانب تھا جو طبیح پتھر کہلاتا ہے اور ایک روز میں نے دیکھا کہ ایک شخص ایک جہاز پر سے جو رواں تھا اتر کر پڑا اور ٹہلتا ہوا کنارے پر آ گیا۔ میں نے اس کی خاطر داری کی۔ وہ یہودی تھا اپنی قوم کی شریعت اور تواریخ بھی ساتھ لایا تھا۔ اس سے مکرر سنا کہ میری دعائیں سنتا اور جواب دیتا ہے اور جگہ جگہ یہودی قوم کا شریعت دینے والا ساکم اور پارشاد رہا ہے۔ یہ اس الہام کا جس کا میں خیال کرتا تھا جواب تھا۔ میرا ایمان بے فائدہ نہیں رہا بلکہ خدا نے میری دعاؤں کا جواب دیا۔

ہندوستانی نے کہا۔ "جیسا کہ وہ ہر ایک کی دعا کا جو ایمان سے مانگتا ہے جواب دیتا ہے"۔

اس پر مصری نے جواب دیا۔ "مگر افسوس کتنے تھوڑے ہیں جو یہ سمجھتے ہیں کہ کس وقت وہ ان کو جواب دیتا ہے"۔

یونانی نے اپنا بیان قائم رکھا۔ "اس نے صرف یہی نہیں بتایا بلکہ اس نے یہ بھی کہا کہ انبیاء نے جو اول الہام کے بعد کے زمانے میں خداوند کے ساتھ چلے اور لکھنؤ کو بھی یہ بھی بیان کیا ہے کہ وہ پھر آئے گا۔ اس نے مجھے انبیاء کے

نام اور ان کے صحیفوں سے اقتباس کر کے بتایا کہ اس کی دوسری آمد نزدیک ہے بلکہ شہر یروشلیم میں ہر لحظہ اس کا انتظار کیا جاتا ہے"۔

اتنا کہہ کر یونانی خاموش ہو گیا اور اس کے چہرے کی روشنی پھیکی ہو گئی بہت دیر تک کسی نے کچھ نہ کہا۔ پھر اس شخص نے یہ بھی بتایا کہ خدا اور وہ الہام جس کا اس نے ذکر کیا صرف توریت کے لئے تھا اور پھر بھی ان ہی کے لئے ہے جو اس پر ایمان لائے، سو ہندوستانی کا اعتماد سرگشتہ ہو گیا۔ میں نے اس شخص سے دریافت کیا کہ کیا اس دنیا کے واسطے اس کا کوئی پیغام نہیں ہے۔ اس نے ایک فخر سے جواب دیا کہ نہیں! کیونکہ ہم اس کی پسندیدہ قوم ہیں۔ اس جواب سے میری تسلی نہیں ہوئی۔ میں نے سوچا کہ ممکن نہیں کہ خدا اس کا پیارا بے پایاں ہے وہ اپنی رحمت اور بخشش کو ایک ملک یا ایک خاندان کے لئے محدود کرے۔ آخر کار میں نے اس شخص سے معلوم کیا کہ خدا نے اس کے باپ دادوں کو صرف اس لئے چنا تھا کہ سچائی کو تمام دنیا میں آخر کار پھیلائے۔ اس کا علم عام کرے اور نجات پانے والے جس وقت کہ یہودیوں کا وقت ہوا اور وہ گیا تو میں نے پھر دعا مانگی شروع کی کہ وہ آئے اور مجھے اجازت دے کہ جب باوشاہ آئے تو میں اسے دیکھوں اور اس کی پرستش کروں۔ ایک رات جب میں اپنے غار کے دہانے پر بیٹھا ہوا غور و فکر کر رہا تھا تو مشرق کی طرف میں نے ایک ستارہ یکایک روشن ہوتے دیکھا۔ وہ بڑھتا گیا آسمان میں بلند ہوا اور میرے دہانے کے اوپر ٹھہر گیا۔ ایسا کہ اس کی روشنی مجھ پر پڑنے لگی۔ میں بے ہوش ہو کر گر پڑا اور سو گیا اور خواب میں ایک آواز میں نے سنی جو کہتی تھی کہ اے مجوسی تیرا ایمان غالب آیا اگر تو سارا کرہ ہے۔ خوف و دشمنوں کے ہمراہ تو زمین کی انتہا سے آئے گا اس کو دیکھے گا

جس کا وعدہ کیا گیا ہے۔ اور اُس کا گواہ ہوگا۔ پس علی الصباح اُٹھ اور اُن سے جا کر مل۔ اور اُس روح پر جو تیری ہدایت کرے گی بھروسا رکھ۔ پس جب میں یہ کوٹھا تزئین شدہ معلوم کیا کہ روح نے اُس روشنی کی مانند جو آفتاب سے مجسم ہو کر مجھ پر ہویدا کیا تھا۔ میں نے گوشہ نشین کی گدڑی اُتار پھینکی اور اپنی قریبی پوشاک پہن لی۔ پھر فوراً میں شہر سے اوپا تھا اور جو میں نے نار میں دفن کر دی تھی اُسے میں نے کھود کے نکالا۔ اتفاقاً ایک جہاز اُسی راہ سے نکلا۔ میں اُس پر سوار ہو کر شمالی افریقہ کو گیا۔ وہاں میں نے یہ ساختنی اور اُس کا سامان خریدا اور وہاں سے روم و مصر و شہر شہر سفر کرتا ہوا میں یہاں آ پہنچا۔ اے بھائیو یہ میرا داستان ہے اب اپنی سرگذشت بیان فرمایئے۔"

تیسرا باب

ملکیار ہندوستانی

جب یونانی اپنی داستان ختم کر چکا تو مصری اور ہندوستانی ایک دوسرے کو تکنے لگے۔ مصری نے ہاتھ کا اشارہ کیا اور ہندوستانی نے سر جھکا کر یوں بیان شروع کیا۔ "ہمارے بھائی کا کلام تمام ہوا۔ کاش کہ میرا تذکرہ بھی ایسا مقبول ہو۔"

یہ کہہ کر اُس نے تھوڑی دیر تامل کر کے یہ بیان کیا۔ "اے بھائیو میرا نام ملکیار ہے۔ میں گھر سے ہندوستان کی سنسکرت زبان میں گفتگو کرتا ہوں۔ یہ زبان اگرچہ

دنیا میں سب سے قدیم و مہتم بہ تو نہیں وہ زبان ہے جس کی تحریر سب سے اول شروع ہوئی۔ میں پیدائش سے ہندوستانی ہوں۔ علوم و فنون میں بھی قوم نے کمال پیدا کیا۔ سن لو کیا ہی کچھ واقع نہ ہو مگر چار دیدہ قدیم ہیں گے۔ کیونکہ وہ دھرم گیان کے اصل سرچشمہ ہیں۔ اُن ویدوں سے آپ دیوتا ہم سے جو ہر ہم نے سرپے تھے۔ ان میں ادویات۔ تیر اندازی۔ فن عمارات۔ علم موسیقی اور یہ نسخے و نکتہ کاریوں کی تعلیم ہے اور دیوتا گم تیار ہوئے جو رشی و منی نے اکٹھا کئے۔ ان میں علم ہیئت۔ صرف و نحو۔ علم اوزان۔ علم فصاحت۔ جنتر منتر اور شاستر ہیں کی تعلیم ہے۔ پھر رشی لوگ نے اپنا گھنٹہ تیار کئے۔ ان میں علم پیدائش۔ علم تناسخ اور جنتر بنانے کی تعلیم ہے۔ اور ہی میں رامائن و مہابھارت کی کتابیں شامل ہیں جن کا مدعا یہ ہے کہ ہمارے دیوتے دیوتاؤں کو دنیا میں آئے بھائیو یہی دھرم شاستر ہیں۔ گویا یہ میرے واسطے ہے شروع ہیں۔ مگر ہر زمانے میں میری قوم کی شگفتہ طبعی کا نمونہ دکھائیں گے۔ یہ تمہید کا حصہ کے وعدے تھے۔ لیکن شاید آپ یہ سوال کریں گے کہ یہ وعدے کہاں پورے نہ ہوئے۔ افسوس کہ ان کتابوں نے سبق کے تمام دفتر گدبڑے ہیں۔ اس لئے سے کہ ان کتابوں کی خوب اشاعت کی جائے۔ مسلمانوں نے یہ مصرعہ اختراع کیا کہ چونکہ پرمیشور نے کل خوبیاں پیدا کی ہیں۔ اب انسان کو لازم نہیں ہے کہ نو دریافت اور نیا بیان کی طرف توجہ ہو۔ جب یہ شرط اہل ہند میں مذہبی آئین ہو گیا تو ہندو اور اک کا چراغ ایکدم نے میں بجھا دیا گیا۔ ہاں وہ خشک دیوار اور کنڈے پانی میں رہا۔ اے بھائیو میں فخر یہ ذکر نہیں کرتا ہوں کیونکہ شاستر ایک قادر مطلق خدا کی جو ہر ہم کائنات کی تعلیم دیتے ہیں۔ اور جہاں اہل آپ کی پاک ہستیوں۔ ایک مخلوقات۔ ایک اعمال اور روح کا اہم بتاتی ہیں۔ پس اگر میرے بھائی

[illegible] سے اچھا ہے گنگا کا پانی بھی بحر ظلمات میں شامل ہو جاتا ہے۔ میں بھی دنیا میں کچھ
[illegible] تھا کہ اس بات کے سامنے میں جو کچھ اسی کے واسطے [illegible]
[illegible] کے ساتھ [illegible] میں شامل ہو کر جو اس [illegible] یک بارگی میں
[illegible] میں [illegible] سال میں [illegible] سے [illegible] کو آتے
تھے تاکہ گنگا کے پانی میں کس کو بہتر گھٹے میں پاک ہو جاویں۔ ان کی [illegible] سے
[illegible] کو [illegible] تکلیف کشتی [illegible] اس تدبیر کے [illegible] میں [illegible]
کیونکہ [illegible] یا [illegible] سے [illegible] ایک [illegible] تھا [illegible]
[illegible] سے [illegible] کھانے [illegible] [illegible] سے [illegible]
[illegible] کشتی [illegible] کر [illegible] [illegible] کر [illegible]
[illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]
[illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]
[illegible] [illegible] [illegible] [illegible]

چوتھا باب

بلطسر

سر خدا کے کوئی تھا روہیل کے پانچوں لشکر سے آگے مجلس کے اس جھنڈے
ہیں جواب تک معلوم نہیں ہوا کہ۔ وہاں تک ہماری سے جس کے داہنی مشرقی
کی سمت تک جھیل ہے جس میں برف کا پانی کی موتا ہے رہی جھیل دیوار کا سا ہے
سے۔ تک جو بس سے یا وہ میں کل ہا ہیں اسی قسم کی پہاڑ رس کے وسطے تو
قدرتا کا اصل کہا تھا اور ہی کوچ کر کے تعریف دیتا تھا کہ وہ دشت ہیں ایک
مرتفع کی جو جھیل ہے کہ وہ سے عاصل قدرتی کرتا ہے اور دل ہی دل میں بڑا لالچ
تھا کہ سے خدا وند یا ہماری چلی جائے اور تو جب آ سے تا اے خدا وند ہے مجھے
بچا۔ سندے سے دیکھنے کی کیوں پروا نہیں ہوتی۔ اس وقت جھیل کی سطح
پہاڑوں کا عکس پڑ رہا تھا۔ اور مجھے ایسا معلوم ہوا کہ ایک جگہ پر
جگہ سے اٹھ کر سیدھا تک آیا، اور تب وہ ایسا ریفلکشن ہو گیا کہ میری نگاہیں
پھیلتی گئیں۔ تب وہ میری طرف کو بڑھا کر آیا۔ وہ میرے قریب پہنچا۔ اور
ایک ہاتھ کے فاصلے پر ٹھہر گیا۔ میں نے دیکھا کہ وہ اور کوئی نہیں بلکہ میرا
بھائی تھا۔ وہ مجھ سے کہتا تھا کہ میرے بھائی عمل غالب نہ ہو۔ تم
صبر کرو۔ تم کو ضرور فتح ہوگی۔ میں نے کہا کہ میرے بھائی تم کہاں ہو۔ اس
نے کہا کہ میں تمہارے دل میں ہوں

پانچواں باب

یوسف اور مریم

اب ہم اپنے قارئین کو شہر بروسلم کی طرف، جو ہم سے میل۔ اس زمانہ
میں شہر سب سے بڑا کہ اس شہر کے متعلق بائبل حالات حقیقیہ اور حدیث ہم بیچ
میں بیان کئے جائیں۔ شہر ہوا قلیم قدیم کنعان جو زمانہ کہ حضرت داؤد کے
کئے مشہور شہروں میں سے ایک تھا۔ آج کل اس کنعان کا حکمران حکومت ہے اور
دشمن کے پنجہ کے اختیار ہے اور قلیم پر روم حکومت مشرق کی طرف ۱۲ میل کے
فاصلے پر ہے۔ اس کے مغرب کی سمت بحر روم کی وادی ہے جنوب اور جنوب

مشرق (حرم) کی وادی ہے جو مشرق میں ہاکر بحر مقلوب وادی میں جاتی ہے۔ جو مغرب
کی وادی کے اور بیان سے کہ روای کا پہاڑ (ہاتھ) ہے۔ وادی "ہنوم" جس شہر کو جنوب
اور مغرب سے گھیرے ہوئے ہے۔ یروشلم یا بیت المقدس ہے۔ یروشلم پہاڑ پر آباد ہے جنوب و مغرب
کی پہاڑی بستیاں و مشرق کو مگدل، جنوب و مشرق کی طرف کی پہاڑی اور شمال و مشرق کو ہیکل
کی پہاڑی ہے۔ اس کی مشرقی شہر پناہ کے دامن میں ہیرو سلیم کی وادی کے کنارے ہی
سلیمان کا ہیکل بنا ہوا ہے۔ اس کی چھت سے لوگ کہ دن کے وقت کو
پار کر کے پہاڑوں کی پہاڑیوں پر جا سکتے ہیں۔ اس کی تمام شہر پناہ میں مشرق کی چھاؤنی
شہر کی چھاؤنی۔ غرب کی سب سے بلند پہاڑ پر ہیکل کی چھاؤنی اور جنوب کو ہیکل
کی چھاؤنی ہے۔ علاوہ ان چھاؤنیوں کے اندر بھی کئی چھاؤنیاں ہیں اور رستے
میں ہیکل پہاڑ کے چھاؤنی کے پاس ہیں تک بڑا محکم قلعہ ہے۔ یہ قلعہ
شہر یا ہیکل کا محافظ ہے۔ ہیکل کا صحن کے سامنے ہیں ہیکل
کے دروازہ ہر وقت بند رہتا ہے۔ اس کے دروازے کے سامنے ہیں ہیکل
ہیں ہنوز برس کے غریب گھرانے ہیں۔ پھر ہیکل کے چھاؤنی ہے۔ اس کے
لگتا ہے جس میں ہر روز کے لوگ آتے ہیں۔ اس کی بڑی بڑی عربی
سلیمان نے بنائے ہیں۔ سامری سے بیوہ کی ٹوکری لے کر آتے ہیں۔ اس کا کپڑا جھوٹ
جاتا ہے اس کو پاک کر دیتا ہے۔ یہودی بس رہا کے رہنے ہیں ہر قوم کے لوگ
آتے ہیں جو دین سیکھنے کے لئے آتے ہیں۔ اس کے دروازے کے پاس ہیکل
ہیکل میں سامری جمع ہو کر آتے ہیں۔ اس کے دروازے کے پاس

سلیمان کے محل کے سامنے محلوں کی تعداد بیس کا کر چکے ہیں۔ اب ہم
کے دوسرے حصے کی طرف جو بیرونی دیوار کی آبادی سے ہے۔ اس

تھا۔ اُس وقت ہیرو دیس عظیم ۱۲ برس کا تھا اور اُسے مسلسل کرتے ہوئے ۲۵ برس ہو گئے تھے۔ اس عرصے سے چار سال قبل کا وہ منحوس پیشہ وری پیشے والوں کا حساب طلوع آفتاب سے غروب آفتاب تک رہتے تھے۔ گویا یہ کاروبار صبح سویرے شروع ہو جاتا تھا۔ دن کی تعیین گھڑیوں سے نہیں بلکہ لوگوں کا جانا ہوا میں ہوتا تھا جو فوج در فوج ہوتے ہوئے ہیں تک رہتے تھے۔ ایک عورت کو اُن کے گھر سے یہ لوگوں کی خاص تعداد پر تقرر تھی، کیونکہ معلوم ہوتا تھا کہ وہ دراز تک سے آتے تھے۔ مرد تو سُودیوں کی پوشاک میں گھٹنوں سے پیروں کے ٹخنوں تک ایک لمبا چغہ پہنے تھے۔ مگر ہر ایک ننگا یا برہنہ تھا۔ اس کے چہرے سے معلوم ہوتا تھا کہ کوئی بچاس برس سے زائد عمر کا ہوگا۔ اُس کی داڑھی کا کوئی بال سفید نہ تھا۔ اس کی صحت اور جسم اچھا تھا۔ اس کی آنکھیں بڑی بڑی تھیں۔ اُس کی ناک ... اور اُس کے ہونٹ ... اُس کے آگے دو دی قلی کھاتا تھا۔ اور عورت اُس کی پشت پر تھی، جو گاہے گاہے اُس کو تھپکی دیتی تھی۔ اور ہنستا کھیلتا تھا اور وہ دیکھ رہی تھی اور ہر ایک سے پوچھتا تھا کہ کیا یہ بچہ اُس کا ہے؟ ایک آدمی نے ایک آنکھ والا تھا اور اُس نے کہا "نہیں"۔

اس کے جواب دینے پر ایک اور شخص نے کہا "تم سے کہتا ہوں کہ اے دوست رات تمہارے لئے مبارک ہو"

اس نے کہا "اس کے جواب میں میں بھی تیری سلامتی چاہتا ہوں۔ اور جب کچھ باقی کر سکے اور عورت کی طرف دیکھ کر یہ بھی کہا کہ "تجھ پر تیرے خاوند اور تیرے بچوں پر سلامتی ہو"۔ یہ کہہ کر اُس نے اپنا سامان چھوٹی پر رکھ لیا اور تب عورت کی طرف مڑ گیا جس نے اپنے چہرے سے نقاب اٹھا دیا اور سامنے یوسف تھا جس سے ثابت ہوتا تھا کہ وہ عورت مریم ہے۔ اس وقت دونوں نے ایک دوسرے کے ہاتھ

پر بوسہ دیئے مگر ایک دوسرے سے ہاتھ چھڑا کر اپنے اپنے کام پر مصروف ہو گئے۔ دیا اور ہاتھ کو جنبش نہ تھی۔

بلا تکلف یوسف نے کہا "کہاں سے آتا ہے جو اتنی بھیڑ ہے؟ معلوم ہوتا ہے کہ مسافر خانہ بھرا ہوا ہے کہ گذشتہ شب کوئی نہ ملا ہمارے باپ دادوں کے شہر میں معلوم ہوتا ہے کہ شام ہوتے ہی ہم دیں کی سرائے میں پہنچ گئے اور ہم سب منتظر تھے کہ شام ہوتے ہی ہم کو جگہ مل جائے گی۔ مگر ایک شخص نے ہمیں خبر دار ہونے کو کہا۔ اور ہم نے اُس کی بات نہ سنی۔ اور ہم سب کے سب جانوروں کے ساتھ رہے۔ اور ہم نے اُس کی بات نہ سنی۔ اور ہم سب کے سب جانوروں کے ساتھ رہے۔ اور ہم نے اُس کی بات نہ سنی۔ اور ہم سب کے سب جانوروں کے ساتھ رہے۔

یوسف نے کہا "ہم نے اُس کی بات نہ سنی۔ اور ہم سب کے سب جانوروں کے ساتھ رہے۔ اور

یقین ہے کہ سوا اس مشغال کے جو قدیم رسم کے موافق یہودا کو دیا جاتا تم کسی قسم کے محصول دینے سے خوش نہ ہوگے۔"

یوسف خاموش رہا مگر اس کا دل یوں کہنے لگا۔ "ان محصولوں کی رقم کی تو شکایت نہیں کرتا، کیونکہ ہر سال اتنا روپیہ تو نے پانی، کہ ایک قلیل رقم ہے کیا محصولوں کا مطالبہ ہو سکتا ہے، مگر محصولوں کا اور کرنا تم کو شیع ہوتے کہ پر تو مجھے بتاؤ رسوم میں موجود ہے کہ نہیں؟"

یوسف نے جواب دیا۔ "میں نے اس کے شاگردوں کو کہتے سنا ہے کہ وہ مسیح ہے۔"

اس مرتبہ یوحنا نے یوسف کی طرف منہ کیا اور دیر تک بغور اس کی طرف دیکھتا رہا۔ اس نے ایک دفعہ پھر اس کی آنکھوں میں وہی شوق دیکھا جس کے تماشہ میں اس نے بارہا یوسف کو مبتلا دیکھا تھا۔ یوسف نے بھی اس مرتبہ بلا تکلف یوحنا کی آنکھوں میں اپنی آنکھیں گاڑ دیں اور کچھ دیر کی خاموشی کے بعد یوحنا نے کہا۔

"یوسف! میں تجھ سے سچ سچ کہتا ہوں کہ تم نے اس کی تلاش میں بہت دیر کی۔ تم نے اس کی مدت سے بڑی مدت ہوئی کہ وہ مشہور ہو گئے۔"

یوسف نے گھبرا کر یوحنا کی طرف دیکھا۔ اس کا دل اس کے سینہ میں اس زور سے دھڑکنے لگا کہ اس کی آواز یوحنا تک پہنچتی تھی۔ اس نے ہکلاتے ہوئے کہا۔

"میں نے اس کو کبھی نہیں دیکھا۔ میں نے اس کا نام بھی نہیں سنا۔ میں تو صرف اس کی شہرت سن کر آیا ہوں۔"

یوحنا نے کہا۔ "تو اس کی شہرت سن کر آیا ہے۔ اس کی شہرت سن کر تو اس کی تلاش میں اتنی دیر تک سرگرداں رہا۔ اس کی شہرت سن کر تو اس کے لئے اتنا بیقرار ہوا۔ اس کی شہرت سن کر تو اس کے لئے اتنا بیتاب ہوا۔ اس کی شہرت سن کر تو اس کے لئے اتنا بیچین ہوا۔ اس کی شہرت سن کر تو اس کے لئے اتنا بیقرار

کل مشکل سے صحت و سلامت گزر رہی تھی۔

جب قافلہ یروشلم کی وادی سے گزر کر رفائم کے میدان میں پہنچ جاتا تھا رحیم آگئے بڑھ کر بیت اللحم کی طرف روانہ ہو جاتے تھے۔ وہ پہلے چھاپہ مار دستے کی طرح بڑی تیزی سے آگے بڑھتے تھے۔ ان کا کام یہ تھا کہ بیت اللحم کے مکانوں کی چھتوں پر چڑھ کر اس بات کا جائزہ لیں کہ کہیں کوئی دشمن گھات لگا کر تو نہیں بیٹھا ہوا ہے۔ جب انہیں اطمینان ہو جاتا تھا کہ راستہ صاف ہے تو وہ قافلے کے پہنچنے سے پہلے ہی بیت اللحم کے مشرقی دروازے پر پہنچ جاتے تھے۔ اس وقت تک قافلے کے سارے مسافر اپنے اپنے خیمے نصب کر چکے ہوتے تھے۔ رحیم ان خیموں کے درمیان سے گزرتے ہوئے اعلان کرتے جاتے تھے کہ "ہر شخص اپنے اپنے خیمے میں رہے۔ کوئی شخص خیمے سے باہر نہ نکلے۔ جو شخص اس حکم کی خلاف ورزی کرے گا اسے سزا دی جائے گی۔"

رحیم کے اس اعلان کے بعد قافلے کے تمام مسافر اپنے اپنے خیموں میں بند ہو جاتے تھے۔ اس کے بعد رحیم بیت اللحم کے مشرقی دروازے پر کھڑے ہو جاتے تھے۔ جب قافلے کے سارے اونٹ اور خچر بیت اللحم میں داخل ہو جاتے تھے تو رحیم دروازہ بند کر کے اس کے سامنے پہرہ دینے لگتے تھے۔ اس طرح قافلے کے مسافروں کو بیت اللحم میں کسی قسم کا خطرہ نہیں رہتا تھا۔

یوسف کے قافلے کے ساتھ بھی رحیم نے یہی کیا تھا۔ جب قافلہ بیت اللحم کے مشرقی دروازے پر پہنچا تو رحیم نے یوسف کے خیمے کے سامنے کھڑے ہو کر اعلان کیا کہ "ہر شخص اپنے اپنے خیمے میں رہے۔ کوئی شخص خیمے سے باہر نہ نکلے۔ جو شخص اس حکم کی خلاف ورزی کرے گا اسے سزا دی جائے گی۔"

یوسف نے خیمے کے اندر سے رحیم کی آواز سنی تو وہ سمجھ گیا کہ رحیم اس کے خیمے کے سامنے پہرہ دے رہا ہے۔ اس لیے وہ بے فکر ہو کر اپنے بستر پر لیٹ گیا۔

چھٹا باب

بیت اللحم میں

اس رات کے پچھلے پہر کو کہ جب ہر طرف سناٹا تھا اور قافلے کے تمام مسافر گہری نیند سو رہے تھے، یوسف کو ایسا محسوس ہوا جیسے کوئی شخص اس کے خیمے کے دروازے پر کھڑا ہوا اس کو آہستہ آہستہ آواز دے رہا ہے۔ یوسف نے فوراً ہی اپنی تلوار اٹھا لی اور خیمے کے دروازے کی طرف بڑھا۔ اس نے دروازے کے قریب پہنچ کر پوچھا "کون ہے؟"

باہر سے آواز آئی "میں رحیم ہوں۔ میں بیت اللحم کے مشرقی دروازے پر پہرہ دیتا ہوں۔ میرے ساتھی بھی یہاں موجود ہیں۔ ہم لوگ تمہارے قافلے کے ساتھ بیت اللحم میں داخل ہوئے تھے۔ ہم نے تمہارے خیمے کے سامنے کھڑے ہو کر اعلان بھی کیا تھا کہ ہر شخص اپنے اپنے خیمے میں رہے۔ کوئی شخص خیمے سے باہر نہ نکلے۔ جو شخص اس حکم کی خلاف ورزی کرے گا اسے سزا دی جائے گی۔ کیا تم نے ہمارا اعلان نہیں سنا تھا؟"

یوسف نے جواب دیا "ہاں میں نے تمہارا اعلان سنا تھا۔ میں اس حکم کی خلاف ورزی نہیں کر رہا ہوں۔ میں اپنے خیمے کے اندر ہی ہوں۔ میں نے تمہارا اعلان سن کر اپنی تلوار اٹھا لی تھی۔ اس لیے میں نے سوچا کہ شاید تم لوگ مجھ سے کچھ کہنا چاہتے ہو۔ اس لیے میں خیمے سے باہر نکلا تھا۔ اب میں واپس جا رہا ہوں۔"

رحیم نے کہا "نہیں ٹھہرو۔ ہم تم سے کچھ کہنا چاہتے ہیں۔ ہم تمہارے خیمے میں آتے ہیں۔"

یوسف نے کہا "نہیں تم لوگ باہر ہی ٹھہرو۔ میں خیمے سے باہر آتا ہوں۔"

یوسف خیمے سے باہر نکلا تو رحیم نے اس سے کہا "ہم تمہارے پاس ایک بہت ضروری پیغام لے کر آئے ہیں۔

جبھی لے کہا۔ "جس وقت یہ حکم میں نے سُنا تو میں سخت ناراض ہُوا لیکن جب مجھے قدیم پہاڑی، وادی، بستی اور وہاں کے نرکستان اور ریتوں کے باغ یاد آئے تو میں نے خاموں کو اپنے دل میں معاف کر دیا اور اپنی خوشی سے راضی اور دل بیٹھوں دیوار اور سیکل کر جو مردوں کی نرگس کی مانند ہیں پھرا ہے کہ یہاں کہا۔" اُنھ تب مریم کی طرف نگاہ کر کے کہا۔ "اے میری جورو اور بچے اس بزرگوں کے درخت کے نیچے ہو اور ہنستے کھیلتے مزے پر ہے" اور اسی بزرگوار اُن سے مخاطب ہو کر کہے گی "ہاں قسم ہے۔ کوں کہ سر سے ہیں تکرار نہیں ہے کہ وہ دروازے پر دراز کرنا نفوں ہے"

یُوسف نے جب دیا ہے کہ آپ کی مہربانی ہے اور خدا ہم کو سرائے میں جگہ دے گا۔ مریم جو گدھا سے باتیں کرنے کو شروع جائے گی مگر دل میں جیسے وہ بات کو کرتوں ایک تھیں واپس آتا ہوں" اور تب گدھے کی رسی اپنی کو جھکا کر آپ اندر میں گھس گیا۔ وہاں گھوڑوں کے ایک بڑے کھدرے پر منحصر تھا کہ یہ بھی اس کے بیٹھے کی دیوار سے لگی کھڑی تھی اور یک بڑا ٹکڑا اس کے پیروں کے پاس پڑا تھا۔ جب یُوسف وہاں گئے پاس پہنچا تو کہا "تم پر بھلائی کی سلامتی ہو۔"

اجنبی نے جواب دیا "جو تجھ پر بھی ہو کہ تم جب سے لوٹ جلد تم پر اور تمھارے خاندان پر تا قیام رہے۔"

یُوسف نے کہا "نہیں بات کہی ہوں۔ کیا ہم کو یہاں جگہ مل سکتی ہے؟"

"نہیں ہے کہ تم نے یُوسف ناصری کا کرگس ہوگا۔ میرے باپ دادوں کا وطن ہے۔ میرے دادا کی نسل سے ہوں۔" یہ کلام یُوسف نے کچھ فکر یہ کہا۔ کیونکہ اس

کا خیال تھا کہ اگر وہ اس کلام سے جگہ دے گی تو کہنی ہی جگہ دے گا۔ مگر استیاب ہوگی تھا اور اُس کا خیال صحیح نکلا۔ "نہیں" کہا۔ "ہاں تم گدھا سے لے مجھے نہیں معلوم کہ ہمارے پاس گدھے بالکل وہ کہ یہ مسافر خانہ نہیں ہے۔ [illegible] سے [illegible] سے یہاں بھیجا گیا۔ مگر جگہ نہیں ہے کہ یہ کہا اس اور پھر کہ کر سکتا ہے کہ وہ کے مکان دے سے [illegible] نکالا کہے۔ "اس لئے کہیں چلے جاؤ۔ اور اگر تم خاصب معلوم کرو تو میرے سوا چلی کہ دیکھو کہ کوئی مکان خالی نہیں ہے۔ نہ تو کوئی گھر ہے نہ محل میں ہی کوئی ہے۔ مگر وہ گدھے کو کھڑے ہوا آدمی ہیں مگر یہ تو بتا دے کہ آپ کب شروع ہوئے؟"

اجنبی آدمی [illegible] دیکھ کر مسکرا کر کہا "ہم اجنبی میرے ساتھ رہنا ہے وہ اس جوتا، کو کہا تھا سے اور [illegible] ہوا۔ اور تم اس کو بیسا پیا کہ جیسا آپ کو [illegible] سے [illegible] کیا کہ میرا [illegible] کی"

یُوسف نے [illegible]

"اگر [illegible] یہ کس لیے [illegible] کو جو [illegible] سے آیا ہے کہ سکتا ہوں کہ گھوڑی ہو جاؤ کہ [illegible] اور [illegible] تیری [illegible] ہے کہ آگیا ہے" پھر بھی یُوسف [illegible] اور [illegible] کرو [illegible] سے [illegible] کی ہوگی۔ دیکھو [illegible] سے [illegible] کے [illegible] ہیں۔ اگر [illegible] سے [illegible] کے [illegible] ہیں"

پھیر کی طرف دیکھ کر یُوسف نے [illegible] کی "یہ لوگ [illegible] اور [illegible] یہاں [illegible] ہے [illegible] سے [illegible] سے [illegible] سے [illegible] ہے [illegible] کے [illegible] ہیں"

یُوسف سے پھر بھی [illegible] کہا کہ [illegible] سے

"یہ تو صحیح ہے مگر وہاں تجارت کے مال کا ابال تک رہا ہے۔
ہاں یوسف نے کچھ گرم جوشی سے کہا "مجھے اپنی تو فکر پڑا ہوا ہے
سے مگر میرے بھائی جو تجارت کے لئے گئے ہیں ناصرہ سے زیادہ ٹھنڈ پڑتی
ہے وہاں وہ میں ان ہی نہیں بیچ سکے گی کیا سستی میں کوئی جگہ مل سکتی ہے؟
لوگوں کی طلب ماننے سے شادی کے ارمان نے کہا "ان لوگوں سے
بستی میں خوب تلاش کی تھی وہ کہتے ہیں کہ ہر گھر میں گھر کا بنا ہوا ہے"
یوسف رنجیدہ پیشانی کی حالت میں کہا "شاید ہم میرے ماں کے والدین
میرے یہ تو ہوں گے وہ بہت بھلی اور میرے سوتیلی والدہ کی شکل سے تھے"
"ماں میں ان سے بھی وقف ہوں وہ بہت اچھے لوگ تھے۔ اصل
میں بوجوان تھے"
بھر کچھ ایک کمرہ ان کے رہنے کا تھا اور بہت بڑا اگر میں تم
اس کے کوٹھے پر سے جاتا ہوں کہ کہاں کی ہوا کھاتے ہیں تو میں
گزرنگا کہ تمہارے واسطے کچھ بندوبست کر دوں گا تم کیا کہتے ہو"
یوسف نے سوچ کر کہا "میرے بھائی نے وہیں تک سوچا تھا
خانہ ان سے ملاقات کرنے آئے ہے اس کی ہمچھ لوں گا"
"خوب تم ہو سے باہر ماموں کر دیا کہ اپنے
ہمسایوں کو لے آؤ کیونکہ جب صاحب مالک کے پیچھے آجائیں تو پھر تمہاری
آجاتی ہے" اور مسکرا دیئے جو کہ تھا ہے"
اس گفتگو کے درمیان میں ایک لڑکی جس کی عمر بارہ برس کی ہوگی
خاموش بیٹھی "ماں جو بات کو" یہ کہہ کر خوشی سے اچھل پڑی اور بہت زور سے
کے ہاتھ کا دبیز جلد اس کو مسرت کے دروازے لے گئے

وہاں سے مریم کی طرف سنا کر کے کہا کہ "میری ماں نے میرے دوست میرے ہاتھ بھیجا
وہاں سے مریم جس کا نقاب اٹھا ہوا تھا نظر کر کے وہ ہی ہیں کہ
"بیل مکھیں میرے ہاں بسا اوقات ہوا دشاد دکھائی دیتا تھا جس
سوا دشاد کے روز روز آنے کا تھا تب یوسف کے ہاتھ سے گدھے کا
بتلے کر مریم سے کہا کہ "اے نبی تم پر سلامتی ہو اور تب وہ بھی سلام
کر کے یوسف سے درخواست کی کہ اے ربی میرے بچے کو تو
کہ کر وہ ان کو سرائے کے حصن میں لے آیا یہاں تجارتی مال کے تھیلوں کے تھا
گدھے تھے اور پاس ہی کچھ اونٹ بھی تھے
اور کے نگہبان یوسف کے ہاتھ کی حفاظت کرنے لگے
درمیان سے ایک شخص جو اس سے بڑا شاہراہی تھا چلے گئے کچھ
آگے بڑھ کر ہم نے مریم سے کہا کہ وہ ہمیں کہاں لے جا رہے ہیں
کی اکثر آباد رفت ہے
کو میدان سے جس کے لئے خیمہ لگے ہوئے تھے اور
اس جگہ ہم کو اترنے کو کہا گیا تھا
کنارے پر ہیں ہم کو یہ بتایا گیا ہے کہ جس جگہ اس سے
بنا بیٹھ گئے اور ہم نے بھی
ناظرین سوچتے ہوں گے کہ
کوئی کبھی بات وقتی
صف کے قریب دیکھ رہے تھے
تھے

ساتواں باب

مسیح کی پیدائش

Rev M chael Joseph. Cell # 92 300 7233 854.
vscaljesus@gmail.com vsmasheal@yahoo.co.uk
Evenglist Yousaf Masih Cell # 92 300 7233 853

سرکلاوہ دل سے سوچنے لگے۔ ہر [illegible] سے الگ الگ مرنے سے پوچھ
پاچھ کرنے لگے۔ کوئی قبائلی کہتا تھا۔ [illegible] سے ٹوٹا ہے کسی کا پہاڑ سے گرا ہوا پتھر
سے شیر یا کوئی درندہ جانور کھا گیا ہے۔ اور اُدھر سے آگ جلانے کے لئے
کوشش کر رہے تھے۔ دوسرا کہتا تھا کہ [illegible] کی وجہ سے
کہ جنگل کا
کہ جنگلی جانور آگ سے ڈرتے ہیں۔ اور پھر روشنی
ہو گی تب ایک [illegible] سے ہوا ہی نہ چلے گی۔ وہ
سے ہمارے [illegible] نے مزاحمت کی تھی ہمارے
کا خاتمہ [illegible]

قریب ڈیڑھ یا دو میل کے فاصلے پر بیت عم کے جنوب مشرق کی جانب
کو ایک میدان ہے۔ اس کے [illegible] کے [illegible] ایک
جس کے دامن میں چراگاہ ہے۔ [illegible] اور [illegible]
درخت کثرت سے ہیں۔ اور قریب و جوار میں جو رستے اور گھاٹیاں ہیں ان میں [illegible]
اور شتر کے پیر بہت پائے جاتے ہیں۔ چرواہوں کے گلے اور بھیڑوں کے
کام آتے ہیں۔ ایک گھاٹی میں ایک بڑا [illegible] ہے۔ جو بھیڑیوں کے کام آتا
ہے۔ کسی سال میں جب اس علاقہ پر قحط پڑا تھا تو اس [illegible] کے
مکان نکل بنا کر دینے لگے تھے۔ [illegible] کی چاندی [illegible]
کو چھپاتے پھرتے تھے۔ اس چار دیواری کی دیوار [illegible] تھی
اتنی دیوار کہ بھیڑوں کو [illegible] روپا تھا۔
جس رات سرشت پر خدا کی نیز [illegible] کچھ چرواہے اس [illegible]
اپنے گلوں کی نگہبانی کرتے تھے اور [illegible] پر [illegible]
چرواہے جن کے [illegible] آگ جلا کر اس کے گرد بیٹھے باتیں کرتے تھے جب

[illegible] تو [illegible] کہ [illegible] ہو گئے۔ مگر پاس [illegible]
[illegible] کو جب [illegible] کا [illegible] ہوا [illegible]
چل کر [illegible] ساتھ [illegible] ایک [illegible] جاہلوں [illegible] کہ ایک [illegible] [illegible]
[illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]

[illegible] کہا۔ "اس لئے یہاں [illegible]

[illegible] کیا اس نے یہ بھی نہیں کہا کہ داؤد کے شہر میں [illegible]

بہت ہم سے کہہ کر ہم اس کو کپڑوں میں لپٹا ہوا پائیں گے۔

"لڈو چھپا کر رکھا ہو"

پہلے بولنے والے نے کہا۔ "[illegible]

[illegible]

[illegible]

کیا کرتے ہیں کی ہے کہاں ہے؟

[illegible] دولی عورت سے پہلے کو کروڑوں سے [illegible] اور [illegible] رہتے
[illegible] گئی [illegible] کو اس کی گود میں [illegible] وقت [illegible] چوپان ماں [illegible]
گرد [illegible] ہو گئے [illegible] اور [illegible] پیاسے کو [illegible] اس کلام نے سب [illegible]
ہیں گھٹنے ٹیک دیئے اور [illegible] کے [illegible] یہ لکھے کہے [illegible] اور [illegible] اس کا
[illegible] ہیں اور [illegible] سے [illegible]

[illegible] سے [illegible] جس [illegible] [illegible] کے [illegible] کو [illegible]
دے کر [illegible] [illegible] [illegible] سب [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] کی
[illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]
جوڑے [illegible] [illegible]

[illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]
[illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]

آٹھواں باب

مجوسی اور میرو دیس

[illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]
[illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]

[illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]

کبھی دکھائی نہیں دیتے تھے اس کے نہ ہونے کی وجہ سے ہر شخص کو ان کے ہونے کا گمان ہوتا تھا۔ اس لئے کہ ان کے بسنے کے لئے وہ جگہ موزوں تھی۔ وہ ایک ایسا علاقہ تھا جو پہاڑی کی وجہ سے لوگوں کی نظروں سے اوجھل تھا۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ وہ ٹیلا کہ جس کے نیچے وہ رہتے تھے، ان کے لئے ہی بنایا گیا تھا۔ ان کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ وہ ان کے ہی ہیں جو ان کے بارے میں کچھ نہیں جانتے۔ ان کا کوئی گھر نہیں ہے۔ وہ ایک جگہ سے دوسری جگہ گھومتے رہتے ہیں۔ ان کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ وہ ان کے ہی ہیں جو ان کے بارے میں کچھ نہیں جانتے۔ ان کا کوئی گھر نہیں ہے۔ وہ ایک جگہ سے دوسری جگہ گھومتے رہتے ہیں۔

"تم کہاں رہتے ہو؟"

"ہمارے بارے میں سینکڑوں لوگ ان کو دیکھنے کو گئے ہیں اور سینکڑوں چلے جاتے ہیں۔

"تم کہاں رہتے ہو؟"

"ہم کہاں رہتے ہیں؟ ہم کہتے ہیں کہ وہ جہاں کہیں کے لئے نکلے ہیں وہیں ہم رہتے ہیں۔ ہم کہتے ہیں کہ ہم ہر جگہ رہتے ہیں۔"

"تم کہاں کے رہنے والے ہو؟"

"ہم کہتے ہیں کہ ہم ہر جگہ کے رہنے والے ہیں۔"

ایک عورت نے کہا کہ جب میں نے اس کو دیکھا تو میں نے سوچا کہ وہ کوئی بھوت ہے۔ جب اس نے کہا کہ وہ کوئی بھوت نہیں ہے تو میں نے سوچا کہ وہ کوئی بھوت ہے۔

اگر میں دیکھوں گی کہ ایک کوا کسی کو اس نے چونچ کہا ہے تو میرے لئے میں سے ۔ اس دوران میں کہتے ہوئے رات پڑ گئی، اور جب وہ اپنے اپنے مکان کو روانہ ہوئے۔

کچھ تمام کی جب رات کا پتہ چلتا ہے کہ وہ ان کے ایک شخص محل میں ایک خاص مجلس ہوئی۔ اس میں فریسیوں کے بزرگ علماء سردار کاہن مقدمہ دار کے بزرگ مقتدا مقتدائے ملت اور علماء کے بزرگ جمع کر کے وہ ہیرودیس کے بزرگ تھے۔ ان کا علم اکثر ہیرودیا کی وجہ سے تھا جس کی محبت ایک عورت کی تھی۔ جو کہ میرے باپ کا سالا تھا۔ اس سے تمام وہ فاضل لوگ اس لئے کہ جو سنہدرم کے ممبر تھے۔ یہ مجلس جو اس وقت جمع ہوئی تھی جب سردار کاہن بادشاہ کی خاص تدبیر سے ۔ جس کا مضمون عبرانی زبان میں لکھا تھا۔ اور ایک ملازم گھوڑا دوڑاتے ہوئے آیا۔ کسی معاملے پر مجلس عقد کی تھی۔ اس سے ملازم نے کہا کہ ۔ اور جواب دیا کہ ۔ اس نے کہا کہ ۔ ایک شخص جس کی قبر مشہور ہوئی تھی۔ اس کا پتہ چلتا ہے اور سر پر تاج رکھے ہوئے ہے۔ یہ وہ ہیرودیس تھا۔ جس کا ایک ہاتھ ۔ ایک سر سے لگا کر آتا ہے۔ اس نے یہ عہد کئے کہ ہاتھ ۔ جس وقت سر کے قریب پہنچا تو کچھ رکاوٹ سے ۔ بادشاہ نے کہا کہ ۔ کے خدا کی ساتھ تھی پر ہوئے۔ تو نے ہم سے کہا ہے کہ "یہ مسیح کا ہی پیدا ہونا" بادشاہ نے سوچ کر کہا کہ "میں سوال ہے۔

[illegible] بادشاہ اس مجلس کی طرف سے [illegible]
سمجھے کہ [illegible] کے [illegible] [illegible] [illegible]
کرتے ہوئے [illegible]

کیونکہ [illegible] یوں لکھتا ہے کہ "[illegible] کی سرزمین کو [illegible] کے
حدود [illegible] میں ہے۔ کیونکہ [illegible] میں سے ایک صدر مقام [illegible]
[illegible] کی روایت کرتا ہے۔"

ہیروڈوٹس کے چہرے پر پریشانی کے آثار دیکھ کر [illegible] نے
[illegible] کا مذاق اڑانا شروع کر دیا۔ دیر تک [illegible] میں [illegible]
[illegible] پھر کر کے سے [illegible] [illegible] کے [illegible]

[illegible] لگے تو [illegible] سے [illegible] [illegible]
[illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]
[illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]
[illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]

کچھ [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]
[illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]
[illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]
[

تو یوں سے ہوتے ہوئے محل کے پھاٹک پر آئے۔ وہاں دونوں انگشتوں کی آگ
محل والی تھی۔ چوبداروں نے ان کو روکا۔ لاکن کہ کاموں نے
سے انکار کیا۔ یوں یہ چلتے چلتے ہوئے کہ بڑے بڑے کے دروازے پر پہنچ گئے
تھا۔ پھاٹک کے دوسرے کنارے کا کار و خل جو یہ کہ ٹاٹ کا پردہ لٹکا ہوا تھا
میں داخل ہونے جو تاجروں سے قطر ۔ ہدایت تھی
دربار میں فرش پر ایک علم کھڑا ہوا تھا جو ۔ ایک
اس پر ہیرے کی بادشاہ کی ہوئی تھی۔ تب کوئی سپاہ ان پہنچے تو ہدہ میں
پہنچ گئے۔ بادشاہ نے ایک گھنٹی کی۔ [illegible] ہاتھ سے روکا
اس نے ان کو بلکہ دیا۔ [illegible] پیچھے کا حکم دیا۔ اور سب
دربار کو [illegible] میرے پاس بیٹھ گئی۔ [illegible]
[illegible] تم کون ہو"

مصری نے بڑھ کر سلام کیا۔ بادشاہ نے اشارہ پا کر عرض کیا۔ "میں
دیار مصر کا رہنے والا ہوں۔ تجارت کرتا ہوں۔ [illegible]
[illegible] ہم پردیسی ہیں۔"

"پردیسی سے دریافت کرو۔ تم کون ہو۔ کہاں سے آئے ہو۔ کیا
چاہتے ہو۔ کہاں جا رہے ہو۔" بادشاہ نے کہا۔ یہ بات مختصر تھی۔ مگر
وہ بادشاہ کی آواز سے ایسی ہیبت ٹپکتی تھی کہ سب کے دل کانپ گئے۔

ہم نے یہ سمجھا کہ بادشاہ کا یہ سوال [illegible] ہے
[illegible] ہے بیٹھے معلوم ہوا کہ لوگ کیوں ایسی باتیں کرتے ہیں۔ تم سے تو مجھے بہت شوق
پیدا ہوا ہے کہ تم دوسرے ملکوں کی باتیں کہو۔ کیا بادشاہ ہے؟"

مصری نے بے باکانہ جواب دیا۔ "ہر ایک ملک میں ایک بادشاہ ہوا ہے۔"

بادشاہ کے چہرے سے معلوم ہوتا تھا کہ وہ مصری کی [illegible]
لیکن اس نے کہا۔ "میرے ملک میں نہیں۔ میرے ملک میں [illegible]
[illegible] کیا بادشاہ ہے؟"

مصری نے جواب دیا۔ "تم کو [illegible] سے [illegible]
سلطان نے [illegible] کیا ہے کہ [illegible] ہے
تقلید [illegible] سے روکا ہوا ہے [illegible] پہنچوں میں [illegible]
[illegible] ہے۔ [illegible] [illegible] [illegible]
[illegible] [illegible] [illegible]
[illegible] [illegible] [illegible]
[

گو ں دیں گے وہ گیا ہے اُس کے شاں کے و ھیلے مرتبوں سے ہ
ستارہ دیکھ اُس کی اُدن ہمارے ساتھ ہے یا وہ اُس کی ہے
بھی ہم ہیں سے ۔

پ نو میرو دیس کے لشکر و شت ڈروں تُر ے وہ ے ھمرو ہاہ
ڈھ گئی اور اُس سے ہاہ نھو سے گھستا رہے ۔ ہاں تو بچے وہ یا ہ خبر دو ۔
آس سے یا شاہ کی آمد کے بعد کیا ہوتا ہے؟

"
س سے ؟"
ں سے
"کس طرح ؟"
لی و ہاں یہی ہاں ہفت و یک ہیں ہے"
تو تُم یہ کہ ہمارے ہو کر ی و ہاں سے ؟"
ملطسر ہے سفر ہو گا ے ہاہ ہ سر ے ہیں ؟"
ہاہ ے کہ کی ہاں ہے و ر ر تو ے ہم ر ہاہ ہے
لا ر تھوڑی و ر ہیں ہاہ ر ھ سے کہ یا ہ تیں کر یں ہے ر ر ں ہاں
ر یہ کہ ہ خلائی مشا یا ستہ ی طریقے کے ہ ں ہ ں ؟ ہ چھ ے
ہے ہ ر ھ ہ ں ؟ تو ھ ر ، س سے کہ ہ ھا ہ ہ ر سے ر ہاں ہی
ہ ھ سے ر ے ہ ہ ر ہ ں تُم سے ہ ہ و کھی
ہ ھ ر ے کہ ہ ہ ستارہ ہاں و ہ ہ ہ ا و کھا ۔
ر ت ہ ستارہ ھ ر ہ ؟
"س ر ت ہ ھ ر ہ ہ ر ہ ں ہیں

اس پر میرو دیس تخت سے اُٹھا اور بڑے اشتیاق سے کہا "آ ے
و لا تھا وہ اہل یقیں کرتا ہوں کہ تُم نی نوح مسیح کے عہد میں پیدا ہوئے ہو
ر سُنو کہ آج رات اس ملک کے فیلسوفوں کے شہروں اور عالموں نے مشورہ کیا ہے وہ
سب ایک ۔ بان کہتے ہیں کہ وہ مہ دیوں کے سینہ علم میں لکھا ہوا ہے کہ ایک
گ تا ہوں کہ دیں ہاہ اور اُس بچے کی حر ۔ "لاش کرو، اور جب تُم اُسے
پا لو تو مجھے بھی خبر دو، تاکہ میں بھی جا کر اُسے سجدہ کروں ۔ تُمہارے سفر میں
ی بری کی رکاوٹ نہ ہوگی ۔ تُم پر سلامتی ہو ے یہ کہہ کر میرو دیس کمرے سے چلا
گیا ۔ ذرا ہی دیر کا ر میرو آیا اور اُن کو محل سے باہر باغ میں لے ہو کر سڑک کے
ر دوازے پہنچا آیا ۔ وہ تین بڑے پر تُگالی نے ایک جوش سے کہا "آ ے کہ یہ
جیسے بادشاہ کے ہاں سے آ ہے ہ ت ہ ہ ہ ر ہ ں
سعد سائی سے کہا "ہاں ، مگر تُم کو ں خوش دلی ہے
ملطسر ے بھی پیسے سے خوش ہے کہا "ہاں ہی ہے ۔ ٹھ ہ ں"
سعد ے کہا ۔ "ہاں کہ ہم ے کہ وہ اُونٹوں پر سوار ہو ے آ ر ہا ہے
بھی تک کی وہ ت کر کے رہا ہے ۔ جس وقت بھی تک پہنچے ر ہا وقت
وہ آ ہے سے کہا اور اُونٹوں سے بھی ر ستہ جس سے آ ے اور
ر کھے تھے ۔ سعد ہوا ی سے کہ ر ہاں کے ہاں پہنچے آ یک
ر ہی ہاں ہوا ی م ر ع میں ڑی مل تھی کہ سعد سی تر ر ی کہ اُس کی
ھلے کے ہ ت ں ں سے آ کھیں کھولیں ۔ یکبارگی
یک ستارہ اُن کے آگے چلتا ہوا نظر یا ۔ اُنہوں نے فوراً ہاتھ جوڑ کے ر ہی
کے ہ ے زور سے پکارنے کہ خدا ہمارے ساتھ ہے اور وہ اس کو یہ
کہا رہے تھے ۔

نواں باب

طفلِ مسیح

[illegible]

دسواں باب

میں سلاّ اور یہودا

ے ایک ... ...

[illegible] کی ملاقات ہوئی تھی جب تم نے مجھے
[illegible] ہماری ملاقاتی ہوا اور میں نے کہا تھا کہ
[illegible] کریں گی کہ تم کو یہ بات یاد ہے
[illegible] رکھ کر رہے ہوں گے

ہونٹوں سے آنسو پونچھ ڈالے اور
[illegible] پانچ کر دیں۔

تم کو بڑا تعجب کرنا چاہیے کہ میں
[illegible] عورتوں پر
[illegible] ہو گئے ہوں، مگر پرانی چیز کو نئی بصیرت کہیں گے۔ مگر
[illegible] کرنا ہی حاکم کی آبکاری کو سمجھ لیا ہے۔

[illegible] سائل ہو تو کاغذ کر سکتی ہے
[illegible] بیٹھ
[illegible] ہے۔ [illegible] تم [illegible] دے
[illegible] کو [illegible] میں [illegible] سے
[illegible] دیکھا، اور میری آنکھوں سے آنسو بہنے لگے۔ تم نے
[illegible] اور تم خوش ہو کر چلے گئے۔ مگر
[illegible] ہاں کر دو۔ میں نے تم سے کچھ نہیں کہا۔ مگر کاش کہ تم وہی میں ہمارا ساتھ آنے
[illegible] کر لیتے تھے۔

[illegible] یہ تاکہ کسی بات میں [illegible] خوب [illegible]
شہر [illegible] کی گلی [illegible] ہوئے [illegible] کر [illegible] سے [illegible] کر [illegible] ہوئے
[illegible] ہو [illegible] کہ [illegible] کیا [illegible] ہے۔ [illegible] پہلے [illegible] تھا [illegible]
[illegible] کو [illegible]

[illegible] خوب [illegible] پر [illegible] [illegible] نے [illegible] ہے [illegible] خوب
[illegible] [illegible] تم نے کسی [illegible] کو [illegible] سے [illegible] [illegible] تم کے
[illegible] [illegible] سے [illegible] [illegible] [illegible]

بلاتی ہے۔ لیکن حقیقت تو صرف تمہارا عجائب خانہ ہوں میں کسی ملتی ہے۔ جنگ میں جو تم
چھوڑ آئے ہو میں نے تمہارے بعد اسے سنبھال لیا ہے۔ تمہارا بازو کی گا ہوا تو
بیکار ہی ہوتے۔ پس اگر کبھی تم پر مشکل آن پڑے تو کون تجھے کچھ کہے گا۔ پھر تو تمہارا
روپی مشتری کے معاملے میں کیا ہے گا۔ پرانا مال خریدنا تاکہ ہم سے
ہے عام کو کیا ہے۔ آن ستاروں کے مطالعے سے ہم عام خیال کے مطابق
نہ بتا سکتے ہیں۔ بھلا تمہارے مستقبل کے بارے میں کچھ بتا سکتے ہیں

پھر وہ کاہنہ سڑیع ہوا اور وہ جلے جانے لگا۔ اس سے پہلے کہ وہ
باہر نکلتا میں نے اسے روکا اور کہا۔ "اے بوڑھے تو سب جانتا ہے

"تم مجھے منصبی ہیں اٹھا سکتے ہو"

نجومی نے تعجب سے میری طرف دیکھا اور مسکرا دیا۔ مجھے خیال آیا کہ
تم سے باپ دادوں کے قدیم مکان سے چل کر میری ملاقات کو آئے ہو تاہم اگر
تمہیں کچھ بتانا بھی چاہوں تو تم نے سے نہیں سکتا۔ مجھے آخری نصیحت
یہ کی تھی کہ جاؤ اور مشتری کی نحوست کو دور کرو۔ یہ کہا کہ تمہارے ستارے
ہے اور حقیقت محض کی تلاش کھل گئی ہیں۔ اس کا مطلب یہ تھا
کہ تمہارے کچھ نہیں رہا۔ جنگ سب کچھ لے گئی ہے اور اس لیے تمہارے
طلاق کی اول منزل ہے عشق ماجروں کا مسئلہ ہے اور یہ ایک ہی طرح
پہلی چال سے بچیں اور کے دیکھے میرے نے عشق کو لائے طلاق اور
جلاوطنی کا جوتش و خوش ہوگا۔ میں تو سبھی ہوں گا اور تم آئے بار مجھے
تم پر رحم آتا ہے۔ تم یہاں بیٹھے ہو اور مجھے تم پر رحم آتا ہے۔ قدرت
زندگی کا دور اور مقصد کیا ہے۔ صرف یہ کہ کاہنے سے ہی عبادت خانے میں مقدر
ہو جاؤ۔ وہاں سے پیکل کی خدمت حاصل کرو اور کسی جگہ سے سنڈم فیس کے

مسجد ہو۔ تمہارے لیے یہ سب جیسے ہیں اور عمدہ لفظیت ہے مگر دیکھو
سوچنے والے کی عقل ہے۔ مقدر ہیں جیسے بڑھے ہیں جو عمر تک کسی سے واقف
ہیں کے نشان میں قدیم ہیں جہاں ہی سے کسی نے یہاں دیکھا سکندر عظیم
مشرق میں گیا۔ کچھ کمال فتح یا بچا نہیں گیا۔ یہ سب سونے کی کان کے لیے
ہیں۔ میں بھی کئی جگہوں کو سیر کر چکا ہوں۔ جو علم میں حاصل کر سکے کہاں سے
ہوں۔ میں ایک حاکم مقرر ہو جاؤں۔ جب میں کو فرض حاکم کا جانشین ہو جاؤ گا
تو اسے بیٹا میں تم کو بھی مالا مال کر دوں گا

چھوٹے نے کہا۔ میں نے سنا ہے کہ مصر قصے ہیں جو اپنی
زندگی کو میں کر سکتے ہیں تو تم نے سے نہیں سکتا مجھے خالص یا دے
کر میں سے آپ

وہ سے میں نے کچھ نہیں کہا۔ اسے اور شام ہو
گئی ہے یہ کچھ وعدہ ہیں جس وقت میں تمام ہو جائے گا وہ وقت ڈور سے
ہو۔ ہو جائے گا۔ تو تم ہو جاؤ گے ان مقدر ہو جاؤ گا

پھر میں نے چلنے کو تیار تو تم میں سے سب رخصت کی۔ بھی۔
جاؤ۔ خصوص ہیں سے تم نے ساتھ میں ہو جائیں
شوہ سے دیکھ لیں ہے کہ میں ہوگا کہ میں نصیحت ہوں
کاس کو ہیں ہوں۔ ایک دوست کی کاس لیا ہے اور میں سے
میں سے ملیں ہے ہو۔ ایک کی بیاہ
ہوں۔ کر کے چاہیا میں سے ہیں کہ وہ کو ہے کاہنہ سے
ہوں ہیں اس کے جھکے گیا۔ جب ہو گیا تو اپنا اس کے کاہنے ہو
دیکھ کر میں نے ساتھ ساتھ چلنے لگا۔

[illegible] ہم روانہ تھے تو اسی طرح ساتھ ساتھ چلتے تھے۔ [illegible] چھانک تک جاتی مگر [illegible] اور اس وقت میں [illegible] تھے [illegible] تھے [illegible] [illegible] [illegible]

"کیا ہے کوئی بات ہے؟"

عُمرہ بولا۔ "سوچنے کی کوئی بات نہیں۔ مگر یہ لوگ، جس وقت بھی دیکھو، بس مُنہ ہی مُنہ ہلاتے رہتے ہیں۔ جب سے میں نے ہوش سنبھالا ہے، میں نے عُمرہ کو ایک بیمار مرغی کہتے سنا ہے۔ نہ جانے کیا سب کچھ سوچ سوچ کے کوسے جاتے ہیں۔"

ملازمہ کچھ دیر تک تو خاموش رہی۔ پھر اس نے ایک طشت پر ایک بڑا سا ٹکڑا رکھا۔ ایک بڑا سا ٹکڑا پرندہ کا اور ایک لال طشت کے ایک طرف رکھ دیا۔ پھر ایک ٹکڑا ایک خرگوش کا اور دوسرے طرف رکھ دیا۔ پھر وہ کہنے لگی۔ "یہ ہے ہمارا کھانا۔ ہم لوگ ان چیزوں کے سوا کچھ نہیں کھاتے۔ ہمارے ہاں ایک بڑا عقلمند آدمی تھا۔ اس نے ہمارے لوگوں کو بہکنے سے بچانے کی بہت کوشش کی تھی۔"

کھانا کھاتے کھاتے عُمرہ نے پوچھا۔ "اے ملازمہ! تم ہمارے ساتھ کب تک رہو گی؟ جب کبھی ہمارے ہاں کوئی مہمان آتا ہے تو تم کیا کرتی ہو؟"

ملازمہ نے کہا۔ "میں تو ہمیشہ تمہارے ساتھ رہوں گی۔ کبھی کبھی تمہارے ابا کسی کو بلا کر لاتے ہیں۔ میں اس کے لیے کھانا پکا دیتی ہوں۔ پھر وہ چلا جاتا ہے۔ میں اس کے بعد کبھی نہیں دیکھتی کہ وہ کہاں گیا۔ مجھے تو صرف تمہارے ابا کا حکم ہے کہ تمہاری خدمت کروں۔"

عُمرہ نے کہا۔ "اے ملازمہ! میں تمہیں ایک بات بتاتی ہوں۔ جب کبھی ہمارے ہاں کوئی مہمان آتا ہے تو ہم اس کو کھا جاتے ہیں۔ اس لیے تم بھی ہوشیار رہنا۔ کہیں ہم تمہیں نہ کھا جائیں۔

کرے۔ میں اس سے کچھ نہ بولی۔ میں سوچنے لگی کہ کیا میں خود ہی اس بات کا ذکر کروں۔ یا کہ اب یا کبھی کا موقع ہاتھ سے گیا۔ میں اسی طرح سوچ میں پڑی رہی۔ اس نے خود ہی پوچھا۔

"تم نے کیا سوچا؟"

"کچھ نہیں۔"

"تو تم شوہر سے ناراض ہو کر کیوں آئی ہو؟"

"میں نے کہا تھا کہ میں نہیں جاؤں گی۔"

"تو تم شوہر سے ناراض ہو کر آئی ہو۔ کیا تم اس لئے ہوئی ہو کہ وہ تمہیں پیسے جمع کرنے کی قسم دلاتا ہے؟"

"میں نے کہا۔ "میں نے کہا تھا میں نہیں جاؤں گی۔ میں نے کہا تھا میں نہیں جاؤں گی۔"

اس نے کہا۔ "تم اپنے گھر کے پاس نگر سیٹ کو تھی سی بات کہہ گئی جس نے تم کو مشتعل کر دیا۔"

"کیا میں بڑا تیز ہوں؟"

"نہیں۔ مصیبت یہ ہے کہ وہ ہمیشہ ٹھیک ہوتی ہے۔"

"ہاں۔"

[illegible] ہو گیا۔ [illegible] مالکہ کے [illegible] سے [illegible]

[illegible] میں [illegible] کی [illegible] تھے [illegible] میں [illegible] سے [illegible] نے [illegible] کی [illegible] ہو [illegible]

"[illegible] کی [illegible] نہ [illegible] کہ [illegible] کی [illegible]

[illegible] اور [illegible] کی [illegible] تھے [illegible] [illegible] [illegible]

[illegible] کر وہ تمہارے [illegible] سے [illegible] وہ [illegible] بعید [illegible] جوانی [illegible] [illegible] [illegible] ہے [illegible] جرم نے [illegible] ایک عورت کے [illegible] [illegible] ہم [illegible] [illegible]

[illegible]

نہیں۔ میں اُسے یہاں اپنے مکان پر بلواؤں گا۔"

"اسے دل۔ نہیں اُسے نہ بلاؤ۔ اس میں تو [illegible] ہیں کہ میں اُن سے کچھ [illegible] کروں گا، مگر جس کی مجھے ضرورت ہے، وہ تعریف آپ ہی دے سکتا ہے۔ مجھے استقلال کی ضرورت ہے، کیونکہ میں، فساد کی روک تھام کی جاؤں گا۔"

"اسے بیٹے محمد کی بدولت۔ فلسطین ایک شریف خاندان سے ہے [illegible] اپنے حسب نسب کی بڑی [illegible] [illegible] اپنے خاندان کی [illegible] [illegible] کر سکے [illegible] اگر [illegible] اپنے خاندان کی [illegible] [illegible] [illegible]

ہوتا ہے کہ جو کچھ میں نے بیان کیا ہے وہ کسی دینی تعلیم سے نہیں بلکہ ایک قسم کی عربیت سے ہی ورثہ میں ملا ہے۔ مگر میں سمجھتا ہوں کہ جو کچھ اس نے کہا ہے وہ مختصر طور پر مجھ سے بیان کر دو

بارھواں باب

ایک اسرائیلی عورت

اور جب اسرائیلی نے بچی واپس کرنے کی درخواست کی تو اس نے جواب دیا "میں تمہارے ساتھ ہرگز ایسا سلوک نہیں کروں گی۔ میں نے تمہارے ساتھ عہد کیا ہے اور میں اپنا عہد پورا کروں گی۔ میں تمہاری بچی کو واپس نہیں کروں گی۔ میں اپنی قوم کی عورتوں کے ساتھ ایسا سلوک

ہ ہوا کو بدبو کر ۔"

ے یہودا اسخاریوطی کہو کہ وہ کاسہ دی برباد نہیں ہوا، بلکہ گم ہو گیا ہے ۔ ۔ ۔ ممکن ہے کہ بہادروں کی کسی فوج میں بڑی احتیاط سے پوشیدہ ہو۔ آؤ اور تمام دوستوں کو لے لیں کہ فلسطین پر حملہ کرنے کا اور فلسطین کے مواضع اسرائیل اس کے آگے ناچنے گائیں گے ۔ ۔ ۔ کی کھائے گا ۔"

یہودا نے شکر گزاری سے کہا: "اے میرے مُرشد مجھ پر تو احسان کیا جس کا بدلہ میں کبھی نہ دے سکوں گا۔ تیری حکمت اور عقل بھی تجھے تعلیم نہیں دے سکتے تھے اب میں بنی اسرائیل کا آقا بنوں گا اور ۔ ۔ ۔ ۔"

عالم نے کہا: "اے شریف تو کیا تم کو معلوم ہیں کہ جو کچھ میں نے بیان کیا ہے صرف یہ ہے کہ میں نے ذلیل کر اپنے تئیں ایک بڑی مصلحت کے سبب کرتے تھا۔"

"مگر وہ مصلحت کیا ہی تھا۔"

"میں نے حق الامکان اپنی قوم کے نامور بچوں کو قتل ہونے سے روکا ہے اور ان کے ہاتھوں کی طرف سے ہوں اگر ممکن کے تو یہ ہے کہ سکتے ہیں کہ جو سے کے مقابلے میں مصر اور تو دیگر مقابلے میں آشوریوں کو ممکن نہ مقابلے میں ۔ ۔ ۔ تو قاصوں کے مقابلے میں مصر، رومی حاکموں کو مقابلے میں ۔ ۔ ۔

"مجھے تو یقین نہیں آتا۔"

شعیب کہہ کر رمضہ نے اپنی آنکھیں اوپر اٹھا کر کہا "عمرو کہتی ہے لیکن دل پر گہرا اثر ہے۔"

عمرو اس کا قول ہے کہ "یہ بے ایمانوں اور بدکاروں کی نشانی ہوتی ہے۔"

رمضہ نے شبہ کی حالت میں ہاتھ کر دیکھا کہ وہ سلامت ہے یا نہیں اس کا کیا مطلب ہے؟

"اے بھولی بی بی تو اسے جانکر یہ تمہارا مال ہے اور اس کے سننے سے تم زیادہ موصوف دکھائی دیتی ہو حالانکہ اس کے سر بھی تم ہی ہو۔"

رمضہ نے ہاتھ کر چہرہ چھپا لیا اسے میں عمرو ایک طشت لے کر آئی جس پر ہاتھ دھونے کے لئے پانی کا پیالہ اور ایک تولیہ تھا۔ چونکہ عمرو نہیں نہ تھا اس سے بہت جلد ہاتھ دھو لئے۔ تب طشت واپس کر دی گئی اور رمضہ نے اس سے بال سنوارنے شروع کئے۔ جب وہ ہو چکی تو عمرو نے کہا "رمضہ تم کو خیال کرنا ہو گا میں اور تم کہاں جائیں گے؟"

حیرت زدہ ہو کر اس نے دریافت کیا "جانا ہو گا کہاں؟"

"تم سے میں ایک بات نہیں چھپاؤں گی۔ تم جانتی ہو کہ میں ایک لونڈی ہوں۔ میرے مالک نے مجھے بیچ دیا ہے۔ شعیب کے خاندان کی کوئی بچہ نہیں ہے۔ ہمارے مالک نے ہمیں چھوڑ دیا ہے اور میں اس کی بہت خدمت کرتی تھی اس لئے مجھے توقع ہے کہ وہ مجھے آزاد کر دیں گے تم بھی مجھ کو اختیار کر لو گی میں تم کو نہ چھوڑوں گی۔"

"میں بھی تمہارے ساتھ چلوں گی"

"تم کو اپنے ساتھ لے جانا بڑی بات ہے اگر ہم دونوں چلے جائیں تو وہ سر

جائے گی۔"

"ہاں یہ بھی صحیح ہے مگر یہ تو اچھا نہیں ہے۔ مگر تم سوچو اگر ہم چاہیے ہو تو یہاں رہو تم میں کچھ جو سکھانا چاہیے تکمیل کر سکتے ہو۔"

"مگر مجھے سوداگر نے لینے کا نہیں ہے۔ فرض کیا ہے کہ آپ سوداگر ہو تو بیٹا بھی سوداگر بنے"

"پھر تم کیا کرو گے؟"

عمرو نے مجھ کر کہا "سپاہی"

رمضہ کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے اور اس نے کہا "تم ملے جاؤ گے۔"

"اگر خدا کی مرضی یہ ہے تو کوئی چارہ نہیں لیکن عرصہ تک ہی تو نہیں ملے جائیں گے"

بہن نے اس کی گردن میں ہاتھ ڈال کر کہا "ہم بڑے خوش رہیں گے"

"اے بھائی تم کیا کرو گے؟"

"عمرو کہتی ہے کہ میں ایک بڑا سپاہی بنوں گا تم بھی اس کچھ رہنے میں چل جاؤ گی۔"

"عمرو کہاں ہے؟"

"عمرو کا کوئی شاہزادہ یا بڑا امیر خرید کر لے جائے گا۔ مگر عمرو نے کہا ہے کہ وہ مجھ کو سوداگر کے لے جانے کا تاکہ دوسرے گھر کی لونڈی ہو —— تب پھر میرا کیا ہوگا؟"

رمضہ عمرو سے کچھ نہ کہہ سکی لیکن عمرو نے کہا "ایک ہی راستہ ہے جس سے ہم ایک دوسرے سے الگ نہ ہوں گے وہ یہ ہے کہ تم بھی لڑنے کا فن سیکھنے کے لئے کوئی اور راستہ نہیں ہے۔"

"مگر تم روم کی طرف سے تو لڑو گے؟"

"تم بھی بُزدل سے نفرت کرتی ہو۔ تمام دُنیا اُس سے نفرت کرتی ہے، مگر اسے ترغیب اُس کی طرف سے بڑی تھی۔ بشرطیکہ وہ مجھے تعلیم دے، کہ ایک انسان میں اُس کے خلاف لڑ سکوں۔"

"تم کب جا رہے ہو؟"

[illegible] اسے اس لڑکے کی آواز سنائی دی اور اس نے دیکھا کہ [illegible] اُسے دیکھ رہا تھا۔ [illegible] اور اس کی آنکھوں کے سرے [illegible] بھیگ رہا تھا۔ [illegible] اس نے [illegible] اور [illegible] اس کے [illegible] اس نے [illegible] اس کے [illegible] اس نے [illegible] اس کے [illegible] اس نے

ے نرسہ یہ کلام ہے قصہ ۔ یہ حرف ا ا ا

ٹھے شمال چاکلٹ سے ماہ ما سے گئے۔

[illegible] کی کہا وہ مست [illegible] سے معلوم ہو گیا کہ میرے ملک میں کوئی [illegible] جانے لگا تاکہ آدمیوں کے واسطے ایک عورت ہو۔ اس [illegible] چاکلٹ کو ہو گیا تھا مرتبت کی [illegible] تھے تو [illegible] کریمہ کی طرف [illegible] نے چاکلٹ کو [illegible] کرے [illegible]

وہ کچھ جو [illegible] لیکن [illegible] کہا [illegible] تھوڑا [illegible] پایا کہ ایک [illegible] ہو چکا تھا نسل کے صحن میں گھس گئی۔ افسر نے چیخ کر حکم دیا کہ اسے جانے دو۔ ہم چاکلٹ چوڑ لگا دیں گے اور وہ قاعدے سے [illegible] جب یہ چاکلٹ ختم ہو گیا تو بچہ دے کر جانے کی جانب گئے تو [illegible] کو بھی ختم کر دیا [illegible] ہو گیا [illegible] کی طرف [illegible] ہو گئے۔

اس واقعے سے دس روز کے بعد [illegible] حاکم منڈی کو آیا [illegible] جنگ سے [illegible] کے [illegible] پر ٹھہر گئی اور ایک اشتہار [illegible] دس مظلوموں کا دیوانہ پہ لگا دیا۔

یہ شاہنشاہ کی بھتیجی ہے۔

[illegible] ہو [illegible] سال میں [illegible] ان کے وسطے [illegible] ہو [illegible] سے [illegible] ہو [illegible] سے [illegible] کی [illegible] سے [illegible] پہاڑی کے کنارے پر آباد تھی جس میں صرف ایک ہزار کے [illegible] آدمیوں سے جو لوگ بھروسہ کو [illegible] ہو گئے تھے۔ اس بستی کے نیچے ایک [illegible] ہے [illegible] سامان [illegible] کا [illegible] جس کو [illegible] کے [illegible] اپنے [illegible] سے [illegible] کہتے ہو [illegible] کہیں [illegible] ہے [illegible] اس کا سر [illegible] ہو [illegible] ایک [illegible] کے [illegible] کی گردن میں [illegible] تھا [illegible] کو [illegible] سے [illegible] ہو گیا تھا۔ [illegible] ہو [illegible] ہو [illegible] ہو

وہ یہ سب کچھ سن کر بہت ہنسے اور کہنے لگے کہ یہ تو بہت اچھا ہوا کہ تم نے اس کو پہچان لیا۔ اب تم اس سے ہوشیار رہنا اور اس کے پاس ہرگز نہ جانا۔ اس کے بعد انہوں نے اپنے ایک خادم کو بلایا اور اس سے کہا کہ تم جاؤ اور اس عورت سے کہو کہ وہ یہاں آ کر ہمارے بچوں کو دیکھ جائے۔ خادم نے جا کر اس عورت سے کہا کہ تم کو حضرت یوسف نے بلایا ہے۔ وہ عورت یہ سنتے ہی بہت خوش ہوئی اور اس نے سمجھا کہ یوسف نے مجھ سے شادی کر لی ہے۔ اس لئے اس نے بہت سے قیمتی کپڑے پہنے اور بہت سا زیور اپنے بدن پر لاد لیا اور بہت سا عطر اپنے کپڑوں پر چھڑک کر یوسف کے پاس آئی۔ یوسف نے اس سے کہا کہ تم اپنے بچوں کو لے جاؤ اور ان کو اچھی طرح سے رکھو۔ اس عورت نے کہا کہ میں ان کو نہیں لے جاؤں گی۔ آپ ان کو اپنے پاس رکھیں۔ یوسف نے کہا کہ میں ان کو نہیں رکھ سکتا۔ تم ان کو لے جاؤ۔ اس عورت نے کہا کہ میں ان کو نہیں لے جاؤں گی۔ یوسف نے کہا کہ اچھا تم ان کو یہیں چھوڑ دو۔ اس عورت نے کہا کہ میں ان کو یہیں چھوڑ کر بھی نہیں

چودھواں باب

غلام

۱۷۸۴ء عیسوی میں روم کے مشہور سوداگر وریاٹر سیفیر تھے جہاں

پندرھواں باب

آزاد اور بستے

ش پاس ہو گیا ۔ وہ اُمڈتی موجوں میں غائب ہو گیا ۔ جب اُبھرا تو اُس نے
یک تختہ دیکھا ۔ اُس سے علیحدہ ہو گیا تو ۔ بگڑ گیا اور بڑی کوشش کر کے اُس پر سوار
ہو گیا ۔ اپنے ہوش حواس درست ہونے پر اُس نے چاروں طرف نگاہ کی تو
دیکھا کہ بہت سے جہاز حملہ ۔ ہے اس ہنگامہ میں [illegible] ہو
ہو رہے ہیں کہ ہمارا کام ہے ۔ اس سے ہمت ہو گئی ۔ ہاتھ مارنے لگا ۔ تھوڑی دیر کے بعد
کی آواز اُس نے سنائی دی ۔ وہ اُسے معلوم ہوا کہ ایک بڑی کشتی اُس کی طرف آ رہی ہے
سُبحان اللہ کی ہوئی ۔ اُس نے اپنے تئیں جانے سے دے دیئے کہ شاید اس
کا تختہ ہٹا کر ایک طرف کر دے جائے اور آپ خاموش اُس پر چت لیٹ گیا
دیر میں کسی جہاز سے گذر گئی اور کشتی والوں نے اُسے دیکھا ۔
اس نام کی ملاح نے خورشید اُس بچانے کے واسطے اُتارا اپنے ۔ ہاتھوں کے
سہارا دیا کر ۔ مرحبا اُس کے نکلنے کا کچھ [illegible] کہ [illegible]
موجوں میں سے ایک خود اُسے نظر آیا ۔ بہہ اس دو ہے ہاتھ سے رکھائی دیئے ۔
پہلے تو ہر دیکھ کر ڈر گیا مگر جب غور سے پھر کو پہچانا ۔ اُس کی [illegible]
اور اس وقت وہ چھپر چھپر ڈوبنے کو تھا ۔ اُس نے بڑی کوشش کر کے خود کی
بھی اور ٹھوڑی کے پیچھے لگی تھی اُسے پکڑ کر کھینچنے لگا ۔ [illegible]
تھا کچھ دیر پاس [illegible] اور [illegible] کے [illegible] اس کو تھا ۔ [illegible]
دور [illegible] کے سر کو [illegible] تک لے [illegible] تھا ۔ [illegible] سے اور [illegible]
[illegible] کی [illegible] سے [illegible] اس [illegible] سے [illegible] کر [illegible] کی
[illegible] اور [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]
کے لوگوں سے اس جہاز میں [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]
[illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]

[illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]

میری انگلی پر ہے اُسے" یہ کہہ کر اپنا ہاتھ آہستہ سے اٹھا کر اُس کی طرف کر دیا اور پھر اسی انگشتری کو دیکھنے لگا۔

"اب یہ بھی کھلی بات ہے۔

اس خوشامد آمیز بیان کو سن کر [illegible] مگر مسکراہٹ کے ساتھ اس نے کہا "میں جانتا ہوں کہ تم [illegible] لیکن لوگ تجھے [illegible] سمجھتے ہیں مگر میں تو تمہیں [illegible] کا مستحق سمجھتا ہوں۔ [illegible] کا مستحق ہے۔ [illegible] تو اس سے طلب کرے گا وہ [illegible] کر دوں گا۔ [illegible] تو [illegible] کر دوں گا۔ [illegible] جو چیز تو [illegible] کر سکے گا۔ [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

"اور پہلے تو اس [illegible] تجھ سے [illegible] طریق بتلا دوں گا تو دیسا ہی کھلا [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

"اگر کسی سمت سے آتا ہے؟"

"دشمن کی طرف سے۔"

"اور کس نشان سے تو پتا چلتا ہے کہ کس ملک کا جہاز ہے؟"

"جہاز میں سے اور صرف کھیتے کا کام کیا ہے؟"

"کیا اس پر کوئی جھنڈا ہے؟"

"مجھے کوئی نظر نہیں آتا۔"

تھوڑی دیر خاموش ہو کر کچھ سوچتا رہا۔ پھر پوچھا

"کیا [illegible] ہے؟"

"ہاں اس کا رنگ اس طرف ہے۔"

"اچھا [illegible] کوئی جھنڈا، بھی ہے؟"

"کوئی [illegible]"

"کیا اور کوئی نشان نہیں؟"

"ہے پانی کھینچنے کے لئے [illegible] لکڑی کی [illegible] لٹکا ہوا ہے۔"

"لکڑی کا ہونا عجیب [illegible] ہوتا ہے۔ [illegible] سے جہاز لگاتے [illegible]

[illegible] اس نے [illegible] تک [illegible] کہتا [illegible] کر [illegible] تو [illegible] سلامت سے [illegible] گا۔ [illegible] کر [illegible] تو [illegible] پر [illegible] گا [illegible] گے۔ [illegible] اس سے [illegible] سمجھ [illegible] گی۔ [illegible] کر کے [illegible] ان [illegible] کی [illegible] [illegible] کر سکتا [illegible] کو [illegible] [illegible] [illegible]

دیا تاکہ نہیں ڈرے جاؤں گا تو سنتا ہے؟ اب قسم کھا کر یہ بیگانہ ہو گا۔

ابن خورنے اشفق سے کہا میں تم کو قسم دلاؤں گا ورنہ خاموش رہو گا کیونکہ اگر تم نے حقیقت حال کا پتہ لگا لیا تو میری جان کو تم سے خطرہ ہے گی اور تم تو کوانگی سے آمادہ کر کے اپنی مشتری کو واپس لے لو اس خطرے سے بچا سکتے ہو صورت میں تم پر بھاری ہرجانہ کے جو دعوے تو نے کیے تھے وہ بھی واپس ہو جائیں گے۔ تو کل تم سے کوئی غلام نہیں خریدے گا اور نہ تم آزاد ہو جاؤ گے۔ میں تم کو آزاد کر دوں گا بشرطیکہ تم اس وقت اپنا مالک ہونے کی گفتگو واپس لے لو۔"

یہ سن کر اشفق نے کہا "اگر تیرے کا تو غصے سے اندھا ہو رہا ہے بلکہ اگر یہ فرض سے آزاد ہونے کی مت سے نہ ہوتا تو میں تجھ کو ضرور کچھ سزا دیتا۔ دیکھ اے ابن خور! تو کہ تو نے اشفق کو مسلمان کیا تھا تو یہ تو نے بڑی حماقت کا کام کیا۔ پہلے تو ان کے دشمن تھے اب تو ان کے دوست ہو گئے ہیں۔ اب تو ان کے ساتھ مل کر ہمارے ملک پر حملہ کرے گا۔ اگر ایسا کرو گے تو تم اور تمہارے ساتھی جو اس وقت یہاں موجود ہیں ایک دوسرے کے ہاتھ مارے جاؤ گے۔ اگر تم نے ایسا کیا تو میں تم کو ایسی سزا دوں گا کہ دنیا تم کو یاد کرے گی۔

لٹا دے گئے اور سب کے اوپر رکھتے ہیں۔

صبح پھر ہمیں میں قزاقوں سے
کہ لیتے ہیں تمیں افسانے سے لے گئے

سولھواں باب

تلاش

صبح جو ہوئی اور سب ہمارے ساتھی اکٹھے ہوئے تو ہم مقام انطاکیہ سے ہر شہر مشرق کی طرف روانہ ہوئے اور راستے میں جس شہر یا گاؤں میں ہمارا گزر ہوتا تھا وہاں کے لوگ ہمارے قدم چومنے کی بڑی خواہش کرتے تھے اور ہماری آمد کی خبر تمام شہر میں پھیل جاتی تھی۔ جس جگہ سے قدرتی طور پر ہمارا گزر ہوتا تھا وہاں کے لوگ ہمارے استقبال کے لئے پہلے سے تیار ہوتے تھے اور ہمارے ساتھ بڑی عزت سے پیش آتے تھے۔ ہم جس شہر میں جاتے تھے وہاں کے لوگ ہمارے ساتھ بڑی عزت سے پیش آتے تھے اور ہمارے ساتھ بڑی عزت سے پیش آتے تھے۔

سیدنا عیسیٰ کا حواری پطرس ایک چھوٹے سے گاؤں میں پہنچا تھا۔ اس گاؤں کے لوگ بڑی عزت سے پیش آتے تھے اور ہمارے ساتھ بڑی عزت سے پیش آتے تھے۔

سیدنا عیسیٰ کا حواری پطرس ایک چھوٹے سے گاؤں میں پہنچا تھا۔ اس گاؤں کے لوگ بڑی عزت سے پیش آتے تھے اور ہمارے ساتھ بڑی عزت سے پیش آتے تھے۔

سیدنا عیسیٰ کا حواری پطرس ایک چھوٹے سے گاؤں میں پہنچا تھا۔ اس گاؤں کے لوگ بڑی عزت سے پیش آتے تھے اور ہمارے ساتھ بڑی عزت سے پیش آتے تھے۔

سیدنا عیسیٰ کا حواری پطرس ایک چھوٹے سے گاؤں میں پہنچا تھا۔ اس گاؤں کے لوگ بڑی عزت سے پیش آتے تھے اور ہمارے ساتھ بڑی عزت سے پیش آتے تھے۔

سیدنا عیسیٰ کا حواری پطرس ایک چھوٹے سے گاؤں میں پہنچا تھا۔ اس گاؤں کے لوگ بڑی عزت سے پیش آتے تھے اور ہمارے ساتھ بڑی عزت سے پیش آتے تھے۔

کہ سرپیل تھا جس کی بابت مشہور ہے کہ وہ شہر سے کالا فاضل کی طرف
حاکمہ تو سندر میں ڈوب گیا کہ کس کا کردار مشغول محمد وطور پر ملا اور کچھ عرصے
عہد خود کے حاکمان پیمبر آئی۔ شہر سے لے علوے بیٹے سے حضور نے ان
تھا کہ تیس روپے حاکم کو شہر پر تعلیم کے ایک بار اس قسم کی کوشش کی
کا سامنا نہ ہوئی۔ آدمیوں سے لے کر مار کیا اور تب سے اس کا کچھ پتہ نہیں لگا۔
وہ ایک عجیب سے انعام تو ہمارے اس حاکمان کا اس بہت
ہو رہے تھے۔ اس کے حل ہو گئے کہ اب ہمیشہ کے لیے
عجیب ہے کہ اس سے معلوم ہو کہ اس کی کچھ فرق ہو
لے کر ہر طلب ہو گیا۔ اس کا پڑوسا دھنس پڑے اور اب نے
کیا گیا اس کا مطلب ہے کہ وہ حاکم کا مالک بن بیٹھا؟

"لوگ کہتے تو گرو ہیں ہی سے تو ایسا سنا ہے وہاں کا
وہاں سوداگر نے اس جہاز کے لیے اعلان کیا تھا اس نے اپنے نام سے
تجارت شروع کی اور بات چیت ہونے لگی اس سودا گر کی ہر کام
ملک کے لوگ اس سے بھی کام کرنا نہ چاہتے اور نہ کل سمندر پر اس
نے جہاز دیا کہ کوئی شہر میں ہڑتال نہ کرے۔ لوگ مزدور کہتے ہیں کہ ہمیں
ہی کرو ہاتھ لگاتے اس میں شروع کا ساب ہوا ہے۔ اس کے لوگ مرنے
سے مرتے ہیں۔ اس کے جہاز بھی ہاں ڈوبے ہے۔ اگر کوئی پہنچی ہے
دے تو سودا بن کر بیس آتی ہے

اگلے سے ہے وہ ساحل خوب ہے
دس پہنچ میں مرتے ہے

اس نے اپنے سرمایہ سے تجارت شروع کی ہوگی؟

"ہاں لوگ کہتے ہیں کہ بڑی حاکم سے شہزادے کے گھوڑے ریشمی
نکالتے۔ اس چہار کو ساب بھیجا کرتے تھے مگر سندر سے نہیں ملی جہاز کے
تعداد نہیں ہوگی۔ یہ ایک راز ہے جو ساتھ حل نہیں ہوا۔ کہ اللہ کیا ہوا؟"

ایک مسافر نے ناک چڑھا کر کہا "اس سے زیادہ کیا ہوں"
عمرو نے جو چپ رہا تھا اس کا مطلب سمجھتا تھا اور دل کا بھی ہی
خیال تھے کہ سمندر اس نے اس لفظ سے ہی تجارت شروع کی اور
حاکم کا ہی اس سے ہوا۔ اس نے اس سودا گر کے ہوتے ہیں اس نے اس سودا گر
کو دو عہدہ گرفتار کرنے کے لیے۔ اس وہی ہاتھ اس کی جو بھی وہ
تھے لے لیا۔ اس سے بڑے راز سے ہو۔

وہ ہی سے اپنا بیان یوں قائم رکھا۔ لوگ کہتے ہیں کہ سوداگر اس کے
جسم میں ایک بجلی بھی سما گئی ہے۔ "میں نے اس کو جب میں نے دیکھا تھا تو
ایک بے ڈول بیاض مچھلیوں کے سہارے ایک کرسی پر بیٹھا تھا"

چند لمحے وہ ہے ایک ساتھ ملنے کا سے کہا "اس سے کس قدر
لیتے گئے؟"

"جہاز سے ہی تو ساحل پر ہوگا تھا کہیں۔ اس سندر میں سے
اس کو کچھ بھی نہ کہا۔ جب "اس سے ریت پہنچانے لگے تو اس کا سر بہت بڑا
تھا کہ وہ کچھ ہمیشہ پاس ہے جو "جہاز" اور شریعہ کے مقابلے میں اس کے سوا
کہ ہوں۔ اگر ہے تو ہے وہ اس کے پاس کہ تجارت کے شے
تھا اس نے اس قصہ کی وضاحت کی۔"

ایک بوڑھا حضرت اللہ کو کہ سے بہت روپیہ دیا تو ہوگا"
عمر نے کہا "یہ لاکھوں جہاز اس کے ہیں۔ اس کے تاجروں کا فائدہ

ہے کہ جب ایک جہاز دوسرے کے قریب سے گزرتا ہے، تو وہ ایک دوسرے کے جھنڈے سلام کرتے ہیں جس سے ان کا یہ مطلب ہوتا ہے، کہ ہم اپنے سفر میں کامیاب ہوں۔

واسکو یوں ختم ہوئی جب جہاز دریا کے بیچوں بیچ جا رہا تھا، تو دور سے ایک جہاز نظر آیا۔ "یہ کون سا جہاز ہے اور اس کے مالک کا کیا نام ہے؟"

"یہ جہاز پیڈرو الوریز کابرال کا ہے۔"

"شہزادے کے خاندان کی کیا کیفیت ہے؟"

"شاہی خاندان کے واسطے جانے پر کھیتے کے کام کو بھیجا گیا ہے۔ ممکن ہے کہ وہ مر گیا ہو کیونکہ اس سفر میں کوئی آدمی ایک سال سے زیادہ نہیں جیتا۔ مجھے اس کا پتہ نہیں لگا ہے۔ اگر وہ زندہ ہے تو اپنا نام نہاں لکھ رہا ہے۔ بعض لوگ تو یہ کہتے ہیں کہ وہ مر گیا ہے۔ اب تک کے کسی زمانے سے زیادہ مرگئی ہے۔"

یہ سن کر واسکو خاموش ہو گیا۔ وہ سمجھ گیا کہ دریا کے کنارے کنارے جو خوشحال اور خوش حال آبادیاں تھیں وہ سب ویران ہو چکی تھیں۔ ان پر موت کے بادل چھائے ہوئے تھے۔ وہ سوچ رہا تھا کہ ان لوگوں کو جو اس کے ساتھ ہیں کیا کہے۔ وہ ان کو کیا بتائے کہ ان پر کیا مصیبت آنے والی ہے۔ وہ ان کو کیا بتائے کہ ان کے ساتھی کیا کچھ دیکھ چکے ہیں۔ وہ ان کو کیا بتائے کہ ان کے ساتھی کیا کچھ دیکھ چکے ہیں۔ وہ ان کو کیا بتائے کہ ان کے ساتھی کیا کچھ دیکھ چکے ہیں۔

جب وہ قصر نظر آیا تو جہاز نے لنگر انداز ہونے کے لئے جہاز پر لگے تاکہ سارے لوگ اس کو دیکھ سکیں۔ مقررہ جگہ پر لنگر لے جانے کے حکم دیا۔

"یہاں سے دریا مغرب کی سمت بہتا ہے۔ آپ کو دریا ہے

جب کہ شہر کے نیچے ہی دریا بہتا تھا، مگر جب سے ڈوبیوں کی حکومت کے [illegible] اس دریا میں بہنے لگی تو تجارت کم ہو گئی۔ اب تو دریا پر بند لگا دیئے گئے ہیں۔ [illegible] اور تب جنوب کی طرف اشارہ کرکے کہا "وہ سامنے کوہ کا سلسلہ ہے جو تمام آس کو کنٹے کوہ اور تمام سے وہ اس سے شمال میں کوہ غیاس ہے۔ دونوں کے درمیان اللہ کا میدان ہے۔ اس کے آگے سیاہ پہاڑوں کا سلسلہ ہے۔ جہاں سے شاہی نالے نکلتے ہیں۔ صاف شفاف پانی لوگوں اور شہر کے استعمال کے واسطے ملتا ہے۔ قریب ہی گنجان جنگل ہے جو پرندوں اور جانوروں سے آباد ہیں۔

"یہاں سے [illegible] حاصل کہاں ہے؟"

"اس طرف شمال کی جانب۔ اگر تم سے دیکھنا چاہتے ہو تو کھڑے ہو جاؤ۔ میں تمہیں بتاتا ہوں کیونکہ تم نہیں جانتے ہو۔ [illegible] سے ملا رہا ہے۔ [illegible] اور دریائے گنج [illegible] اس کا تو کوئی نہیں رکتا مگر جو دیکھنا چاہتے ہو کہ دریا پانی سے [illegible] ہے، وہ چلتے ہوئے [illegible] کے وہاں سے پسند کرتا ہے۔ دوسرے لوگ تو صرف اسے ایک منظر دیکھنے جاتے ہیں۔ مگر ہمت قصر سے میں جس سے دیکھ کر رہا ہوں۔ میں کسی کا محتاج ہوں۔ اگر ہمیں کا محتاج ہونے کے بعض بہتر ہے کہ [illegible] ہو کر ڈوبنے کے شہنشاہ کہلائے۔"

"تمہارا مطلب ہے کہ ہم اسے دیکھ نہ پائیں؟"

"ہاں میں کچھ [illegible] کیونکہ میں جانتا ہوں تم [illegible] جاؤ گے۔ ہر [illegible] وہاں [illegible] ہیں۔ [illegible] ہیں۔ [illegible] ہیں۔

کے سپرد ہیں۔ مگر یہ کہنا کہ اس میں وقت کا صحیح ہوگا کہ اس بستی کو چھوڑ جانا
دلچسپ ہوگا ہے۔ اس کا راستہ ایک ماہ سے جس میں چار طرف دروازے ہیں قوارب
ہیں ہوکر جاتا ہے اس دیوتا سے پوجا رہوں کی اس بستی کو تباہ کیا ہے اور
اس کے علاوہ لاکھوں آدمی ہزاروں مخلوق حاکموں اور کوشش میں تم کو ہر
طبیعت، ہر عادت، ہر مذہب اور ہر مزاج کے آدمی ملیں گے۔ اس کی ٹیا چوڑی
ہے۔ فی الحال میں ایک بنیا ہی کا کام ہے جس سے تم نے پوچھا
پر تعلق ہوگی تھی اور اس وقت تو خود پٹاس کا کام جاتا معلوم ہوتا ہے
اس لئے وہ چار سو روپیہ ہیں اور سو روپیہ پاس کا ایک بڑا حوض ہے تفصیل کے
باہر وہ دو دن ہیں ان میں سے ایک پر ایک بڑا ہے جس میں
زوری صبح ہوا پر رہتی ہے اس کے مقابل ایک دوسرا بازار ہے جس میں
مقیم ہیں۔ اس کے سامنے زردی حاکم کے نائب کا قلعہ ہے۔ اسی میں دفتر
وغیرہ ہیں۔

اس موقعہ پر فقیر پہنچ گئے اور ان کے ساتھ ہی بابا نانک بھی۔ دیکھو
دیکھو جن کو شہر سے نکالا گیا ہے وہ ان سے ملنے آئے ہیں۔ ان سے ملنے کو
وہ دوڑ گئے ہیں۔ بابا نانک کے ساتھ ہی ان کے ساتھی بھی ہیں۔ ان کو بھی
ان کے ساتھی ہیں۔ ان کے ساتھ ہی ان کے ساتھی بھی ہیں۔ ان کے ساتھی
ان کے ساتھی ہیں۔ ان کے ساتھی ہیں۔ ان کے ساتھی ہیں۔ ان کے ساتھی
ان کے ساتھی ہیں۔ ان کے ساتھی ہیں۔ ان کے ساتھی ہیں۔ ان کے ساتھی
ان کے ساتھی ہیں۔ ان کے ساتھی ہیں۔ ان کے ساتھی ہیں۔ ان کے ساتھی
ان کے ساتھی ہیں۔ ان کے ساتھی ہیں۔ ان کے ساتھی ہیں۔ ان کے ساتھی
ان کے ساتھی ہیں۔ ان کے ساتھی ہیں۔ ان کے ساتھی ہیں۔ ان کے ساتھی

ماندھا گیا اور سب دیوتا نے مشروع ہوئے سنگ یہودا سے صرف کو ایک طرف بیٹھا
نہ آئی سے کہا تم نے سوداگر کی جو داستان بیان کی اس سے میرے دل میں
سوال پیدا ہوا ہے کہ میں نے مختلف گروں اس کہانی کو تم نے کس طرح ملتا
ہے

"[illegible]"

"وہ کہاں رہتا ہے؟"

عورت نے تیز نگاہ دیکھ کر کہا "[illegible]" مگر کچھ شرمندگی سے بچانا ہوا
وہ [illegible]

[illegible]

معزز نے سر اٹھا کر اور ذرا مائل کر کے [illegible]
کہ یہ لگے کہ اٹھا کہ کے سب [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

تھیں مگر ہمارا گھر دور سے بھی آیا جاتا تھا۔ مگر اُس کی روشنیوں کی تابانی نے متحیر کر رکھا تھا۔ تھوڑے فاصلے کے درمیان سنگِ مرمر کے ستونوں کی دو صفیں نظر آتی تھیں۔ تین تین لاکھ پیدل، سوار اور رتھوں کے لئے علیحدہ علیحدہ تھے اور سب کے سب بچھے ہوئے اور ہر ایک اُن میں چل رہا تھا لیکن گرتا ہوا جس کی آواز سے دور سے پتا آتا تھا۔ اس نے اس بات سے کچھ حیرت نہ کھائی تھی۔ ہم لوگ دور جا کر اس نے ایک بڑے سے مکان کے آگے جا کر گھوڑا روکا۔ کہا جاتا ہے کہ اس مکان میں پہلے کسی سردار کا مکان تھا۔ اس کے دروازے پر پہنچتے ہی سب کے سب گھوڑے سے کود پڑے اور اس نے بھی گھوڑے سے کود کر اس کی باگ ایک سائیس کے ہاتھ میں دے دی اور اپنے ساتھیوں کو لے کر اندر چلا گیا۔ اندر جا کر اس نے ایک بڑے سے کمرے میں اپنا بستر لگایا۔ اس کمرے میں ایک طرف ایک بڑا سا پلنگ بچھا ہوا تھا۔ اس پر اس نے اپنا بستر لگایا۔ اس کے بعد اس نے اپنے ساتھیوں کو بھی ٹھہرنے کے لئے مکان دکھا دیئے۔ اس کے بعد وہ اپنے وطن، اپنی والدہ اور اپنے چھوٹے بھائی کو یاد کر کے رونے لگا۔ اس کو اس طرح روتے ہوئے دیکھ کر ہم لوگ بھی رونے لگے۔

سترھواں باب

مایوسی

دوسرے دن علی الصبح ہم لوگ اس مکان کی عدالت میں بلائے گئے۔ وہاں پہنچ کر ہم لوگ سلسلہ وار ایک ایک کر کے اندر بھیجے گئے۔ جب میری باری آئی تو میں نے دیکھا کہ ایک بڑے سے تخت پر ایک بڑا سا آدمی بیٹھا ہوا ہے۔ اس کے سامنے ایک بڑا سا کاغذ رکھا ہوا ہے۔ اس کے ہاتھ میں ایک قلم ہے۔ اس کے دائیں بائیں بہت سے آدمی کھڑے ہوئے ہیں۔ میں نے اس کے سامنے پہنچ کر اس کو سلام کیا۔ اس نے میرا نام پوچھا۔ میں نے اپنا نام بتا دیا۔ اس نے میرا نام اس کاغذ پر لکھ لیا۔ اس کے بعد اس نے میرا پیشہ پوچھا۔ میں نے کہا کہ میں ایک سوداگر ہوں۔ اس نے میرا مال پوچھا۔ میں نے کہا کہ میرا مال اس وقت میرے ساتھ نہیں ہے۔ اس نے پوچھا کہ کیوں نہیں ہے۔ میں نے کہا کہ میرا مال ایک جہاز پر لدا ہوا تھا۔ وہ جہاز ہمارے ساتھ نہیں ہے۔ اس نے پوچھا کہ جہاز کہاں ہے۔ میں نے کہا کہ جہاز کا حال میں نہیں جانتا۔ اس نے پوچھا کہ کیوں نہیں جانتا۔ میں نے کہا کہ جہاز ہم سے بچھڑ گیا ہے۔ اس نے پوچھا کہ کیوں بچھڑ گیا ہے۔ میں نے کہا کہ ہم لوگ سمندر میں تھے۔ ایک طوفان آیا۔ اس طوفان میں ہمارا جہاز ہم سے بچھڑ گیا۔ اس نے پوچھا کہ تم لوگ کہاں تھے۔ میں نے کہا کہ ہم لوگ بحرِ روم میں تھے۔ اس نے پوچھا کہ تم لوگ کہاں جا رہے تھے۔ میں نے کہا کہ ہم لوگ ہسپانیہ جا رہے تھے۔ اس نے پوچھا کہ تم لوگ ہسپانیہ کیوں جا رہے تھے۔ میں نے کہا کہ ہم لوگ ہسپانیہ تجارت کے لئے جا رہے تھے۔ اس نے پوچھا کہ تم لوگ تجارت کے لئے کیوں جا رہے تھے۔ میں نے کہا کہ ہم لوگ تجارت کے لئے اس لئے جا رہے تھے کہ ہم لوگوں کو تجارت سے بہت فائدہ ہوتا ہے۔ اس نے پوچھا کہ تم لوگوں کو تجارت سے کیا فائدہ ہوتا ہے۔ میں نے کہا کہ ہم لوگوں کو تجارت سے بہت روپیہ ملتا ہے۔ اس نے پوچھا کہ روپیہ ملنے سے تم لوگوں کو کیا فائدہ ہوتا ہے۔ میں نے کہا کہ روپیہ ملنے سے ہم لوگوں کو بہت فائدہ ہوتا ہے۔ اس نے پوچھا کہ

و لانہ سمجھے، کل جہاز پر آکے ہوتے ہیں مے جیرانی کر آپ میرے باپ سے
واقف تھے۔

میں تمہیں وہ سے واقف تھا۔ ہم اکٹھے تعلیم میں ہوتے اور سودا گروں
کو جہاز میں جزیرہ سے اور وسعت کے پار نقل و حمل میں سہولت ہوتی ہے
اس لیے ہر ملک میں ہوتے ہیں۔ علاوہ کہ تجارت کا کرتا ہے
اس وجہ سے میں صنعت و شیشہ پر دسترس کرتا تھا۔ یہ قدیم سامان سے
قدر تھا۔ اس سے۔ مگر اس کو بیشتر کے وجہ سے میں بھی بیک اس سامان سے
متنفر ہو گیا اور میرا میل فرقوں کے سرداروں کے ساتھ بڑھتا اور آزادی میں
جھگڑا ہوتے۔ پس ممکن نہیں ہے، کہ وہ اس حاصل نعمل کا کوئی خطرہ
بغیر کے گلیا پہنچنے کا انکار کرے گا جو جہازوں کی پیاریوں میں پیدا ہوتا ہے"

اس کا رد کے ختم ہونے کے بعد پانڈن کے کان پر لے اس کا کہ
ہیں خوبی کے "دوسرا حصہ ہوتی" اس نے کھلا پیتے تھے بڑے سے وہ اس کا
نے "صرف" اس خوبی کا ذکر کیا ہے جو اس سے پیدا ہوتی ہے
اس کا نہیں کیا۔ اس نے دیکھا کہ اس کے کارنامے اس سے
خوبصورت اور خوش وضع ہے۔ اس کی آنکھوں میں اور پڑی ہوئی اور اس سے
اس کا اور اس کی ہر نسل کے لیے اس نے "نہیں میرا باپ۔ مگر
وہ میرا باپ ہے"

اس نے یہ الفاظ سے رہا ہے "میں مشتر سودا گر اس کی نیکی ہوں"
وہ "صرف" "جیسے جیسے باپ سے میں کل دستان اس کی سے
میری نسبت کہ اس کے کہ اس بھی اس کی مستقر ہو جائے میں تاکہ کرتا
ہوں، اور مجھے امید ہے وہ مجھ سے بہتر ہو گی، اور میرا سہیرے پاس [illegible]

وہ تو کہ کہ "ہاں ہم کہ سودا گر کی طرف متوجہ ہوئے اور پن خوبصورتی استقلال
سے کہا "اے سودا گر اس میرے دوست کی وفات کے وقت تیرے نام کا اس کا ایک
دیا تھا۔ علاوہ ازیں اور میں نے جہاز پر آئی ہے کہ وہ شخص تو ہی ہے"

سودا گر کے چہرے پر دہشت چھا گئی۔ چڑھنے کے ہاتھ اس کے بیڑیوں
[illegible] لگے اور اس نے بائیں ہاتھ کی مٹھی باندھ لی اور
سختی سے [illegible] وہ [illegible] ہو گیا، کیونکہ اس کی مٹھی کی
لی جائے اور میرے [illegible] ہوں۔ [illegible]"

سودا گر کے باپ پر [illegible] اور [illegible]
کو میرے پر خوبصورت [illegible] اور [illegible] سے لگی کے ساتھ چل گئی اس
سے چہرے پر تھکن اور خوف عیاں تھے۔ سمرنا ڈیس سے [illegible]
[illegible] اور [illegible] اور [illegible] اور [illegible]
[illegible] لوگوں سے [illegible] کے [illegible] ہوئی [illegible]
پہلے [illegible] ہوں۔ [illegible] اس سے [illegible]
[illegible] جہاز پر [illegible] سے [illegible] اس نے [illegible]
[illegible] کیا گیا [illegible] کرتے [illegible] آخر [illegible]
[illegible] اس [illegible] سے [illegible] اس [illegible]
[illegible] سے [illegible] اس [illegible] سے [illegible]
[illegible] اس [illegible] سے [illegible] اس [illegible]
[illegible] اس [illegible] سے [illegible] اس [illegible]

یہ کہہ کر اس کا چہرہ [illegible] اور اس سے ایک قدم آگے بڑھ کر کہا۔

"تم میری والدہ اور بہن کا ذکر کرتے ہو؟"

سفر نے اپنا سر جھکا لیا گویا اگر اس سے کلام کیا گیا ہو۔ لیکن یہ سوال [illegible] نے اپنا کلام جاری رکھا۔ "جب تک میری بہن [illegible] چونکہ تم [illegible] اس سے پہلے کہ تیرے دانت [illegible] کہ تم کون ہے کیا تیری [illegible] کون ہے؟"

یہ سوال جاری تھا [illegible] اور [illegible] کر کچھ [illegible] کر ہو۔ [illegible] کہتا ہوں [illegible] نہیں [illegible] [illegible] [illegible]

کے دل میں میرا بھی نام مشہور ہے۔ پھر ایسے پوشیدہ مقصد کی پوری طرح
دم سے انکار کیسی طرح روا تھا؟ اور میرا استفسار یہ تھا کہ اس مہم میں جو
کونسل کمیشن بنائی تھی قوم کے خلاف تیار کر رہا تھا۔ سوال مگر یہ ہے
میں فرعیں بڑے کافی بھی سامل کر دوں کونسل نے مجھے اپنی جنگی مہم
بنایا لیکن کل جب میرا جہاز روانہ ہوا میں وہاں گیا تو میں نے دو جہاز دیکھے جن پر
زرد جھنڈے اڑتے تھے۔ ایک ہم قوم مسافر نے مجھے بتلایا کہ یہ جہاز طاعون
اٹلانٹیک کے بڑے سوداگر کے ہیں۔ اس نے یہ بھی بتلایا کہ یہ صرف اگر کوں تھے اور
کھیس اور کمبل اس نے خیرات میں تقسیم کی۔ اس سے ساری بیڑیوں اور قیدیوں
کا اور ان کی حفاظت کا بھی وکر کیا۔ اس نے مرنے والا کہ سوداگر اس ایک بڑی
بلکہ جو کسی زمانے میں سوداگر خود کا مالدار تھا۔ اس نے گرمیں کی بیٹے زمینوں پر
اس نے اس کی پگڑی اور کپڑے بھی پوشیدہ تھے۔

اس بات سے سوداگر نے سر جھکایا اور آنسو لے کر اپنے باپ
کے جوش کو اور اپنی بیماری بیچارگی کو پوشیدہ کرنے کی نیت سے اس کی گود میں
یہ سر چھپا لیا۔ اور میں سوداگر نے اپنی آنکھیں پونچھ کر اس سے کہا "میں
سے کہا میں سنتا ہوں۔"

اس خوبرو نے ایک قدم آگے بڑھ کر کہا "اے ایک سوداگر میں دیکھتا ہوں
کہ تو قائل نہیں ہوا اور کہ تو اب تک میرا اعتبار نہیں کرتا۔ حال میں خود اپنی حالت
کی دعا ہوں کو مانتا ہوں۔ میں اپنی زندگی کے اس حصے کو جو روم سے متعلق
ہے عزیز نہ کر سکتا ہوں۔ مجھے صرف کونسل کی جو آج اس شہر کے حاکم
کا نمائندہ ہے خدمت میں حاضر ہو کر عرض کرنا ہے، اور خود میری زندگی
کی کامل طور پر تصدیق کر دے گا۔ مگر جو حق تو مجھ سے طلب کرتا ہے کیں میں

میں فرسکتا میں یہ ثابت نہیں کر سکتا کہ میں اپنے باپ کا بیٹا ہوں۔ جو اس سوداگر کی
شناخت دے سکتے ہے، وہ مر گئے ہیں۔ وہ مر گئے ہیں۔ یہ کہہ کر اس خود
نے اپنے ہاتھوں سے اپنا منہ چھپا لیا۔ اس پر آقا اٹھی اور وہ پیالہ جس سے
تھوڑا پہلے اس نے انکار کیا تھا اس کے پاس لے جا کر کہا "یہ دیکھ اس
ملک کی مے جس کو ہم مال و جان سے پیار کرتے ہیں۔ میں تیری صحت کرتی
ہوں اسے پی۔"

یہ آواز پیالے کی آواز کے موافق شیریں تھی جس وقت اس نے خود کے شہر
کے نزدیک کنوئیں سے پانی پلانے کو کہا۔ اس نے دیکھا کہ آقا سیدھا تھی
پس اس نے یہ کہہ کر کہ یہ پانی پیا اس نے سوداگر کی بیٹی تیر دل نگی سے سیرنے
سے کہا "اپنے باپ کے ساتھ ایک اچھی گوشت دینے ہیں تو جرم کرتی ہے خدا اللہ
تجھ کو رکھے جیسے میں تیرا شکر ہوا کرتا ہوں۔" سب سوداگر کی طرف پھر
متوجہ ہو کر کہا "جو کچھ میں نے کہا ہے اس کو ممکن کر میں اپنے باپ کا بیٹا ہوں۔
پس جو کچھ اس میں نے دعوے کیا ہے اس کے کہا ہے میں واپس لیتا ہوں اور
جانتا ہوں کہ آپ کو شک نہیں رہے گا کہ میں نے کہا ہوں کہ سوداگر یہ مقصد ہے
اس کو مجھے بھروسا اور تمہارے ہاتھ سے اپنی دولت طلب کرنا ہے۔
ہر حال میں اس وقت بھی یہی کہتا ہوں کہ جو کچھ سرمایہ تھا اور
مال میں اس کا حاصل ہے اسے خوشی سے رکھ مجھے اس کی کچھ ضرورت نہیں
جب تک ارشیس میرا دشمن اپنے آخری سفر کو گیا، تو مجھے اپنا
وارث بنا گیا تھا۔ میں ایک سامی ہوں وہ تاجر کا مالک ہوں۔ میں اگر چہ
کبھی مجھے میرے باپ نے نہ صرف دس سال کو بار کھا کہ میری والدہ وہ میرے
میں نرمہ کی سیب کھا جاتا ہے۔ تو مجھے اس کی بابت کیا تبلا سکتا ہے۔ میری

اٹھارھواں باب

سمونا مندس کی داستان

[illegible] سلام کرکے [illegible] سے [illegible] پوچھا "[illegible] کل کی [illegible] آپ [illegible] سے [illegible] کی [illegible] ہے، [illegible] ہیں [illegible] ہیں [illegible] کی [illegible] اس [illegible] کو [illegible] چاہتا ہوں۔ [illegible] چہرے [illegible] دیکھ [illegible] سے [illegible] کہتے [illegible] کہنے [illegible] جواب [illegible] دے۔" [illegible] کی [illegible] [illegible] [illegible]

دکھایا گیا۔"

"اے بنی سلیمان کے بہادر نوجوانو! کیا تم میں کوئی ایسا نہیں جو اپنے باپ کی موت کا انتقام لے؟"

میں تو یہ سمجھتی تھی کہ حرم میں نے سنا تھا، اس کی نسبت سوال کیا گیا تھا۔ کچھ دیر تک تو نوجوان خاموش رہے۔ مگر پھر ان کو کسی نہ کسی کو تو بولنا ہی تھا۔ اس لئے کہ "سر" ایک بار کی ہے اور تجھ سے پہلے ہی سے اور اس لئے کہ اس کا کوئی جواب نہیں دیا گیا ہے کیونکہ ہم تجھے پتی "تیری ماں" اور بہت سی باتوں کی جو ہمارے متعلق ہیں اور جو ہم تیرے سامنے۔ وہ ہاں ہاں تو ہمیں آتی ہیں بیان کرے گا۔ میں سے یہ بیان ہے وہاں سے ایک آدمی کی ہے کیا وہ تجھ سے بڑے اس لئے ہاں ہاں تاکہ میری طبیعت شاد ہو جائے۔ اس طرح شعلے جس وقت کہ سورج غروب ہونے والا تھا۔ اس سرزمین کی ہوا میں چھوٹوں کو ہری ہوئی تھی اور قریب ہی بہہ رہا تھا۔ سب کے سب وہیں علاقے کے تھے اور جیسا کہ تم کو اس کے نام سے معلوم ہو گیا ہوگا۔ وہ ایک باغ میں پیدا ہوئے تھے جس میں کہ اس کی ماں کا خاندان گروہ میں سے تھے جو ہمیشہ بھر ملاکر رہتے ہیں۔ اس نے مجھے بتایا۔ اس کے بعد کہا تب بعد میں اپنے سر پر بوسہ دیا۔ شاہ سے دو جو رسیم میں سب سے بڑا تھا۔ اس نے مجھے بلا کر اپنے داہنے ہاتھ پر بٹھایا اور اپنے داہنے ہاتھ سے میرے سر پر بوسہ دیا۔ اس کے بعد کہا تب بعد میں اپنے سر پر بوسہ دیا۔ اس کے بعد کہا تب بعد

"ضبط میں اس زمانے میں جبکہ کے جگر میں فاتحوں والے تھے سنہوں نے بڑے زور سے بحث کی کہ غلاموں کی اولاد کو اپنے والدین کے برابر غلام ہے۔ لیکن شہزادہ محمد سب باتوں میں راست باز تھا اور اس نے شریعت کے مسئلے اس طریق پر نہیں سمجھے، بلکہ اس کی رائے یہ تھی کہ میں ایک عیسائی غلام خریدا گیا تھا جیسا کہ شارع عظیم کا مطلب تھا، اور اس نے ایک وصیت لکھ کر آزاد اس پر اپنی مہر لگا کے مجھے آزاد کر دیا۔ یہ وصیت اب تک میرے پاس موجود ہے۔"

اکستر میں بسر کروں گا اور میرا کہ مجھے معلوم ہو جائے گا کہ میرے واسطے یہ آسان تھا کہ پیشہ میں بھول جاؤں مگر تیری ماں کو ہرگز فراموش نہیں کر سکتا جس وقت میری خدمت ختم ہوئی تو عید فسح کے واسطے میں یروشلم آیا۔ میرے مالک نے میری درخواست کی۔ میں تو اس سے محبت رکھتا تھا، اور میں نے درخواست کی کہ پھر مجھے اپنی خدمت میں لے لے۔ وہ راضی ہو گیا اور میں نے سات برس اس کی اور خدمت کی مگر صرف ایک سرکہ مرد کے واسطے۔ اس کی نظر میں محمد پر جہاد میں اور مشکل پر قافلوں کے ہمراہ تھا۔ تب اس نے کرشنا کو مرد کے پیرس تک، بلکہ یقیم کی سرزمین تک جانا تھا۔ مٹی میں بڑے بڑے خطرناک میں پڑا۔ لیکن ہر کار روائیوں میں اس نے کیں خداوند نے سب میں برکت بخشی۔ میں نے سلیمان کے واسطے بڑا فیض اور اپنے واسطے بڑا ذخیرہ حاصل کیا۔ اس لئے میں اس مشکل کام و بار کو کیں کہ سرانجام دے سکتا تھا۔ ایک روز میں یروشلم میں اس کے محل میں مہمان تھا۔ ایک عالم ایک نشست پر بیٹھ کر مجھ سے باتیں کر رہا تھا کہ میں نے تیری ماں کو دیکھا تھا، اور میرے دل میں اس کے واسطے عشق پیدا ہوا۔ تھوڑے عرصے کے بعد ایک موقع پا کر

میں نے ساحر سے سفارش کی کہ اسے مجھے بیاہ دے۔ اُس نے کہا کہ وہ تو مرید بلکہ غلام ہے۔ پر اگر وہ رضامند ہو تو میں اُسے آزاد کر دوں گا تاکہ تیری شادی کر سکے۔ وہ بھی مجھ سے محبت کرنے لگی مگر اپنی خلش کی حالت میں خوش تھی۔ بس اُس نے ہمیشہ کے انکار کیا۔ میں نے بار بار اُس کی منت سماجت کی مگر اُس کا جواب یہی تھا کہ میری خواہش ہو تو میں اُسے آزاد کر دوں گی مگر میں شہزادے کی خدمت میں تو سدا ساتھی رہوں گی۔ حکم ہوا ہے مرنے کا مجھے نے اپنی راحیل کے واسطے ذبح کر دے۔ اُس نے کہا کہ وہ تو میرے کہنے میں ہے۔ میں نے کہا کہ وہ غلام ہو تو ہو۔ میں تو اُس کو آزاد کر دوں گا۔ اُس نے کہا کہ تو اُس کو آزاد کر دے۔ میں نے آزاد کر دیا۔ اُس نے اپنے کان کی بالی دکھائی اور ثابت کیا کہ وہ غلام ہے۔ میں نے کہا کہ تو ہمارے ساتھ چل۔ اُس نے کہا میں تو نہیں جاتا اور نہ میں تجھ سے محبت رکھتی ہوں کہ تو میری ماں کو قتل کرنا چاہتا ہے۔

سفر نے کہا کہ اُس کا بیاہ ہوا اور دونوں عاشق مرحوم کی مصیبت سہنے لگے

کچھ عرصہ کے بعد اُس کے سوداگر نے اپنا مال جو قائم تھا اور سرمایہ

سمندر میں ڈوب گیا۔ حکم کا اونٹ عدم میں لے گیا۔ اُس کے محل میں اور بیابان میں سوائے مجھ میں کہ کوئی نہیں رہتا تھا۔ ہزار آدم تو سامان سمیت کر کے شہر میں رات کو ڈوب گیا میں اُس کا بیڑا ہو رہا تھا اور اُس کا مال و متاع میرے ہاتھ میں تھا۔ اس سے قبل وہ کہتی تھی کہ وہ مجھ سے کس محبت کرتا اور کیسے اقتدار رکھتا تھا۔ میں نہ جانتا تھا کہ وہ کیا ہے۔ جب میں نے دیکھا کہ اُس کی پیروی کرنے سے دنیا میں مجھے کچھ نہ ملے گا تو میں نے بھی اُس کا پیچھا چھوڑ دیا اور اُس کا کارخانہ اور سامان سب تباہ ہو گیا۔ اس طرح سے وہ بھی بھوکی رہنے لگی۔ تب وہ جانکاہ واقعہ ہوا جس کا میں نے بیان کیا کہ ایک افغانیہ اور تھا۔ مگر بدی حاکم کرمشیں نے بجبر چھین لی۔ اُس نے مجھے قتل کرنے کی کوشش کی۔ اس سے اُس نے میرے کی منظوری حاصل کر کے میرا اور اُس کے بچوں کی گلا دبا کر ضائع کر دیا۔ اُس نے اسی پر بس نہ کیا بلکہ اس خوف سے کہ مبادا اُس حکم کی تعمیل ہو جائے۔ اُس نے جورو اور اُس کے دونوں بچوں کو بھی ذبح کر دیا۔ بیٹی جس کو میں نے بچپن سے پالا تھا سو وہ تو غلام کرنے جاروں پر چھپا گیا۔ بیوہ اور اُس کی بیٹی کی نسبت لوگوں سے کہ بیوہ کے کسی نے ہمیں قبیلگی گئیں جو ایک ترتیب بند کیا گیا تو پھر پھر کر ذبح اُس پر ضرر پہنچاتا اور قتل ٹل جاتا ہے۔ غرضیکہ اُس ہولناک دن سے آج تک وہ کے حوالے کا کوئی پتہ نہیں لگا۔ وہ تو انسان کے علم سے گزرا۔ یہ گذر گیا جیسے کہ سمندر نے سفینہ اُس کو نگل لیا ہے۔ ہمیں خبر نہیں کہ کس طرح مرے۔ جگہ بھی تحقیق ہیں ہے کہ کیا وہ "جیتے یا مرگئے ہیں یا نہیں"۔

سفر نے دیدہ ہوئی کہ سوداگر سے کہا "اے سفر تیرا دل نیک ہے جیسا کہ میری ماں کا تھا۔ خدا کرے کہ اُس کی کیفیت وہ نہ ہو۔ اگر نیک دلوں

کی جاتا ہے، کہ بے رحم آور آنکھوں کے اندھے اُسے پیروں کے نیچے روندتے ہیں۔ مگر آگے سن کر میں یہ نہ سمجھ کر تاکہ اپنی قسمت کر دوں۔ مگر شہر کے دروازے پر گرفتار کیا گیا اور اشوبا کے حکم سے نہ نماز میں نہ کر دیا گیا۔ اُس وقت مجھے معلوم نہ تھا کہ کس واسطے میرے ساتھ یہ سلوک ہوا مگر مدت بعد مجھ پر یہ راز کھلا کہ میرے خاندان کی دوست طلب کی وجہ سے ہوا۔ کیونکہ جس کو علم تھا کہ شہزادے کے بچپن کا ساتھی ہے اور شہزادے کی تخت نشینی کی تقریب پر اُس کی ملاقات کی بڑی آرزو تھی۔ اُس نے دربار میں درخواست کی کہ کل مقدمہ کی کارروائی جلد ہو اُس کے نام پر کر دی جائے۔ مگر میں نے انکار کیا۔ اُس سے عذابات۔ کہیت اسباب بہانہ۔ مگر لیکن میرے مقدمہ جانا دکھ جو میرے ماں کی نسبت سوداً خط ضبط کیا تھا لیکن مقدمہ میں سے کچھ نہ بولا تھا۔ میں نے سوچا کہ اگر خط و کتابت کچھ ہو جائے تو میں اُن کے واسطے کچھ بندوبست کروں گا۔ پس میں نے طالم کی درخواست سے انکار کیا۔ اُس نے مجھے تیکھے میں کھینچا اور بولا "تیرا دل، مگر کیں مسلسل ہوتا ہے مجھ پر اُس نے مجھے بتایا کہ چونکہ مجھ سے کچھ ہو سکتا اس لئے کہ آپ کو سرشلم کے شہزادے کے نام کے خاص خط کیونکہ سوائے اُس کے نام سے کام دیا، پھر شہر دیا گیا۔ اے اسرتجہ کو معلوم ہے کہ کیا ہوا۔ میں نے حاصل کی۔ شہزادے کی دولت گرفتاری سے میرے اموال میں ہزار ہا بیش بڑھ گئی۔ مجھے معلوم ہے کہ میں نے جب تک تعبیر نہ کر دیا میں قید گزارے گئی، اور دوسرے روز کیونکہ مجھے تشنہ میں کھینچا کر دیا گیا ہے تو۔ کر لے کہ میری کمنت اور مقدمہ کو بھی ضبط کر لیا ہے، کیونکہ سب لوگ کی ملکیت ہے، مگر پھر بھی اپنے مطلب میں ناکام رہا۔ میرے حکم کی گل پڑتال نوٹ تھی تھیں مگر کان پر آکر میں نے دیکھا کہ میری رسیل میری نسبت حوت

اور تم سے اس جہان سے رخصت کر گیا ہے لیکن خدا ہمارا مقدر اسطوت کرتا ہے اور میں بزرگوں۔ کیونکہ حاصل نسبت سے استحقاق خریدا۔ اور سند حاصل کی کہ تمام دنیا میں پیسے نام سے تجارت کروں گا۔ اور تیج کے دن اُس ساتھ کا کلیسا ہمارا دل کھا ہی رہتا ہتا اور ہمارے ہاتھوں پر چلتا ہے، کہ آنکھ کے دن رہ دولت میں کا میں بیسیا ان تھا اسی بڑھ گئی ہے کہ کب قیصر کو تو گھر ماسکی ہے۔

یہ کہہ کر اُس نے لمبا، چوڑا سر اٹھایا۔ اُس کی آنکھیں موچھا، کوئیں اور یک دوسرے کا مطلقہ سمجھ لے اور معمور گر رہے چہرے سفر کے اسرار سمجھ کر اُسے اکسترہ اس دولت کا میں کیا کروں؟

اُس نے اُسے کو نہ لے جواب دیا۔ "اے باپ یہ حقیقت نے اگر بھی طلب میں کی تھی،

"اور مجھے نے بچ گیا میں تو چھوڑ جاؤں"

"مگر اے باپ! میں تجھ سے کیا کہوں کیا اُس کی خدا ہیں، اور کس کی بات تمام ہیں پہنچا ہے اور عزت اور حشمت اُس کی پرتاب ہیں اور تو اُسے آسیدہ کی، تو خوش رہتا ہوں گا"

یہاں سے باہر نکلا اور تعجب سے اُس کا چہرہ دیکھنے لگا، اور اُس نے کہا "اللہ رہ سے مجھ پر بڑی برکت ہوئی ہیں، مگر اے آقا تو! اُس کی رحمت میں اسے اسطے ہے تا یہ کہ اُس سے اُسے پہچانی سے لگا کہ کئی بار اُسے دیا، اور رب صاف آواز سے پھر پکار خدا طلب ہوا۔ اب سمجھ کہ آج یہ کیوں ہوا تھا۔ جو ہمارے ہیرے نور نور کی کلیسا جو ہیں اپنے باپ کی شکل ہے۔ میری طبیعت میں پاکر اُسے سلام کرنا۔ مجھے ایسا معلوم ہوا کہ میری مصیبت ختم ہوئی اور میری محنت کا انعام کیسا۔ سرداں یہ سمجھ آتا کہ مشکل سے

میں نے تمہیں خبط کر سکتا۔ میں سوچ رہا تھا کہ اس کا ہاتھ پکڑ کر تجھے اس دولت کا حساب دکھاؤں جو میں نے جمع کی ہے اور اس سے کہوں کہ دیکھ یہ سب کچھ تیرا ہے اور میں تیرا نوکر ہوں اور اب مرنے کے واسطے تیار ہوں اور اسے ستاؤں السا ہی کرتا۔ لیکن اس وقت میرے دل میں تین خیال پیدا ہوئے۔ پہلا خیال تو یہ تھا کہ اس سے کہوں۔ خدا یقین کرو کہ وہ میرے مالک کا بیٹا ہے اور اس کی خصومت کا کچھ حال معلوم کروں۔ اگر تو یہ کہے کہ میرے امیروں کے گھر میں پیدا ہوئے اور دولت کی کے واسطے محنت کا عادت نہیں۔ پھر اس تصدیق پر غور کرو جو میں نے دروازے کے ہاتھ سے اٹھائی۔ اگر تم نہ غریب گرتیں بلکہ وہ بے رحم مرنے بھی جو اس کا گلا گھونٹ رہا تھا اور مرے پیچھے پڑا تھا۔ میری سکتہ بڑھ کر کس طرح بہوں سے میں پانچ ہاتھوں اپنی ماں کو سوچ کر اس نہ مار ڈالی تھے اور جس کی جان ایسے ہی پس گئی تھی جیسا کہ میرا جسم پس گیا پھر مرے خدا اور مرے خاندان کے غم پر اگر وہ پرواہ نہیں کرتا تو ظلم پر جس سے وہ ہلاک ہوا کیا امید کی جا سکتی ہے۔ تو اس پر غور کرو اور خدا کی رحمتوں کا واسطہ دے کر سے جس کے تمام ان سب کے کہنے سے میں کہا کوئی حال ذکر یا جائے یا ہوں ہوئی تو سزا پائی ہے اور بھلوں کی مانند ہے کہ تمام بیتا خدا کا کام نے کہا اور اپنا کام جس طرح تمہارے کہنے کرتا ہوں ہی تمہارے کے ویسے ہیں ہوں سے کہا کہ میں نے تمہاری مسجد کی جس کے حقی ہوا اور زیادہ ہیں ہے کیا اس کی یہ نہیں ہے کہ آنکھ کے بدلے آنکھ ہاتھ کے بدلے ہاتھ اور پیر کے بدلے پیر؟ ان باتوں میں آسے عزیز یہ سمجھے رات دن اتنم کا خیال رکھا ہے اور اس کے واسطے دعا مانگی اور نظام کیا، اور جیسے جیسے

میری دوست ڈاکٹر تھی، میں یہاں برسے صبر کرتا تھا اور غصے اور نفرت سے دیکھتا تھا۔ میں ایک ان میں سے ظالموں کو سزا دلواؤں گا۔ جس وقت میں نے یہ سوچا، ایک اور مقصد سے جس کا میں ذکر کروں گا تو میں نے اس مقصد کا ساتھ دیا کہ وہ انتقام ہے۔ آستر بھی یہ مقصد تھا، جس کے سبب میں حاسوس ہوا۔ اور سنسنا ہو گیا جبکہ وہ جوان ایا دلاسہ بیان کرتا تھا اور سے وہ ضعیف ہو تو ہیں ہستا تھا!

آستر نے اس کے سر کے بالوں کو پیار کر کے کہا "ڈاکٹر چلا گیا۔ کیا وہ پھر آئے گا؟"

"لوگ، ڈاکٹر ظالم اس کے ہمراہ گیا ہے اور جب میں تیار ہوں گا تو اسے واپس لے آئے گا۔"

"اسے باپ یہ کب ہوگا؟"

"بہت دیر نہیں ہے۔ بہت دیر نہیں ہے۔ وہ سمجھتا ہے کہ اس کے سب کو اور مرنے گرفتار ایک بڑا ہے جو اسے ڈاکٹر پہچان لے گا۔ مسٹر بلیک وہ میرے مالک کا بیٹا ہے۔"

"اس کی ماں؟"

"ہیں اسے بتی، اس گرا، میں اس کے روبرو پیش کروں گا۔ اب تک اس معاملے کو تنہا ڈاکٹر کے سپرد کر دیا ہے تک گیا ہوں اب تک لوٹا"

آستر نے ہاتھ کو ڈالا اور اب ڈاکٹر میں پھر داخل ہوئے

انیسواں باب

برکتوں کا پیالہ

جس وقت حُرّ مال گڑھ سے باہر گیا تو اُس کے دل میں یہ خیال پیدا ہوا کہ وہ بے سود اس کی تلاش میں ایک اور کوشش ناکام رہی اور میں تنہا رہ گیا ہوں۔ دیکھنا کہ ذہنی کشمکش کس قدر تکلیف دہ ہوتی ہے۔ یہ سوچتے سوچتے گھاٹ کے کنارے جا پہنچا۔ اُسے ایسا معلوم ہوا گویا کہ دریا دعوت دیتا ہے کہ پھر جہاز پر سوار ہو۔ مگر اُس وقت اُسے اپنے ہمراہی سمارا تو یاد آیا کہ شاہ کا مہمان ہونے کے عوض بہتر ہے، کہ کیدا ہو کر ڈنی کے کنارے کنارے چلیں۔ اسی خیال سے اُس نے مغربی کی راہ لی۔ وہاں پہنچ کر کارواں سے ڈنی کا راستہ دریافت کیا۔ اُس نے تعجب ہو کر کہا کہ تم ڈنی کا راستہ ہمیں پوچھتے ہو۔ تو تمہیں معلوم نہیں آگے ہو۔ اس لئے کہ جس زمانہ میں سب سے مبارک سمجھا جاتا ہے اُس کا راستہ تو اُس سے ہے۔ یہ میں جانتا ہوں کہ جو حج کی سعادت حاصل کرنے کی خواہش رکھتا ہے وہ سیدھی کو جاتی ہے، یہاں مشتری کی قربان گاہ اور یہ قاشا گاہ ہے۔ وہاں سے تیسرے چوراہے پر ہر ہیرو دیس کی سڑکوں کی قطار دکھائی دے گی۔ تب پہلے داہنے ہاتھ کو مڑ جانا اور شہر سوگس سے گزر کر ہیلیسپونٹ کے کاسی کے پھاٹک تک چلے جانا۔ وہیں سے ڈنی کا علاقہ شروع ہوتا ہے اور دیوتا تمہارے محافظ ہوں۔ یہ کہہ کر حُرّ پہلے اسباب کی نسبت ضروری

ہدایت دے کر روانہ ہوا۔ ہیرو دیس کی سڑکوں کی قطار تک ملنے پہنچ گیا اور سنگِ مرمر کے ایک بھٹے کے نیچے سے گزر کر کاسی کے پھاٹک پر آگیا۔ راہ میں مختلف مذہبی فرقوں کے آدمی چاروں طرف نظر آتے تھے۔

دن کی روشنی گھڑی تھی، کہ پھاٹک سے نکلتے ہی اُسے آدمیوں کی ایک بھیڑ جو قطار باندھے ڈنی کے شہر کی طرف جا رہی تھی۔ پیدل، سوار اور رتھوں کے ریلے آ رہے تھے۔ راستے کے دونوں طرف عمدہ عمدہ درخت تھے جہاں جہاں جھنڈ اور بڑے بڑے درخت کے درمیان کہیں کہیں آسائش کے واسطے جھونپڑیاں تھیں۔ تھوڑے تھوڑے فاصلے پر قافلے پڑاؤ کر رہے تھے۔ مردوں اور عورتوں کا لوں گروہ کا گروہ سفید لباس پہنے تھا کوئی بالکل سیاہ اکثروں کے ہاتھ میں ہاتھ تھے۔ بعض آہستہ آہستہ گاتے چلتے تھے اور اکثر، نسری اور طبلے کی صاف پر بجا رہے تھے۔ کہ کہ اُس نے تاروں کی آواز سنی اور چاروں طرف لوگ انگلیوں کے اشارے کرتے تھے۔ جب اُس نے نظر کی تو ایک پہاڑی پر تبرکی گنج کا پھاٹک دکھائی دیا۔ راگنی کی [illegible] دے رہے تھے کہ [illegible] آنے لگی اور چونکہ تو میوں کی عظمت اُس نے سب سنی تھی یہ بھی مسافر گروہ کے ہمراہ وہیں پر ٹھہر گیا۔ گنج کے پھاٹک کے مقابل پتھروں کا ایک وسیع میدان تھا جس پر ایک سے قرار بیشمار رنگ برنگ کی جھنڈیاں پہنے ہر قوم کے قبیل قافلوں میں شغل میں پڑا ہوا اِدھر اُدھر دیکھنے لگا۔ کیونکہ ذہن تھا کہ کچھ جاننے والے مل جائیں۔ اتنے میں ایک عورت نے نزدیک سے کہا "خیریت خوبصورت بچے! مگر اب کدھر جائیں گے؟"

اُس کے سوال نے جو جھنڈوں کا بک بک گوش میں ڈالے تھا کہ آئے خوشرو وحشی کہاں جائے گی۔ اس سوال سے تو دنیا والی خوف کا مطلب

ہے، مگر کیا ہم سے یہ عہد نہ کیا تھا کہ سب غم و فکر کو پیچھے اٹھا کر پھینک دیں گے۔ جب ہوائیں یہاں چلتی ہیں تو ہم بھی ان ہواؤں کا مزہ لیں۔

"یہ لڑکیاں بھی عجیب ہوتی ہیں!"

"اے ہے، دنیا میں کسی کو کوئی گھرا نہیں ہوتا ہے سو اُن کے ہی پر اُس کے ابا کا سمدھن کے واسطے سے ہو جاتے ہیں۔"

کچھ توقف "وہ ہوتا اُس کے عم ہی نے وہاں کیا۔ وہ کون ہیں؟"

"جو اس مقام کی بڑی ہیں گرسانہ ہوگئے ہیں اور ڈھونگی کے واسطے اس کو پسند کر لیا ہے۔ مگر جہاں کھڑے رہو، وہیں قدم کو ہلاؤں گا کو کون کاہیں ہے کہ کرتا ہوں" اتنے میں لوجران لڑکیوں کا ایک فریق پھیڑیوں سے نکل کر آگے بڑھا اور گاتے اور ہنستے مکان عورت اُن کو دیکھ کر مردے سے چپٹ گئی۔ "مرد واپنا! تقدیر اس کی کمر میں ڈوار کو ناچنے لگا، جب ناچ چکا تو اپنے گھر ہی سے سوال کیا، اب تیرا کیا خیال ہے؟"

"کس سے پوچھ رہا ہے کون ہیں؟"

"یہ باہر کے مقدر کی پوچھا رہا ہے، یہ اسی جگہ رہتی ہیں مگر بعض وقت اور شہروں میں بھی جاتی ہیں اور جو کچھ کماتی ہیں اس مقدر کو دیتی ہیں تب وہ لوگ اُس مقام سے ہٹ کر چلے گئے۔ بن مُرد کو اس کلام سے کہ اس میں کچھ کوئی گمراہ ہیں ہوتا کچھ بھی ہوتی اور آپ ہی بڑا مگر یہ جانا تھا کہ کچھ جھر جانا ہے پھر کے سمرا لیر کسی مقصد کے ایک جنگل میں جو قریب ہی تھا داخل ہو پھرتے پھرتے ایک مقام پر آ نکلا، جہاں کہ دہنے بائیں سمت سے بڑے بڑے اور مضافات اور شہر آنے لگی۔ یہ شہر شہنشاہ کا کہ ان کے ساتھ لوگ گیا اور ایک

شخص سے جو اُس کے قریب ہی تھا دریافت کیا کہ کیا اُس طرف کوئی باغ ہے؟"

"ہیں۔ بلکہ ہماری کوئی رسم ادا کر رہے ہیں۔ شاید جنگل کے دیوتا کو تحسین دے رہے ہیں۔"

یہ جواب بن مُرد نے اپنی زبان میں پایا اور متعجب ہو کر تعجب کیا کہ کیا قربانی ہو؟"

اس شخص نے تمسخر آمیز مسکرا کر جواب دیا "اس جنگل کی شاخ کے ہر ایک ہی پتہ ہوتا ہے" بن مُرد بھیر چال دیا اور دھیرے دھیرے آگے بڑھا دریا کے کنارے پہنچنے کے بعد وہ ایک سرسبز میدان میں پہنچا جہاں اس نے بہت سی عورتوں کو درختوں پر بیٹھے دیکھا۔ اس نے ایک عورت کو مخاطب کر کے اس سے سلام کیا۔ اس نے شکریہ ادا کیا اور دریافت کیا کہ کہاں جا رہے ہو؟"

"میں گھوڑے کو جانا ہوں کہ میں اس طرف جاتے ہوئے" "گھوڑے کو؟ ہاں، ابھی یہ جنگل تم نے سنا تھا سو گھوڑے کے سوداگروں کی بھی بستی ہے!"

بن مُرد نے شکریہ سے جواب دیا "اے ہے دیوی! اس بات سے بالکل واقف نہیں ہوں اور اگر تم مجھ پر مہربانی کر کے اجازت دو گے تو میں خوش ہوں گا۔"

"ہاں میں بھی خوش ہوں۔ شعلہ رنگوں کے پھولوں کی آواز آتی ہے۔ وہ فوارے ہیں، دیکھ رہے ہیں؟"

بن مُرد نے ایک نظر کہاں نگاہ کر سنا اور تب اپنے ہمراہی کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر کہا "میں ایرمیں صوبہ کا بیٹا ہوں اور تم کون ہو؟"

"میں ملک شہر اٹلانٹیکو کا ایک صوبہ اگر ہوں۔"

"اسے بلکہ ملوک تحمل۔ رتھ کے پہیوں کی آواز اور ٹاپوں کے اشتیاق سے میرے دل میں جوش پیدا ہوتا ہے بلکہ میرے نے بھی ایسی منت کی ہے۔ تم کی وفا شعار نگاہوں میں میرا نام معلوم نہیں ہے کہ آؤ گھوڑ دوڑ کر چلیں"

ملوک نے پگھ رنگ کر جلدی سے کہا "سردار! یہ نہیں تو دوسری تھا گھر میں اس کے بیٹے کو ہوڑی جا مل میں دیکھتا ہوں"

ابن حمدون نے جواب دیا "شریف ہر نفس سر کشتے بایں تھا"

"میں سمجھا مجھے شکست ہوئی ہے"

مقبل سے نکل کر قدیم میدان میں آئے جس میں قدیم کا راستہ ہموار جا اور اس پر چھڑکاؤ ہو رہا تھا۔ راستے کے دونوں طرف رستوں کی حد بندی تھی۔ دونوں "تشتگاہ میں۔ یوں کی طرح نئی قمریں تھیں جن پر سائبان لگے تھے۔ ان میں سے ایک میں یہ دونوں پہنچ گئے۔ ابن حمدون عمر دراز کی۔ نصوں کا شمار کیا تو رہے۔ اور ایک بیتی سے کہا "ان کمسنوں کا تعارف کرتا ہوں۔ مجھے یہ خیال تھا کہ یہاں مشرق کی طرف ایک بڑی گھوڑوں سے ڈھڑ کرتے ہیں۔ مگر میں دیکھتا ہوں کہ یہ حوصلہ منہ ہیں۔ "عہد شاہی چوکڑی بھلانے والے ہیں ان کے کرتبوں کو قدر سے دیکھیں۔

"دن آٹھ چوکڑیاں گذریں۔ کوئی تو دم چاق دکھ دیکھی جاتی تھی مگر ہر ایک کا سارتھی ہانکنے میں علیحدہ استاد تھا۔ تب کہیں چوکڑی سرپٹ آئی۔ چین قدم کے داد و داد کا نعرہ بلند کیا اور ملوک سے مخاطب ہو کر کہا "میں نے قیصر کے اصطبل کے گھوڑے دیکھے ہیں۔ مگر جرگ اہرام حکمتہ اللہ علیم کی قسم میں نے ایسی چوکڑی کبھی نہیں دیکھی"

آخری چوکڑی سرپٹ جا رہی تھی کہ یکایک گھوڑے رقیب ہو گئے۔

ایک نشست گاہ میں سے کوئی زور سے چلایا۔ ہاں غور سے دیکھا کہ ایک معزز نشست شخص کچھ کھڑا ہو کر ہاتھ ہلا رہا ہے۔ اس کی آنکھیں آگ کے شعلے کی مانند ہیں۔ اور اس کی بھی داڑھی بھورے کھانی ہے۔ اس کے پاس کے قاطبین اس پر ہنستے تھے۔ یہ دیکھ کر ابن حمدون نے کہا "میں اس کو سمجھ گیا۔ اس کی تو تعارف کرنا چاہیے۔ یہ خصوصت شخص کون ہے؟"

ملوک نے جواب دیا "یہ دشت کا جو عرب کے اس پار ہے انت پرست سردار ہے۔ اس کے شاہ ارمنت ہیں۔ اور لوگ کہتے ہیں کہ اس کے گھوڑے بادیہ و عرب کی گھوڑیوں کی نسل ہیں۔ اس کا نام آدم خطاب شیخ ادیم ہے"

اس اثنا میں سارتھی نے کوشش کی کہ اپنی چوکڑی کو سنبھالے۔ مگر یہ بیہودہ ہو گئی۔ لیکن ستانوے ناکام ہو کر ناسمجھی شیخ کو دیوانہ سمجھتا تھا۔ اس نے زور سے چیخ کر حکم دیا۔ اب ادھر سے پکڑ لے۔ وہ بھاگ نہ جائے۔ دور کے ملازموں کو کہا "اسے پکڑ لو۔ یہ گھوڑے ہوا سے باتیں کرتے ہیں۔ یہ گھوڑے تو اوری ماندشت کی پیداوار ہیں۔ سعادت علیہ ہی ان کو تمام ہو جائے۔ یہ گھوڑے ہاتھ نہ آئیں گے۔ گھوڑے اور بھی تڑپنے لگے۔ شیخ نے سارتھی کی طرف گھور کر کہا "ملعون! کیا اس نے تم نہیں کھائی تھی۔ اچھا اقرار بچے چھوڑ دو۔ ان گھوڑوں کو تو قاعدے کی تیمار داری کر گھوڑے تو دل کے حوالے سے دیکھنا چاہیئے۔ تم ملعون! گھوڑے کی ماں جو کبھی بیٹا کتنی محنت ہے۔ ان جنس سا کر دیکھو۔ ان کو رچابک سے چھونا بھی غضب ہے۔ چابک ان کے لائق کپڑا ہے۔ مرد ہے کہ چھپا کر صرف ایک مار کو کیسی بیوقوف تھا کہ

میں سے ایک نوجوان کا تقرر کیا۔ مسیح یہ کہتا تھا کہ وہ اُن کی اپنے بچوں کی طرح پرورش کرتا تھا اور ہمیشہ کوشش کرتا تھا کہ اُن کے ساتھ اچھا سلوک کرے۔ چاروں ایک رنگ کے تھے۔ اُن کے سر اور کان چھوٹے تھے۔ سینے چوڑے تھے۔ جن پر گھنے بال تھے۔ گھٹنے اور ٹخنوں کے درمیان کی ٹانگیں چھوٹی تھیں۔ اُن کی چال گھوڑوں کی سی تھی۔ وہ بہت تیز دوڑتے تھے۔

مسیح نے کہا تھا کہ جس کے پاس سے گھوڑوں کے وہ بچے پکڑے گئے، اور جو اُن کو تلاش کرتا رہا، اس کے ہاں ایک بوڑھا آدمی حاضر ہوا۔ اُس کے پتے قسم قسم کے تھے۔ اُن کی ماں کسی کے ہاں جھاڑو دیتی تھی۔ اُس کے باپ کی ذات کا اور اُس نے بچپن کی پھٹیاں آدمیوں کی جس کا کسی کی ماں جھاڑو دیتی تھی۔ وہ بھیڑوں کے سر چرانے کے شریک تھے، اور اُن کا گزارا بھیڑوں کی دم دم بھیڑوں سے تھا۔ اور سوائے کالج کیا کچھ نہ تھا۔ اُس زمانے کے قاعدے کے موافق اُن کی چرواہی کے گھڑے صاف کیے جاتے تھے۔ وہ بڑا ہوشیار تھا اور بھیڑ کی چرواہی کی کمائی تھی سو مشکل تھی مگر بیڑوں جیسی بھی گھوڑے چرانے کی چرواہی کے روادار تھے سو ایک رنگ سیری تھے۔ اس رنگ کو دیکھ کر اس شخص نے وہ بچہ مانگا۔ اور لیا۔ اس غریب اُس کے سوار کو جو کڑا تھا لیا اور بچے کو پیچھے آگے ہوا۔ جس وقت اُس نے خوب غور سے اُسے دیکھا تو اُس کا دل بھر آیا۔ کیونکہ یہ اُس کی ماں کا تھا۔ وہ اُس کو ساتھ لے کر اپنی جورو کے پاس آیا۔ اور

بے لحاظ نظر آیا۔ جو کو جب اُس کی حیرت کچھ کم ہوئی تو اپنے تئیں سنبھال کر نشست گاہ کی سرحدیوں سے اُٹھنے لگا۔ اسے میں ایک عرب نے داخل ہو کر سلام کیا۔ اور بلند پیما کی کو اسے مشرق کو، مغرب کے ڈگر شمالی کے سیر اور پرورد آدمی کی صفت ہے جو اُن کو ہانکے اور جو اُن کو ہانکے کر دوڑ کر جیتے گا۔ مسیح یہ صفت اُس کو بدل کر کے واسطے مالا مال کر دے گا۔ پس اس خبر کو چار طرف پھیلا دو۔ شیخ الدین تمام کا قول تھا۔"

اس سخاوی کو سن کر عاشیین میں ایک کھلبلی سی مچ گئی۔ ہر ایک دوسرے سے حسد و مباحثہ کرنے لگے اور شام تک نظاکیہ کے گلی باتوں میں یہ خبر پھیل گئی جس وقت کہ وہ سوداگر اُس قوس، اپنے گھر کے کھیل مسیح کو دیکھ کر گیا تھا تو اُس نے یہ سمجھا کہ میں خوش بیڑا اٹھا ہے پر جب کہ اُس نے دریافت کیا کہ اُس کے آگے، اب کہاں جائے گا، تو اُس کے دل کو اطمینان ہو گیا اور اُس نے ہنس کر جواب دیا۔

"اگر تم بھی اُس لوگوں کی مانند جو ہر اول مرتبہ اس بچے کو دیکھ کر آئے ہیں تو تم بھی چاہیے کہ وہ جا کر جوشش سے ہنسی ہاں سکھو۔"

"اپنی فال نکلوں گی اس صلاح میں وسیاس کی کرتی ہے گا۔"

"وہ دونوں کے پاس چلیں"

سے ان پر جس ہاں یہ ہنسی ہے جائے زبانی ہوں رہنے کے

"تم تو ایک بڑھاپے تا دیں گے ہدایت کہ جائے کہ بعد عاص پیغمبر کی ہاکر

ڈوبائے اب اُس پر ایک مسئلہ ثبوتانی دے گا، اور "تمہاری کشتہ ہو گی کی ماں

ہوگی۔"

"کیا اکثر لوگ ایسے ہیں جن کو مقدر ہی نہیں کہ اپنی آئندہ زندگی کی نسبت تردد کریں۔"

"تو تم شدرول کو جانا پسند کرتے ہو؟"

"کیا یہ شدرول نہیں ہیں؟"

"ہاں یونانی ہیں اگر یہ خاص چشمہ کسٹیلیا کہلاتا ہے۔"

"آؤ ہم وہاں جائیں۔" یہ کہہ کر کوہل باسہ وہیں "لوگ" سے علیحدہ دیکھتا رہا تھا۔ یہ خوبرو نوجوان سلاکو دیچ کر سے اپنی ماں اور بہن کا آخری نظارہ لے کر اپنی مفلسی اور مفلسی کا حال یاد آیا۔ جتنا سوچتا اتنا ہی گھبراتا۔ اسے یقین ہوتا تھا کہ میرے سامنے میں گھر قیس کے لیے ممکن ہے کہ مدد ہو۔ گو اس تمام کے درمیان کسی نوع کا قدر ہیں کیونکہ اس نے ہم کو ہمارے پیارے ماں کے حوالے کیا تھا اور جب اس نے مدد کی اس سے واجب تھا کہ وہ ہمیں بھی آرام پہنچاتا اور قصہ مارتا چلا گیا تھا جس۔ مدعیہ اس سے مقابلہ ہو تو اسے میری قوم کے لیے کچھ نہ کچھ استقام جھگڑے میں مدد کرے۔ اگر یہ خدا نہ سنا کو غریب دلتاج اور مصیبت زدہ پاتا تو ممکن ہے کہ اس پر اسے رحم آتا۔ مگر اس نے اسے زیادہ تر مطلوب اور قدر پسند دیکھا۔

تھوڑی دیر بعد وہ بگھیوں کی ایک روش میں داخل ہوئے جہاں لوگوں کی ایک بھیڑ آتی جاتی تھی۔ کوئی پاپیادہ اور کوئی سوار تھا۔ مستورات بالکیوں میں ادھر اُدھر سیر کرتی تھیں۔ روش کے آخر میں ایک سبزہ زار تھا جہاں سے کسٹیلیا کا چشمہ نظر آتا تھا۔ اس کے قریب ایک انبوہ جمع تھا۔ لوگوں میں سے راہ بنا کر وہ چشمے کے پاس آ پہنچے۔ دیکھا کہ پتھر کے ایک حوض میں سے پانی

کھل کر سیاہ مرمر کے ایک حوض میں گر رہا ہے۔ اور اس میں سے بہہ کر غائب ہو جاتا ہے۔ حوض کے پاس ہی پتھر کا ایک چھوٹا سا حجرہ تھا جس میں ایک ضعیف۔ لمبی داڑھی والا پجاری بیٹھا تھا۔ اس کے چہرے پر جھریاں پڑی تھیں اور سر اگلی کا سا کپڑا پہنے تھا۔ اس کی کل جمع پونجی یہی تھی۔ وہ سب کچھ سنتا اور دیکھتا تھا۔ جو کچھ کہ لوگ اس سے کہتے تھے۔ جب کوئی زائر کچھ نذر پیش کرتا تو وہ ہاتھ بڑھا کر اسے لے لیتا۔ اور کہتا "پانی سے دے دو۔ تمہاری اس پینے کی نذر" حوض کے پاس میں ڈھالا اور جب آفتاب کی حدت کم کرکے پتی لست کی طرف پڑتا تھا۔ اس سے بیشتر کہ ہی خوبرو نوجوان کا حال معلوم کرے۔ ایک سفید گھوڑے کو آتا نظر آیا۔ اور سب لوگ اسی طرف دیکھنے لگے۔ ایک سوار گھوڑے کی نکیل پکڑے فضا حس کا کہا وہ خالص سونے کا تھا جس پر ایک انگوری چادر پڑی تھی۔ وہ اس سوار کے لئے جگہ بنانے میں لگے ہوئے تھے۔

ایک شخص نے کہا "یہ کیسا عجیب اونٹ ہے!"

دوسرے نے کہا "کوئی شہزادہ دور سے آیا ہے!"

تیسرے نے کہا "جو کہتے ہیں کہ وہ شاہزادے اور بادشاہ ہیں۔ دیکھو وہ تو عورت ہے۔" اتنے میں وہ پیچھے ہی الٹا قدم اونٹ اعلیٰ قسم کا تھا۔ اور اس کا سوار درمیان سایہ لیتی تھا۔ کجاوے پر ایک ضعیف مرد اور جوان عورت سوار تھے۔ پیر مرد بڑی معزز شکل کا تھا۔ مگر یہ معلوم کرنا مشکل تھا کہ کس قوم کا تھا۔ ریش کے مانند وہ بالکل نہ جرسانپ کی شکل کے تھے اور کلاہوں پر جڑاؤ طلائی کڑے تھے اور عمدہ لباس پہنے سنگ قاب ڈالے ہوئے تھی۔ اس کا خوبصورت چہرہ بیحد اندوہ کا کچھ گندمی رنگ تھا جس سے یہ سمجھ آتا تھا کہ وہ مصری ہے۔ اس کی آنکھوں میں جو بڑی بڑی تھیں مشرقی ممالک کے بیشتر

کے موافق تھا۔ ہونٹ جو کھلے تھے اُن کے درمیان سے نہایت صاف سفید دانت آتی تھی۔ گو دن بھی آبدار گول تھا۔ غرضیکہ اُس کی وضع شاندار تھی۔ لڑکی نے اپنے محسن خادم کو ایک کٹورہ پانی بھرنے کے لئے دیا۔ جس وقت وہ بھرنا چاہتا تھا پیتوں کی کھڑکھڑاہٹ اور گھوڑے کے ٹاپوں کی آواز سُنائی دی۔ دیکھا تو میس سلا کا رتھ بے تحاشا فرٹ چلا آتا ہے۔ لڑکے نے خود پینے کی نگرکی، اور دل خوش کر کے جلدی جلدی لوٹا لوگوں کو دیا۔ اور گھوڑوں کے پیچھے روانہ ہوا۔

لوگ مبارکباد دے کر رخصت ہو گئے۔ مگر ہونٹ جیسے کا تیسا رہ گیا۔ مستی نوخیز، ہاتھ ملتا تھا۔ بودے پن سے پیر مروڑنے لگا۔ سستی کی مگر مصلحت کے باعث جلدی نہ کر سکا۔ مگر لڑکی کو قریب ہی دیکھ کر کود کر آگے ہو جاتے۔ جونکہ بن کھڑکن کے رہ گیا تھا۔ اُس نے میس سلا کو بالکل نہ دیکھا۔ آگیا تھا۔ بلند آواز سے کہا۔ "کہ جا۔ دیکھتا نہیں ہے کہ ادھر جاتا ہے۔ پیچھے ہٹا پیچھے ہٹا۔ مگر میس سلا فقط ہنسا۔ کہ ہنسنا جیب پر تھوڑے لیکھا کہ ہمیشہ ور اُس کے بچنے کی بڑی ضرورت نہیں۔ تو وہ کہ ہم کی جھڑکی کے مارے پکڑ کر سامنے سے اُن کو ہٹا دیا۔ اور کہ حق آدمی سے کہا "ارے آدمی گنتے کیا تو انسان کی بندگی کی تنی کم پہچانتا ہے؟ بھٹکے سے گئے ہی تھوڑے ہو گئے۔ تو بیوقوف جو ڈری کہ کبھی ہمراہ لے کر ایک طرف کو پھر گئے اور۔ تو بڑھا ہو گیا۔ میس سلا بھی گرہ بہت مگر وہ تو بھرنی سے بچے تو بڑے۔ لیکن اُس کا بالطبیعت سر ہی مرتبہ گیند کی طرح نہیں پر لڑھک گیا۔ جب خدا کو گنوا گیا تو انسانی تمسخر سے نہیں بچے۔ تب آدمی کی بے مثال سوچی طاہر ہوئی۔ اپنی گھر سے سوال کو کھلوں کر گھوڑوں کی پیٹھ پر بیٹھا۔ اور آپ گھوڑے کے اس

کا اور بی بی کو گھوڑے پر دیکھ کر پھر سر کو اُس کی لگام سے معذرت کرنے لگا کہ "مجھے معاف کیجیے میں مست تھا۔ جو فرمایا ہوں کہ میں نے نہ تم کو آتے دیکھا نہ گھوڑے کو دیکھا تھا۔ شاید میں نے پی چاک رستی ہو۔ یا وہ بھروسہ کیا۔ میں تو صرف اُن کو ڈرانا چاہتا تھا۔ مگر اب اُس کو ہنسنے کا موقع مل گیا۔ روتا کہ یہ کہ آن کو اُس سے زیادہ مزہ یہ کہ کر اپنے ہمراہی کو اشارہ کیا کہ رتھ کو کچھ دور لے جانے دو۔ اب دلبر لڑکی سے مخاطب ہو کر کہا "اُس مکان سے تم مست رکھتی ہو جس سے میں پھر پڑی کوشش سے بھاگوں۔ مگر بلکہ انجن تو مجھے معاف نہیں کرتا ہے کہ تم اُس کی بیٹی ہو۔"

لڑکی نے کچھ جواب دیا۔ جو نہ سُن کر کے میس سلا نے پھر کہا "تم کو تو پری بھی کہے۔ ہوشیار رہتا ہوں کہ تو دھوکا دیتا ہے۔ اور اپنی لگن کا معشوقی کے بوجھ کچھ سمجھ سے نہ رہے ہے۔ مجھے تعجب ہے کہ تو کس دھن کی ہے۔ تیری آنکھوں میں تو ہندوستان کا آفتاب روشن ہے۔ کہ تیرے دہن پر مصر نے اپنے عشق کے نشان ثابت کئے ہیں۔ ہے تو چکر خانون تجھ پر آسمان کا اور پھٹے ہوئے تو ہے زمین۔ تاکہ تو کہ دیکھ کر تجھے معاف کر دیا ہے۔"

اس پر لڑکی نے مڑ کر اور دونوں سے بن کھڑکی دیکھ کر ہونٹ کا ہر دیکھ آنے کی وجہ معاف کی اور کہا کہ "اس کھڑے کو کہ پانی سے بھر دیجئے کہ ہر کہ میرا باپ پیا ہے۔"

"اس تیر تا جدار مُغل" اور تب کٹورا لے کر چشمے کی طرف پھر چلا خود اور میس سلا دوچار۔ ہونٹ۔ ہونٹ کی نگاہ دھر کر لڑکی کی آنکھوں سے مسحور ہو رہا تھا۔

میس سلا نے لڑکی کی طرف ہاتھ بڑھا کر کہا۔ "اے جنبی جسی تو

خواجہ سرا ہے۔ اگر ابو دہرتا کی تو منظورِ نظر رہے گی، تو تو پھر
تجھ کو دیکھے گی، اور پھر تجھے معلوم نہیں کہ کس ملک کی ہے۔ اس لئے کہ کسی خاص
دیوتا کے تجھے سپرد نہیں کر سکتا۔ بس اپنی حفاظت کے سپرد کرتا ہوں تو
یہ کہہ کر بن دیوتا کی طرف چلا گیا۔ رنگی اس کو تکتی رہی، اور ایسا معلوم
ہوتا تھا کہ بیس سال کے تعلق نے اسے ناخوش نہیں کیا تھا۔ تھوڑی دیر بعد
یہ آیا۔ پہلے پیر مرد نے کنڈے سے سیپی لی۔ اس کے نرم نرم پسندیدہ طرز
فارش سے کھول دی خود کر دے کو کہا "ہماری بہت ہے، اگر تم اس کا قصہ
کرو۔ یہ برکتوں سے بھرا ہے جو صاحب تمہارے واسطے میں لائے ہیں" دوست
اٹھا لیا اور سفر چلنے کو تیار ہوئے۔ مگر پیر زادے نے ہنس کر کہا کہ تم نے
ایک ابھی کی آج بھی سوکی۔ صرف ایک بھلا ہے۔ اور اس کے پاک نام سے
میں تیرا منکر یہ حاکر ہوں۔ میں مسٹر دھی ہوں۔ ڈھی کی سن کے پرے
تارے کے بڑے باغ میں شیخ الدین خواجہ اپنے حبیب میں رہتا ہے۔ وہ ہم اس کے
مہمان ہیں۔ ہماری دل کی خواہش پوری کرنا ہمارے خوش کرنا ہے۔ مجھے بیٹا کہہ کر
یہ خود پیر مرد کی صاف آواز سن اور معزز طریقہ دیکھ کر تعجب کھا رہ گیا
اور مسافر چل دیئے۔ اس کی نگاہ پھر جیسے سلام پر پڑی وہ بھی اور سے بڑھ
شکل سے مشابہ ہو رہا تھا کہ ہنس کر ہنس گیا۔

Rev Michael Joseph. Cell # 92 300 7233 854.
vscaljesus@gmail.com yesmicheal@yahoo.co.uk
Evenglist Yousaf Masih. Cell # 92 300 7233 853.

بیسواں باب

انتقام کا منصوبہ

ہفتہ بھر بعد سے کو کہ کر لوگ کے بال میں دو باتوں کا تو البتہ ہو گیا۔
ایک تو یہ جس کی سب میں مخلص کی رہا ہوں تو بیوی اور بھلی سروا۔ یہ تھیں
کا سے مالک نہ تھے، دوسرے کہ شہ دیر دیا جا رہا تھا، اور کہ اس کے اور اس
جس بھلا کے ہر سال کسی نہ کسی طرح کا تعلق ہے۔ مگر سمجھ میں نہ آتا تھا کہ کس بات کا تعلق
ہے۔ جب تو اس فکر میں جا کر، ہی امر کی تہ تک پہنچ کر، انتظام کرنا ہوں تو
اس شہر سے اس کے کاندھے پر ہاتھ رکھ کر دریافت کیا "اے لڑکے کیا
تمہیں ہے کوئی خفیہ باتیں کہ تمہیں بتا سکے"

اس سوال کو سن کر لڑکے کچھ پریشان سا ہو گیا۔ گھبرا کر کہنے لگا
"تمہیں ہو گیا ہے۔ اور بات کے بعد کہا "اور اگر ایسا ہے تو ہو گیا ہے"
صبح کر سکتا۔ عورت خانے میں میرے ساتھ رہتی ہے۔ دل میں جو کچھ ہو سکتا ہے
اور دوسرا سر پیک کے بیٹے کا تو، تھا کہ اپنے باپ کی ساری حالت سے
کر اور اپنی ماں کے ظلم کو فراموش نہ کرے۔

اس کلام پر بہت غور کا چہرہ سفید ہو گیا اور اس نے کہا "تیرے کلام
سے مجھے یہ بھی یاد آیا اور اسے بھی کہ تیری باتوں سے ثابت ہوتا ہے لڑکے
بچا ہو گیا ہے۔ ہی یہیں کرتا ہوں تجھ پر بھروسہ رکھ سکتا ہوں" یہ کہہ کر اس

لے لوک کا ہاتھ جو پکڑے ہوئے تھا چھوڑ دیا اور اپنی چھاتی پیٹنے لگی جس طرح
پیٹنے مرد پیٹا کرتے ہیں اور روتے روتے آواز بند ہو گئی۔ تب آہستہ آہستہ کہنے لگی۔ میرا باپ
نیک، سچا اور پرہیزگار تھا۔ جہاں تک اس کا بس چلتا تھا وہ کسی کا برا نہیں چاہتا تھا۔ اس کی
ہر بیوی دوسری سے زیادہ خوبصورت تھی۔ یہ گمان نہیں کر سکتا کہ وہ سیاہ اور خوبصورت تھی سو
شفقت کے اس کی زبان سے کبھی کوئی اور کلمہ نہیں نکلا۔ اس کی حکومت اور
عدالت کی دور دور تک شہرت تھی۔ میری ایک چھوٹی سی بہن تھی ہم دونوں کے سوا
اور کوئی بھائی یا بہن نہ تھی۔ ہم دونوں سے خوش تھے کہ اس قدرتی کے غلام
پر کبھی شک نہیں کرتا تھا۔ اس نے کہا کہ غلط جگہ نہیں ہو سکتا۔ اس واسطے اس
نے ماں کو بلوایا کہ یہ دن رات حاکم شہر کے ساتھ ہمارے مکان کے پاس سے
نکل رہا تھا کہ یہ حادثہ اس پر واقع ہوا۔ اس کے ساتھیوں نے سارے مکان کے
چاروں طرف توڑ کر اور اندر گھس کر یہ کوشش کی۔ کہ اس وقت آج تک ہے
ایک والدہ اور بہن کو نہیں دیکھا۔ مجھے یہ بھی علم نہیں اور کبھی یاد نہیں۔ مجھے اتنا
معلوم ہے کہ ماں کی کیفیت خوش نہیں اس وقت یہ خط اس مرد پر
موجود تھا جبکہ وہ مجھ سے جدا کی گئی۔ اس نے ہمیں گرفتار کرنے والوں کے سپرد
کیا۔ اس نے میری والدہ کی تعریف جو اس نے سنی تھی۔ لوگوں کی زبان سے
جس وقت وہ اسے خصوصیت کے ساتھ یہ بتلاتے تھے۔ میں نہیں کہہ سکتا۔ وہ محبت
دشمنی میرے دل کی میں برابر اس وقت زیادہ واضح ہو گئی۔ آج میں نے اسے دور
سے پہچان لیا۔ اے لوک! میں کہ وہ معلوم ہے جس کے واسطے میں اپنی جان
دینے کو بھی تیار ہوں۔ وہ تمہارا ہے اور وہ پرندہ وہیں ہے کہاں ہم
دے سکتا ہے کہ اگر ہم تمہیں تو کس طرح مریں۔ اور کہاں دفن ہوں۔ اگر میں اس
کی تعریف کی تو میں

مگر وہ ہمیں ستاتا ہے۔ "ہاں" "پر کیوں نہیں؟" اس لئے کہ ہم اس کی
ہوں اور وہ ہمارا ہے۔"
"مگر روحوں کی بھی تو روح ہے اور ہیڈی کیسے مقبر گھوڑا ہوتا ہوا
نشان دہی کے طور لئے جانے والا۔"
"مگر یہ اس کے لئے نہیں۔ علاوہ اس کے بسلطنت کمار نہ ہے
میرے باپ کی کل جائداد ضبط کر کے تقسیم کر لی گئی۔"
لوک نے کہا۔ "اس سے۔" اور تھوڑی دیر کو گویا کہ اس کی دلیل کو تسلیم کر لیا اور
اس دریافت کیا کہ۔ "پھر اس نے تم کو ہمیں بھیجا؟"
وہ اس طرح مجھے بچپن سے ملتا رہا ہے۔ جب تک میں سوت کے ہوا کرتا تھا
اور تب سے لوگوں نے سمجھ رکھا ہے کہ میں مر گیا ہوں۔"
لوک نے کہا۔ "مجھے تعجب ہے کہ تم نے اس پر ہاتھ نہ اٹھایا۔"
"اب تو اس سے ہمیں ہمارا سگا بھی نہیں کر سکتا۔ جس سے ڈرتا
اور تم جانتے ہو کہ حکومت ایک مجرم روح سے زیادہ احتیاط سے رکھتی ہے۔"
لوک یہ سن کر سوچنے لگا کہ جس شخص کو ایسا بھاری انتظام لینا ہو اور
کی بے حد کوشش کرنی پڑے گی کہ اس شخص کو ایسا بھاری انتظام لینا ہو اور
کہ آئندہ کوئی اس سے بد موقعہ نہ جانے پائے گا۔ پس اس کے دل میں ایک جوش پیدا
ہوا اور ارادہ مصمم کیا کہ حتی المقدور ان خوبیوں کی ہر صورت میں مدد کروں گا۔ اب
اس کو صرف جوناتھن کے ملنے ہی کا شوق نہ رہا۔ بلکہ ایک ارادہ تقویت اس
کے دل میں پیدا ہوئی۔
کچھ دیر خاموش رہ کر ہیڈی نے کہا۔ "اے نیک لوک میں اسے جان سے
مار ڈالوں گا۔ کیونکہ میری والدہ اور بہن کی اس کو خبر ہے۔ مگر میں اسے سزا دوں گا۔

پس اگر وہ تو مجھ کو شش کرے گا۔"

بلوماخس نوک نے جواب دیا: "وہ تو ہے ہی، اور میں سوچ رہا تھا کہ اس کے ساتھ چلے جاؤں۔ میں تمہاری مدد کروں گا اگر چاہو تو اس کی نسبت تم مجھ سے بہتر قسم لے سکتے ہو۔"

"اپنا ہاتھ مجھے دو اور یہ کافی ہے۔"

اسے اقلیدس نے کہا۔ "جواد! میں تم سے چاہتا ہوں کہ وہ بہت مشکل نہیں ہے مگر آدھیاں سے بڑھ جائیں۔" پس وہ اس راستے پر ہو لئے جو سنہرہ دار کے درمیان سے ہو کر جاتا تھا۔ چلتے چلتے بن حور نے سوال کیا کہ کیا تم مشیخ ارسطو سے واقف ہو؟"

"ہاں۔ تالوں کا باغ کہاں ہے؟ یہ آپ سے ملوک یہ بتلاؤ کہ ٹکٹ کوئی کتنی ہے۔ وہ کتنی دور ہے؟"

ملوک کو یہ خیال گزرا کہ بن حور مصری خوبصورت لڑکی کی نسبت ہی ہے اور تعجب کیا کہ اس نے اپنی والدہ کے علم کا خیال ہو وہ عشق کرانے دل میں آنے دے، مگر یہ جواب دیا: "تالوں کے باغ کو گھوڑے کی سواری سے دو گھنٹے اور تیز سائیکل پر ایک گھنٹے میں پہنچ سکتے ہیں۔"

"میں تمہارا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ مگر ایک سوال اور دریافت کرتا ہے اور کیا اس دور کا انتظام چہار طرف ہو گیا ہے، اور کب یہ دور ختم ہو گی؟"

"یہ دور اور تماشے بڑی دھوم دھام سے ہونگے۔ لطیفہ کا حاکم اعلیٰ ہے اور کونسل مکسین شس (MAXENTIUS) کی جوابدہ پارٹی کے خلاف انتظامی کونسل کو یہاں آنے گا، بڑی شان کی اسمبلی دی جائے گا، تاکہ وہ قیصر سے مسلس کی سفارش کرے۔ ایک ماہ کا عرصہ گذرا جب سے ہر کارے چہار طرف

جا کر اس گھوڑ دوڑ اور تماشوں کی خبر دے رہے ہیں۔ لوگ دور دور سے دیکھنے کو آئیں گے۔ ہاں بھی بھاری لگان لگی ہے۔"

"یہ جگہ جہاں میں نے سنا ہے کہ روم سے دو میل دور ہے؟"

"اس میں دو لاکھ آدمیوں کی سمائی ہے اور روم کے چوگان میں دو لاکھ بیٹھ سکتے ہیں۔ وہاں کا چوگان سنگ مرمر کا بنا ہے اور یہ بھی سنگ مرمر کا ہے۔ انتظام بھی دونوں کا ایک ہی ہے۔"

"کیا قانون بھی ایک ہی ہیں؟"

ملوک نے مسکرا کر کہا۔ "اے یونس کے بیٹے اگر تم کہو کوئی بات ایسی فرما دے جو دونوں کے لئے ایک ہی رہتی جیسی اب ہے۔ قانون ایک ہی ہیں فرق صرف یہ ہے کہ وہاں ایک مرتبہ صرف چار رتھ دوڑ سکتے ہیں۔ یہاں تعداد کی کوئی پابندی نہیں۔"

بن حور نے کہا:

"یہ تو بڑوں کا قانون ہے۔"

"ہاں اتنا کہہ سکتا ہوں نہیں ہے جتنا کہ تم خیال کرتے ہو۔"

"تو اے ملوک میں اپنی مرضی کے مطابق اپنا رتھ چن سکتا ہوں؟"

"ہاں اپنا رتھ بلکہ اپنے گھوڑے بھی چن سکتے ہو۔ میری طرف سے اس کی کوئی پابندی نہیں ہے۔"

"اے ملوک، ایک بات اور دریافت کرنی ہے یہ دوڑ کب ہو گی؟"

"آج سے چھٹے دن تماشے ہوں گے۔"

ملوک وقت بہت تنگ ہے مگر کمال ہے قدیم اسرائیل کے ہیروں کی قسم میں بھی رتھ ہانکتا ہوں مگر ایک بات کا اطمینان کرنا چاہتا ہوں۔ کہ کیا یہ سب

بھی اس دوڑ میں ہم سر ہو گا۔

ملوک کو سمجھ نہ آئی کہ اس کی کیا حوصلہ افزائی کرے اور اسے یقین ہو گیا کہ یہ مغلوب کی حقیقی نسل ہے لہٰذا اس نے بھی کوئی جواب نہ دیا۔ اور حسب معمول آرام سے بیٹھا رہا۔

"اے وصف! اس کا خوف نہ کر کہ تجھ میں اس میں دوڑ کے چوگان میں مجھ سے کون سبقت لے گا۔ پچھلی دوڑ میں بیمار ہونے کی وجہ سے تو نے درخواست کی تھی کہ اس کے گھوڑوں کو تجھ کے گھوڑوں کے مقابلے میں دوڑایا جائے۔"

"مگر تم نے مسئلہ حل کیا؟"

"میں نے تجھ سے پوچھا اور تو نے اپنی نام سے کہا۔ اگر تجھ کے مقدمہ کا نام کرنے سے پہلے اپنے "اوہ" کے نام پر صبر نہیں اٹھا سکتا تھا تو میں چوگان میں تجھ سے کیسے مقابلہ کر سکتا تھا۔ مگر اگر پہلے کے طور پر گھوڑے دوڑانا تو تو نے کہا تھا کہ اس کے گھوڑوں کو تجھ کے گھوڑوں کے مقابلے میں دوڑایا جائے۔"

ملوک نے ہنس کر جواب دیا "ہاں، دوڑ میں گھوڑوں کی ملکیت ہے اور دولت انسان کی بھلائی کے واسطے کام آتی ہے۔"

"اگر حاکم کی بازی اسکندر کی گئی کہ وہ نہ بھی ہمارے پاس کچھ نہیں ہیں تو یہ دوڑ صرف اپنے دوستوں کا لطف اٹھانے کے لئے کروں گا شریعت بھی تفریح کے لئے اجازت دیتی ہے۔"

ملوک نے جواب دیا "میں سمجھا تھا کہ تو اب اس بارے میں کچھ نہ کہے گا۔ اس نے تو اب اس بارے میں کچھ نہ کہا ہے۔ علاوہ ازیں اس کے انتظامیہ کے سر مصرف سے اس نے بازی لگائی ہے۔ اور وہ سر بہ سود کے لئے مشتق کیے

کو آتا ہے۔"

"تو ہی بتا۔ تو نے مجھے میں جو جوہر دیکھے جن سے تو دوڑ کے لئے آمادہ ہوا میں سے تیرا انتخاب کرتا ہوں۔ تو نے کچھ بڑی ضرورتیں بتائیں۔ میں صرف تجھے گھوڑوں کے باغ میں لے جا کر بتاتا ہوں۔ وہیں فیاض سے میری ملاقات شروع کرا دو۔"

"کب؟" "آج لگن ہے کہ کل وہ اپنے گھوڑوں کے دینے کا کسی اور سے وعدہ کر دے۔"

"تو تم کیا کرنا چاہتے ہو؟"

"میں نے ایک جواب دیا۔" "میں سے اس کو صرف ایک نظر دیکھا ہے۔ مگر میرا خیال ہے کہ ستاروں کو صرف تسخیر کے استعمال کے لئے میں نے ایسے مگر ٹوٹے نہیں دیکھے۔ اگر میں ان کو قابو کر سکوں گا تو میں۔"

ملوک نے ہنس کر جلدی سے کہا "میں بازی جیت لوں گا۔"

"اس نے جواب دیا "نہیں، میں وہ کروں گا جو اس شخص کو شایاں ہے جس نے بعلبک کی میراث پائی ہے۔ میں ایک بھیج کے سر پر اپنے دشمن کے گھنڈ توڑ ڈالوں گا۔ مگر رفتہ رفتہ۔ ہم مشیخ کے نیزوں کو کس طرح جلدی سے بھی بھیج سکتے ہیں۔"

ملوک نے ذرا سوچ کر کہا "میرا خیال ہے کہ ہم کشتی کو جلائیں۔ اگر کنارے پر پہنچ کر ساتھ نہ ہم بول جائیں تو ایک گھنٹہ میں ہم بھی جا سکیں گے۔"

"تو آؤ وہاں چلیں۔ بستی میں ہر طرف محلات اور خوش قامت باغات تھے۔ کہیں کہیں عالیشان مسافر خانے بنے تھے۔ خوش قسمتی سے وہ سائبان جل نہیں گئے تھے۔ ستونوں کے باغ کی طرف روانہ ہوئے۔ راہ میں بات چیت کرتے ہوئے ان کو

نے کہا "اے نیک لوگ آج جو میں نے تماشہ گاہ میں شیخ ابن رشد کو دیکھا تو وہ مجھے ایک ہوئی آدمی معلوم ہوا۔ وہ تسبیح کے بڑے بڑے دانے اسے حقارت کی نگاہ سے دیکھیں گے وہ تو اوس ہے۔ پھر یہ باغ بیزنگر اس کے ہاتھ آیا اور پھر وہیں روئی ہاتھوں سے یہ بیزنگر سانک مار بابا"

لوگ سے دلسوزی سے جواب دیا "شیخ مذکور پیشوایوں کا شیخ ہے۔ اُن میں سے کسی وقت میں ایک سے ایک بادشاہ کی جس کے دشمن اُس کا تعاقب کر رہے تھے، ایک مزار میں سے جو دشت سے راستوں اور کھوہوں سے بھری واقف تھے مدد کی۔ اُنھوں نے کچھ عرصہ تک اُسے پناہ میں رکھا اور تب اسے باہر اُس کے دشمن کو قتل کر کے اُسے تخت پر بٹھایا۔ بادشاہ اُس خدمت کو یاد کر شیخ کے بیٹے کو بلا لے آیا اور اُسے حکم دیا کہ یہاں اپنے پیچھے کھڑے کرے اور اپنے خاندان اور مال مویشی کو لے آئے، کیونکہ باغ اور جھیل پشت در پشت اُس کو دی گئی ہے۔ اسے یہ ملیت دشت کی شیخ کی ہے، کسی نے آج کے دن تک اُس پر دعویٰ نہیں کیا۔ اور فقط شیخ کو برکت دی ہے کہ اُس کے گھوڑے اور اونٹ کثرت سے بڑھ گئے، اور اُس کی دولت دراز ہوئی۔ آج کل وہ دشت کا مالک ہے اور جو چاہے سو کر سکتا ہے، اور جس وقت وہ یہاں آتا ہے تو روئی حاکم بھی اُسے خوشی سے بغل کرتا اور اُس کی بڑی عزت کرتا ہے"

یہ سن کر نے دریافت کیا "پھر یہ کیونکر تھا کہ شیخ مذکور اپنے پر لعنت بھیجتا تھا کہ اُس نے ایک روئی کا استقبال کیا۔ اگر قیصر یہ کلام سنتا تو ضرور یہ کہتا کہ میں ایسے دوست کو پسند نہیں کرتا، اُسے قتل کرو"

لوگ نے سُنکر اکر جواب دیا "تم نے بڑی باریک بات دریافت کی، نے الواقع شیخ ابن رشد روم کا خیر خواہ نہیں ہے، اُسے بھی ایک شکایت ہے تین دن

گذرے کہ وہ ایک تھیٹر کا ایک گروہ دشمن کی راہ پر آیا، اور ایک کاروان کو جو ایک طلیع کا خراج لے کر آتا تھا لوٹا اور قافلے کے ہر ایک شخص کو قتل کیا۔ روئی حاکم اگر خراج لوٹا دیتا، اور مفسدوں کو داخل کر دیتا تو شاید اُس خدمت کی کوئی تلافی کر دیتے۔ مال گذاروں نے جن سے خراج دوبارہ طلب کیا گیا قیصر کے روبرو شکایت کی۔ قیصر نے خراج پیروؤں کے ذمہ ڈالا۔ پیروؤں نے الدیم کے ذمے یہ لگایا کہ تمہاری غفلت سے خراج لوٹا گیا اور اُس کا مال ضبط کر لیا۔ شیخ نے قیصر کے روبرو پیش کی گئی اُس نے کچھ التفات نہ کی۔ اُس دن سے شیخ حاکم کے دل پر ظلم ہے۔ وہ اُس کی دشمنی پر آمادہ ہے"

"اے لوگ کیا تم کچھ نہیں کر سکتا؟"

لوگ نے کہا "اُس کی بھی مجھ پر بان کرنی پڑے گی مگر آگے دیکھو۔ شیخ کی مہمان داری تو بھی سے شروع ہو گئی یہ پیچھے تم سے بات کریں گے" یہ کہہ اُنھوں نے سامنے کی دیوار کی طرف اشارہ کیا۔ جہاں بہت سی لڑکیوں نے دعوت کے لئے نئے نئے پھل تازہ کھجور پیش کئے تھے، جن کو ہر ایک تھوڑے تھوڑے کر کے کھا رہا تھا۔ نزدیک ہی ایک درخت پر سے ایک شخص نے خوش کی آواز سنی۔ اُن کو سلام کیا اور خیر مقدم کہا۔ یہ آگے بڑھے۔ تب لوگ نے کہا "تم کو معلوم ہوا کہ مسیحی حواریوں میں سے ایک حواری یہاں آیا تھا، اور اس باغ کا مالک تھا۔ اُس نے مجھے اپنے مشوروں میں شامل کیا ہے۔ اس وجہ سے میں اُس کے بہت سے دوستوں اور ملاقاتیوں سے واقف ہو گیا ہوں، اور اس واقفیت کے باعث وہ بلا تکلف میرے روبرو گفتگو کرتے ہیں۔ اس وقت سے میں شیخ الدیم کا ملازم ہو گیا ہوں"

اس وقت جو پہلی عورت کی آنکھوں کے روبرو سے اگر کی بیٹی آستر کی پیاری اور بھولی صورت مجسم ہو گئی۔ اُس کی بڑی بڑی سیاہ آنکھیں جن سے ایک ہمدردی

لیکن بعض اور اس کی تعبیر کرنا مشکل ہے اس نے اسے پھیکا کر دیا ہے
یہ قصہ اسے مناسب نہیں لگتا۔ مگر اس نے اپنا کلام تمام کیا۔ چند ہفتے گزرے
کہ فصیح مسیح سمرقند کے حاکم کے پاس وقت کسی کام سے ملک کے
ساتھ تھا۔ چند باتوں کے بعد اس نے معلوم کیا کہ مسیح نے کوئی خاص گفتگو کرنی
چاہتا ہے لیکن اس نے حاکم کی ملازمت چاہی۔ لیکن مسیح نے کہا کہ ہر روز کا
قرض اسی طرح سے ادا کرنا ہے۔ اس نے کہا کہ مجھے ایک عجیب داستان سنانی
ہے۔ حاکم اس پر حیران ہوا اور اس نے کہا کہ اس داستان سے
کا شوق پیدا ہوا۔ میں نے کہا کہ جو داستان بیان کی اس سے
کرتا ہوں کہ ہم مقدم مقصود کے قریب آگئے ہیں اور اس کی تفصیل مسیح خود
کریگا۔ تب ہم نے کہا کہ تین شخص دمشق کے دیوان الرحیم کے بیٹے ہیں۔
یہ تینوں عمر میں تھے۔ ایک ہندوستان ایک ایرانی اور ایک مصری تھا اور
تینوں بڑی بڑی ہمت والے تھے۔ اس نے ان کو کہا کہ تم کو کیا
کی۔ دوسری صبح اٹھ کر ایک دن کی جب مسیح کے کمال ہی عجیب معلوم ہوئی اور
انہوں نے خدا اور اس کے بیٹے سے دعا مانگی۔ نماز کے بعد ان کے مسیح سے
ہی اور اپنے ہمراہیوں کی کیفیت بیان کی کہ تمہیں سے ایک نے ستارہ دیکھا اور
ان کو ملامت ہوئی کہ یہ علم کو حاکم کو ملاقات کریں یہ سوداگروں کا بادشاہ ہوتا
جانے کہاں ہے۔ انہوں نے اس بات پر عمل کیا اور یہ تدبیر کر کے۔
وہاں سے ایک ستارے کی ہدایت سے وہ سب اکٹھے گئے۔ جہاں انہوں نے
ایک عالی شان خیمہ دیکھا۔ اس کے دروازے پر انہوں نے سجدہ کیا۔ کہ
میں ایک خوبصورت نوجوان عورت نے ہدایت پا کے پہلے دشمنوں پر سوار
ہو کر بلا توقف مسیح کے پاس چلے آتے۔ کیونکہ ان کو معلوم ہو گیا تھا کہ اگر یہ

ان کو پکڑ لائے گا تو فوراً قتل کروائے گا۔ مسیح نے اپنے سوال کے جواب ایک سال
تک حفاظت سے ان کو پوشیدہ رکھا۔ اس کے بعد تینوں بڑے قیمتی تحائف
دے کر علیحدہ علیحدہ بھیجا کہ روانہ ہوئے۔

ابن نوبہ نے کہا "حقیقت یہ داستان بڑی عجیب ہے۔ تم نے کیا کہا
کہ یہ دمشق میں جا کر ان کو کیا سوال کرنا تھا؟"

"ان کو سوال کرنا تھا کہ ہیرودیس کا بادشاہ جو بیت لحم کے سر کہاں ہے؟"

"کیا عورت ہی روایت کرتا ہے؟"

"کچھ اور بھی تھا مگر اس وقت مجھے یاد نہیں آتا۔"

"اور انہوں نے اس بچہ کو پایا؟" "ہاں پایا اور اسے سجدہ کیا۔"

"ملاکی یہ تو معجزہ ہے۔ اور یہ ایک عیسیٰ ہے۔ آدمی ہے گو علوم کی غایت
کے موافق اسے حصہ معدہ آجاتا ہے۔ مگر یہ ممکن ہے کہ کوئی جھوٹ اس کی
زبان سے نکلے۔"

"کیا ندیم سے ان عجیب اشخاص کی نسبت جو کچھ معلوم نہیں کہا؟"

"ہاں، اس روز جس کا میں نے ذکر کیا وہ کسی وجہ سے میرے پاس
پاس آیا تھا کیونکہ ایک رات پہلے وہی خواب پھر اس کے پاس آیا۔"

"کہاں؟" "یہاں۔ اسی خیمے کے دروازے پر جس کی طرف ہم جاتے ہیں؟"

"جس طرح صبح تم نے اس کے گھوڑوں کو پہچانا، اس کی شکل اور وضع
سے؟"

"کوئی اور وجہ نہیں تھی؛ وہ اسی بڑی سپید سانڈنی پر سوار تھا اور اس نے
اپنا وہی نام بطلیموس مصری بتلایا۔"

"یہ علم نہ کہا ایک مخبوط ہے" یہ کلام ہیرودیس نے کچھ جوش سے کہا۔

ملوک نے تعجب سے دریافت کیا: "کیوں؟ تم نے اُس کا نام مطلس بتایا"
"ہاں مطلس المعروف آج چشمے پر اُس پیر مرد نے یہی نام مجھے بتلایا ہے"
ملوک نے کچھ مضطرب ہو کر کہا: "یہ بیچ سے اور دشمن بھی دیکھا تھا اور
تم نے اُس پیر مرد کی جان بچائی"۔

"اور وہ عورت؟" "وہ عورت اُس کی بیٹی تھی" یہ کہتے ہوئے اُس بوڑھے
کی صورت یاد آگئی۔ تاثر فرط سے بولا: "ملوک سے کہا۔ مجھے پھر ملنا ہے کہ کہانیوں کو مکمل
سنا کر تمام کر دیں۔ جو بھید دریا کا بتانا ہوئے والدہ سے کہا ہے"

"یہ ٹھیک ہے مگر یہ الفاظ تھے کہ جو بیڑیوں کا بادشاہ ہونے کو پیدا
ہوا ہے شیخ سرائف نے یا الفاظ اول مرتبہ زشت میں سنے اور اُس وقت سے بادشاہ
کی آمد کا منتظر ہے۔ اُسے کوئی قتل میں کر سکتا کہ وہ نہیں آئے گا"۔

"مگر کیا بادشاہ ہو کر آئے گا؟" "ہاں۔ اور شیخ کا قول ہے کہ بڑی سلطنت کو
تہس نہس کرے گا"۔

یہ سُن کر کچھ دیر خاموش رہا۔ اور پھر آہستہ سے بولا: "یہ شیخ
بھی اُن لاکھوں میں سے ایک ہے جن کو کسی حق تلفی یا ظلم کا رونا ہے اور
ملوک یہ سب اعتقاد اُس کی اُمید کی خوشی ہے کیونکہ جب تک روئی سلطنت
قائم ہے تب تک تو صرف یہ دیس ہی کے لوگ بادشاہ ہونے ہیں لیکن تم کو یاد
ہے کہ سوداگر نے جب یہ احسان مند ہو کر اُس نے کیا کہا"۔

"اگر اور برگزیدہ آدمی ہے تو سوداگر بس دانا شخص ہے۔ میں نے اُسے
یہ کہتے سنا تھا کہ تم تو کوئی ہمارے پیچھے آتا ہے"۔

اکیسواں باب
ملوک کی رپورٹ

پھر کے بعد کی روداد کہی کہ شیخ اور ہم گھوڑے پر سوار تھے اور اُس
کے گھوڑے کی عنان چلو کے ہاتھ میں تھی۔ شیخ نے ملوک کی اڑھی ہوئی اس تھی
و مسافروں کو دیکھ کر استفسار پر سے کہا: "تم پر اسرار ہوئے کہ
ملوک میں تم کو جو مقدمہ کہتا ہوں یہ ہمت کہ کہ کوئی دو پس ہوتے ہو بلکہ یہ کہو۔ ابھی
سے جو بھید سوداگر نے مجھ سے کہے تھے پہنچا لے ہو۔ میں نے باب دوم کا
خاتمہ کر دیا۔ اب کہیے دوسرے باب سے۔ میں سوتی ہوں"۔
کہا۔ "میں بھی سب اور کھانے کا گوشت ڈھونڈ کر لاؤں گا"۔

اُس کے جانے کے بعد دریا پر سناٹا تھا۔ اور شیخ
نے ایک مشک سے جو دریا میں سے بھر لی تھی۔ پانی پیا۔ اور
پھر وہ روزق سے کہا: "پیجیے پیجیے۔ خاتمہ ہو رہا ہے"۔ دونوں
نے کیا۔ کھانا پیا۔ اور پھر کھا پیا۔ تھے تو سے تو ق سے پانی جب بی
چکے تو شیخ نے ورخ سے کہا کہ مجھ سے کہ کے نام سے اور داخل ہوں

جب وہ چلے گئے تو شیخ کو بعد دے گیا اور تھوڑی دیر بات کر کے
بن مجھ کے پاس آگیا۔ "میں نے شیخ سے تمہارا ذکر کیا ہے اور شیخ نے دعا پر
گھوڑے دے گا۔ تاکہ ان کو آنے والے وہ تمہارا مدد ست ہے۔ جو تجھ میں کر سکتا ہے

سوچیں نے کہا۔ "تو تمہارے اختیار میں ہے۔ اب مجھے اجازت دو کہ اپنا کچھ کام پورا کر لوں۔ میں نے کہا تھا نا کہ آج رات بھر کا وقت چاہیے۔ اب مجھے جانا ضروری ہے۔ اگر اس عرصے میں کوئی بات ہو تو فوراً مجھے اطلاع کر دینا۔ میں کب تک واپس آؤں گا۔ یہ ابھی نہیں کہہ سکتا۔ پھر بھی دیکھ لینا کہ جب تک میں واپس آ جاؤں تم یہیں رہو۔"

یہ کہہ کر وہ اپنے گھوڑے کی طرف واپس جانے کو مڑا۔

شاہ نے رخصت کرنے کے لئے اس کی رکاب پر ہاتھ رکھا۔ اس کی آواز میں کچھ ایسی لرزش تھی جو اس سے پہلے کبھی نہیں دیکھی گئی تھی۔ "میں تمہارے لئے دعا کروں گا۔ میں نے اپنی زندگی میں بہت سے لوگوں کو موت کے منہ میں جاتے دیکھا ہے۔ ان میں سے بہت سے میرے دوست تھے۔ لیکن تم پہلے شخص ہو جس کے لئے میں نے دعا کرنے کا ارادہ کیا ہے۔ میں نہیں جانتا کہ تم پر کیا گزرے گی۔ لیکن اگر تم واپس آ جاؤ تو میں تمہارا ہمیشہ ممنون رہوں گا۔"

سوچیں نے کہا۔ "شکریہ۔ میں بھی یہی دعا کروں گا۔"

"اگر تم واپس نہ آ سکے تو میں تمہارے لئے ایک مقبرہ بنواؤں گا۔ اس پر تمہارا نام لکھا جائے گا۔ اور میں تمہارے لئے ایک مناسب مرثیہ بھی لکھوں گا۔ اس کے دوسرے بیٹوں کو بھی ترجمہ کرنے کو کہوں گا۔ تاکہ تمہارا نام ہمیشہ زندہ رہے۔"

"اگر میں واپس نہ آ سکا تو میرے لئے کسی مقبرے کی ضرورت نہیں ہوگی۔"

اس نے کچھ سوچا۔ پھر کہا۔ "کیونکہ میرے لئے تو ہر جگہ ہی قبر بن جائے گی۔"

[illegible]

[illegible]

دعوت کی ہوگی۔ اور ان لوگوں نے ضرور ویسا ہی کیا ہوگا

[illegible]

لیکن کوئی شخص اس بات کا صحیح جواب نہیں دے سکتا تھا کہ آخر اس کی وجہ کیا ہے۔ اس کا کوئی جواب نہ پا کر ہی ہر شخص اس نتیجہ پر پہنچتا تھا کہ یہ سب کچھ روم کے خلاف اس کی ذاتی عداوت کی وجہ سے ہے۔ اور اس عداوت کا سبب کیا ہے؟ اس کا جواب بھی کسی کو معلوم نہ تھا۔ مطلب یہ کہ اس کو کسی طرح دل سے پیشوا تسلیم کرنے پر کوئی تیار نہ تھا مگر اس سے ٹال دینا کیونکر ممکن تھا۔ اس لئے سب کا ہجوم وہاں کم تھا۔

سوفانڈس نے کچھ جھنجھلا کر کہا "میں سمجھتا تو ہوں اختیار ہے"

"لیکن اب ان کا مقابلہ ہرگز ان پر ہوگا"

"پھر یہ سب کیا ہونے والا ہے؟ تم سب طرح جانتے ہو"

"اس سے تمام ہے میں نہ جانتا ہوں۔ صرف اس کے تمام سے نہیں بلکہ اس کی وجہ سے بھی"

"تمہارے لوگوں کے اتمام کی وسعت کیا ہے۔ کیا صرف چند دیہات سے باغی روم سے اس کو دشمنی ہے؟"

کیا اس اتمام کا خیال عرب جزائر کی ایک تحریک ہے۔ باغیوں کے اصل گروہ کو بہت تھوڑا پاتا ہے۔ لوگ کہہ جاتے ہیں کہ اتمام کا سبب خیال پیدا ہوتا ہے۔ لیکن جس وقت وہ مرہٹی خواہش کے مطابق ہوتا ہے جس کے باعث اتمام کا سوال پیدا ہوا تو وہ ختم ہو جاتا ہے۔ لیکن اتمام کا

ایک جذبہ ہمیشہ ہے جو دل کا ایک مرض بن جاتا اور دماغ کی طرف رجوع ہوتا ہے اور دل و دماغ دونوں میں جڑ پکڑتا ہے"

اس کے جواب دینے سے پہلے مالک ایک دم ہنس پڑے۔ اس ہنسی سے ہر شخص یہ سمجھا کہ یہ جوابی تشخص کی کوشش ہے۔ سوفانڈس کا پیشانی کی سمجھتی ہے کہ یہ تو کچھ پیشانی ہوگیا کہ اس کی کوئی اس کا محرک ہے۔ اس سے اپنی زندگی کا ایک حصہ ڈھونڈنا ہوگا۔ اس کا ایک ہی ہے اس کو حرکت پیدا کرنے والے وقت اس سے روایت کیا کہ روم کی مصیبت اور اس کی ابادی سے اور اس وقت جب اس سے بیان سے تنگ اور غلاموں کی آزادی جاں کی تحریکوں کا

یہ معلوم ہوا کہ مردوں کا وہ شاہ جو پیدا ہونے والا ہے

سوفانڈس نے ایک جوش سے دریافت کیا "اے مالک اس کے متعلق اللہ کا حکم کیا ہے؟ کیا میں اس کو دیکھ سکوں گا۔ اس کا نام کیا ہوگا؟"

اس کی درخواست پر تھی کہ مکاشفہ کا لفظ لفظ بتا دیا۔ الفاظ یہ تھے "بادشاہ ہوگا۔ یہ کہ بادشاہ ہونے کے لئے پیدا ہوا۔ اسے مقدر ہوگا کہ اس روم کو جس کے نشانات میں نے دیکھے ہیں۔ اس سے اس کا بادشاہ ہوگا۔ اس کا نام کیا ہوگا؟"

"اس سے کیا مطلب ہے؟"

"کہ یہ حکومت ہمارے لئے کوئی چیز نہیں ہے۔ اس سے پیشتر کہ اس سلطنت کو

ہمارے

تھوڑی ہی دیر تک سوفانڈس جہازوں کی طرف تاکتا رہا۔ اور تب یہ حکم

دے کر اس کو رخصت کیا۔ وہ جاکر دو ہفتے کے اندر اندر ہی واپس آ گیا۔ میں نے اس سے پوچھا کہ تم اتنی جلدی کیسے واپس آ گئے؟ تو اس نے کہا کہ میں نے آپ کے حکم کی تعمیل کی تھی۔ میں نے اس کو ایک خط لکھ کر دیا تھا۔ اس نے کہا کہ میں نے وہ خط پڑھ لیا تھا۔ اس میں لکھا تھا کہ جب تم میرا خط پڑھو تو فوراً واپس آ جانا۔ میں نے اس کو ایک خط لکھ کر دیا تھا۔ اس نے کہا کہ میں نے وہ خط پڑھ لیا تھا۔ اس میں لکھا تھا کہ جب تم میرا خط پڑھو تو فوراً واپس آ جانا۔

جب لوگ سلام کر کر فارغ ہو گئے تو میں نے اپنے دوستوں سے کہا کہ آؤ ہم لوگ کچھ دیر باغ میں ٹہل کر آئیں۔ اس کے بعد میں نے اپنے دوستوں سے کہا کہ آؤ ہم لوگ کچھ دیر باغ میں ٹہل کر آئیں۔

اور ہم لوگ باغ میں ٹہلنے لگے۔ میں نے اپنے دوستوں سے کہا کہ آؤ ہم لوگ کچھ دیر باغ میں ٹہل کر آئیں۔ اس کے بعد میں نے اپنے دوستوں سے کہا کہ آؤ ہم لوگ کچھ دیر باغ میں ٹہل کر آئیں۔

پانچواں باب

الدریم کے ہاں کھانا

جب وہ [illegible] الدریم کے خیمے میں چھوڑ کر وہ [illegible] نے [illegible] مخاطب ہو کر [illegible] میں یہ فقرہ سنا کہ [illegible] زندگی کا [illegible] سنا کیا سمجھے بھوکا ہے۔

[illegible] سے [illegible] اس قاعدے سے [illegible] میں [illegible] ہوں۔

[illegible] کھانے [illegible] کہا [illegible] پہلے [illegible] کہ [illegible] الدریم نے [illegible] فوراً ایک ملازم حاضر ہوا۔ اُسے الدریم نے کہا کہ مہمان خانے میں [illegible] تیار ہو۔ [illegible] دے کر کہ مجھے الدریم کی بڑی [illegible] اس کی سلامتی [illegible] کے [illegible] سے [illegible] اور [illegible] کے [illegible] ہے اور [illegible] عاقل [illegible] [illegible] [illegible]

تیئیسواں باب

پلاٹسر کی تعلیم

مصری نے سمجھا کہ جواب دینا وقت کی اس مہلت کا ہی ہے اور اس کی طرف
اشارہ کیا۔ کی پناہ چھوڑ گیا قبل کا مہر ہی تھا کہ معلوم کر دل کہ اس پہنچنے کی کیا
کیفیت ہوئی۔ حالانکہ ایک سماں گذر گیا تھا مگر ہاں خود بھی نہ ہو سکا۔
کچھ دیر میں عظیم خوش ہو کر [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

"[illegible]

[illegible]

[illegible]

پچیسواں باب

تیاری

[illegible] کہنا [illegible] سے کہ کل [illegible] سے [illegible] نوجوان کو [illegible]
دیکھا اور [illegible] کہ [illegible] سے [illegible] کا [illegible]
پوچھے۔ [illegible] سے [illegible] کا [illegible] [illegible]
[illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]
[illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]
[illegible] [illegible] [illegible]

نمبر ۱

ہوں گی۔ تم بلقیس کو سلام کہنا۔ گھوڑ دوڑ کے تماشہ گاہ میں تم ذرا دیر سے
سب دوستوں سے ہمدردی ہے تم پر اور تمہارے سب عزیزوں پر سلامتی ہو اسے دوست
میں تمہارا بھائی ہوں۔

سمونا ندیس

نمبر ۱

سمونا ندیس کی طرف سے شیخ نور بخش کو

اے دوست تو خیر خطرہ کا ہے لگ گیا ہے طلوع میں ہر
کیا تمہاں کو اس کو اس کے سب لوگ کی کمال نہ ہو
ممکن ہے بلور کی نے کو بہت لگے ہیں کہ اس کی
میں ایک مرد ہے کہتے ہیں کہ اس کی
خیر، خدا کرے کہ اے دوست وہ سب
کا ان کی ہے کہ اس کے
وہ سب اس کی چڑ
اگر ہم کو تکلیف نہ ہو تو ایک آدمی بھیج دیجیے۔ جب ہم نے
جائیں گی تو ان مخالف ہو تو اسے ہم میں تیر کی گذر نہیں ہو سکتا
سمندروں کے قریب کے بھائی ہیں ہم سے مدد درخواست کریں گے۔ کوئی
ہیں ہمارا ساتھ نہ دیں گے۔ ہمیں ہے کہ شیخ الاسلام حسان الدین
ان میں ہیں۔

کوئی نہ سمجھے کہ ہم نے یہ
ہے کہ ہم ہر ایک
ہیں کہ ہم
ہیں کہ ہم
ہیں کہ ہم

پچیسواں باب

بیس سلا کا خط

فوراً ہی پھر بگاڑ اٹھا کر اور مسجد کی طرف بھاگ کر اس نے سنائے کہ شیخ
ڈوڈ کے اصطبل میں داخلے کی اجازت نہ ملی۔ شیخ نے [illegible]
کہا [illegible] اور کہا کہ گھوڑے [illegible]
[illegible] کے بارے میں [illegible] سے پوچھا
[illegible] سب سے عمدہ گھوڑے ہیں۔ اس پر وہ
کے غلام نے جواب دیا کہ [illegible] اس کے پاس سے
دو گھوڑے ہیں۔ [illegible] پر اس نے گھوڑے دیکھ لیے۔ پھر کچھ تامل کرکے
[illegible] میں اس کو دیکھوں گا۔ تب مجھے بہت کام ہے"
[illegible] اور اپنی منزل کی طرف چل دیا۔ یہ اطلاع ملتے ہی وہ بھاگتا
ہوا اور گھوڑے دوڑ کے دوسرے تک ایک دوسرے جاسوس سے ملا اور اس نے
تمام حال شیخ کے پاس آ کر کہا۔ جب شیخ میدان میں پہنچا تو اس نے دیکھا کہ
[illegible] سب پیچھے رہ گئے تھے اور ادریم کے پاس آیا ہوا تھا۔ شیخ
نے غلاموں کو واپس بھیج دیا کہ جب میں چوگان کو ہاتھ میں لوں تو تم میں سے
[illegible]

جیسے گھوڑوں کے سامنے کی [illegible] وہ پیچھے سے [illegible]
جانے لگے۔ اس پر [illegible] کہا "اے [illegible]
[illegible] اور [illegible] کہا کہ [illegible]
[illegible] ہے"

بڑے تیز سے تیز گھوڑے کے برابر پہنچ سکتا ہے"

ادریم نے کہا "بہت اچھا" اور گھوڑے شیخ کے پاس لے گیا۔ شیخ نے [illegible]
[illegible] پر تین کرتہ پہنا تھا اور [illegible] کے [illegible]
[illegible] ریشم کی [illegible] اور [illegible] کی [illegible]
[illegible] کی [illegible] اور [illegible] کی [illegible]
[illegible] کی [illegible] اور [illegible] کی [illegible]
[illegible]

تیسری، محمد جوان، ترکی اور مختلف رومی کا مشتاق ہے۔ مگر تیسری مانند اس
کا میرا کوئی خاص دوست ہوتا۔ سب میرے اور میرے درمیان کوئی
جانتے ہیں تو

یہ نام سن کر میں نے محسوس کیا جیسے میرا دل بند ہو گیا ہو۔ وہ بھائی صاحب
نے کہا کہ میں نے اس کے بارے میں کبھی نہیں

"دل محمد میں کہتا ہوں۔ اگر اس بیوقوف نے حساب اور علم
میرے ساتھ پڑھے ہیں۔ اگر اس کے فلسفہ کی بنیاد ہے اور جو
دیا ہے۔ اس لئے کہ سب قوموں کو، بھائی کی آزادی کے واسطے
کرنا چاہئے۔ جو قوم ایسا نہیں کرتی، وہ ذلیل ہو جاتی ہے۔ اگر
ہو جاتا۔ اگر کچھ ہو سکتا تو میں بھی ہو جاتا۔ اگر فلاں نے مجھے
دیا ہوتا تو میں بھی یہی کوشش کرتا۔ [illegible] کی
کرتا۔ [illegible] کے خلاف کوئی
ہوتا۔ اگر کچھ ہو سکتا تو میں بھی ہو جاتا۔ اگر فلاں نے مجھے
دیا ہوتا تو میں بھی یہی کوشش کرتا۔ [illegible]

اور ہم نے کچھ نہیں کیا اور [illegible] کہ
زیادہ کہنے کی مجھے اجازت نہیں ہے۔"

"کسی نے مجھے منع نہیں کیا ہے۔"

وہ خاموش رہا۔ [illegible]

[illegible]

[illegible]

[

تھا اور میں جو سمجھوں گا۔ جو کچھ تو نے کہا ہے تیرا سب کہنا ہوا کا سب کچھ
جو انسان کے خلاف تقدیر ہیں ہے۔ میں نے تو مدت سے اپنے تئیں تقدیر
کے واسطے مخصوص کر دیا ہے اچھے یا برے دن کا ہر گھڑی تو اس خیال میں نہ
پڑا ہے میں نے ایک فکر کے واسطے بھی اس امر کو ذرا لگا نہیں رکھا۔ میں
نے حوالی کے اس رکن کے انتظام کے بارے میں جو مدت سے جاری تھا۔ میں
تصرف بدلا تھا۔ انتظام کی خاطر۔ جتنے [illegible] میں نے اس سلسلہ میں
مداخل کیے ہیں۔ حکومت وسطی کے معاملوں سے ہیں میں نے کبھی ان کے
واسطے کچھ درست نہیں کیا ہے اپنے اس سر کو گھوڑا دوڑانے نے دیا
کی خصومت خسارہ کی درد سر سے آزاد رکھنے کے واسطے میں نے کچھ
[illegible] کیا ہے۔ میری ذات کو [illegible] ہے
ہیں جن کو میں نے خیال کیا ہے ان کے واسطے ضرور ہے میں [illegible]
جہاں کے بابت [illegible] ہیں [illegible] جس وقت یہ خبر
در مقدور کو پہنچے صبح حاکم کے [illegible] اس وقت [illegible]
ہیں کہ [illegible] میں [illegible] میں نے کہا جس سے
سے تعلق ہے [illegible] اس وقت [illegible] کہ اس [illegible]
مجھ سے کہیں [illegible] ہے شیخ [illegible]

[illegible] اس [illegible] پر کہا [illegible] سے [illegible]
[illegible] اس [illegible] سے [illegible] ہے [illegible]
کہ کہتا ہوں کہ [illegible] میرے گھوڑے [illegible]
کے واسطے [illegible] [illegible] [illegible]
پہنچنے سے پہلے [illegible] [illegible]

[illegible] جس سے [illegible] [illegible]

چھبیسواں باب

آقا اور غلام

[illegible]

ملازموں کو حکم دیا کہ گھوڑے نکالیں اور رفقا بھی گھسیٹ لائی ساتھ کو دیکھ کر وہ
بنا دیا تھا، کیونکہ اس کی جنس کے مطابق وہ گھوڑا سب سے تیز رفتار تھا، کیونکہ اس
کی رگوں میں تیز رفتار دوڑنے سے گھبرا رہا تھا وہ زیادہ چڑچڑا ہو گیا
مغلیہ دستہ پھر روانہ ہوا اس نے گھوڑے ہوئے اور ہم قدم قدم
لے لیا، وہاں اس نے کئی گھنٹے تک خوب پیر گھوڑے تاظر جاوید
مرحلے سے دوچار ہوئے اور اسے مال غنیمان ہو گیا وہاں حتمی دیر
میں گھوڑا سامان کو چھپانے میں دیر کی گھوڑوں کی
سے نظر آنے لگا۔ اس نے گھوڑے پر
دیر بعد گھوڑا آ گیا۔ اس نے گھوڑے پر
نے گھوڑے سوار کیا سے اور درخواست کی کہ
سے
حاصل ہو سکے اس نے گھوڑا
معلوم ہوا کہ
وہ
آ گئے اس نے گھوڑے پر
اور وہ شہ کی
آ گئے اور
ملک سے
گیا کہ شیخ کہاں ہے؟ اس نے جواب دیا کہ
وہ
گیا۔ خدا جانے کس کے
دروازے پر رک گیا اور جن جگہ تنہا داخل ہوا، گھوڑا وہیں تھا جس میں قتل ہوئے

اس کی ہمراہ
سوار اس کی
چوری روکش تھے
جو اس کے
ہوا پڑا ہوا کہ اس کو مجھ سے کیا ہوا
اس کا خط پڑھ کر
کھڑے ہو گئے۔
ہیں
ہیں
اس نے
اس نے
اس نے

آمنہ کی آنکھوں میں شکر گزاری اور عقیدت اس کی نگاہ میں نمی اور جمال
سمجھ سمجھا نہیں سکے۔ ہنکارا اور سب آستر سے کہا کرتے ہیں کہ
کرسمس کی دو راتوں میں گشتی تھے جن میں مصنوعہ کو ڈسٹے تھے۔ آستر
ہیں سے ایک کے پاس گئی اور تفل کھول کر چند اوراق جو پہلے جھوٹے تھے،
نکالے اور لاکر دیے۔ وہ کورے تھے۔ اس نے ان کی پشت سے ورق کی پشت گھسنے
ثبوت کہا "اے ہی خوبصورتی سے خوب کہا کہ میرے اور زیرے درمیان معاملہ
صاف ہو۔" میں بیٹھ کر بیٹی دستی کر کے لگی حساب کتاب۔ "ہفتہ ملا
کا حساب۔ دوم نیرا اور سماوا تعلق ہیں دونوں آمنہ کی دستاویز میں مکمل
کیشنٹ درج ہے۔ وہ اہ عنایت ان کو ملاحظہ فرمائیے۔"

ستائیسواں باب

سلطنت موعودہ

[illegible] نے مسکرا کر جواب دیا۔ "ہاں ضرور۔ میں ابھی لاتا ہوں۔" یہ کہہ کر وہ اندر گیا اور کچھ دیر بعد ایک بڑا سا کاغذ لے کر آیا جو اس نے ہر ایک کے سامنے رکھ دیا۔ اس کاغذ پر ایک بڑا سا نقشہ بنا ہوا تھا۔ اس نقشے میں بہت سی لکیریں کھنچی ہوئی تھیں۔ ان لکیروں کے بیچ میں جگہ جگہ چھوٹے چھوٹے دائرے بنے ہوئے تھے۔ ان دائروں کے اندر کچھ لکھا ہوا تھا۔ ایک دائرے کے اندر لکھا تھا "ہندوستان"۔ دوسرے کے اندر "ایران"۔ تیسرے کے اندر "عرب"۔ اور اسی طرح اور بہت سے دائرے تھے۔ ان دائروں کے اندر مختلف ملکوں کے نام لکھے ہوئے تھے۔ ان دائروں کے بیچ میں ایک بہت بڑا دائرہ تھا۔ اس دائرے کے اندر لکھا تھا "یورپ"۔ یورپ کے دائرے سے بہت سی لکیریں نکل کر دوسرے دائروں تک گئی تھیں۔ ان لکیروں پر بھی کچھ لکھا ہوا تھا۔ ایک لکیر پر لکھا تھا "تجارت"۔ دوسری پر لکھا تھا "سیاست"۔ تیسری پر لکھا تھا "مذہب"۔ اور اسی طرح اور بہت سی لکیریں تھیں۔

سوداگر نے نقشہ سامنے رکھ کر کہا۔ "یہ نقشہ میں نے اپنے ہاتھ سے بنایا ہے۔ اس میں میں نے یورپ کی تمام قوموں کے تعلقات دکھائے ہیں۔ ان لکیروں کو دیکھ کر تم آسانی سے سمجھ سکتے ہو کہ کون سی قوم کس قوم سے کیا تعلق رکھتی ہے۔ اور کس قوم کا کس قوم پر کیا اثر ہے۔ اب میں تمہیں ایک ایک لکیر کا حال بتاتا ہوں۔ تم غور سے سنو۔"

[illegible] نے کہا۔ "ہاں ضرور۔ میں ابھی لاتا ہوں۔" یہ کہہ کر وہ اندر گیا اور کچھ دیر بعد ایک بڑا سا کاغذ لے کر آیا جو [illegible] ہر ایک کے سامنے رکھ دیا۔ اس کاغذ پر ایک بڑا سا نقشہ بنا ہوا تھا۔ اس نقشے میں بہت سی لکیریں کھنچی ہوئی تھیں۔ ان لکیروں کے بیچ میں جگہ جگہ چھوٹے چھوٹے دائرے بنے ہوئے تھے۔ ان دائروں کے اندر کچھ لکھا ہوا تھا۔ ایک دائرے کے اندر لکھا تھا "ہندوستان"۔ دوسرے کے اندر "ایران"۔ تیسرے کے اندر "عرب"۔ اور اسی طرح اور بہت سے دائرے تھے۔ ان دائروں کے اندر مختلف ملکوں کے نام لکھے ہوئے تھے۔ ان دائروں کے بیچ میں ایک بہت بڑا دائرہ تھا۔ اس دائرے کے اندر لکھا تھا "یورپ"۔ یورپ کے دائرے سے بہت سی لکیریں نکل کر دوسرے دائروں تک گئی تھیں۔ ان لکیروں پر بھی کچھ لکھا ہوا تھا۔ ایک لکیر پر لکھا تھا "تجارت"۔ دوسری پر لکھا تھا "سیاست"۔ تیسری پر لکھا تھا "مذہب"۔ اور اسی طرح اور بہت سی لکیریں تھیں۔

سوداگر نے نقشہ سامنے رکھ کر کہا۔ "یہ نقشہ میں نے اپنے ہاتھ سے بنایا ہے۔ اس میں میں نے یورپ کی تمام قوموں کے تعلقات دکھائے ہیں۔ ان لکیروں کو دیکھ کر تم آسانی سے سمجھ سکتے ہو کہ کون سی قوم کس قوم سے کیا تعلق رکھتی ہے۔ اور کس قوم کا کس قوم پر کیا اثر ہے۔ اب میں تمہیں ایک ایک لکیر کا حال بتاتا ہوں۔ تم غور سے سنو۔"

تجھ میں میرے باپ کی شکل دیکھی مگر مجھے یہ علم نہ تھا کہ تو اس تصویر کا دوسرا رخ ہے۔ بعض لوگ ایسے ہیں کہ جن کے دامنِ ذوق کا پل جاتا ایک موت ہے۔ لیکن تو ان کی طرح نہ تھا۔ تو ایسے ہوتے ہوئے بھی لوگوں کو تعلقات بنا کر تیری مشغول کیفیت برباد کرتے رہے۔ اگر تو میری آنکھیں اور کان تھا تو میرے لئے ذہن بھی تھا۔ تو نے میری [illegible] بھی خبر لی۔"

اس عورت کی بات سن کر سوداگر نے کہا۔ "تیرا کلام میرے لئے پسندیدہ ہے۔ [illegible] دریا کی گہرائیوں میں ڈوبے ہوئے [illegible] تیری [illegible] کیونکہ میں دیکھتا تھا کہ میرے کاروبار میں [illegible] کی خاص عنایت [illegible] متعلق تھی۔ [illegible] "میرے [illegible] کے ہاں کوئی [illegible] جس [illegible] جہاز میں تجارت کے لئے [illegible] وہ بحری طوفان اور [illegible] کے حملوں سے [illegible] رہتے تھے۔ [illegible] اور [illegible] تجارت [illegible] کے [illegible] [illegible] [illegible]

ہے" سے خدا دیکھ اور جو وقت تو چاہتا ہے اس پر شاہ اسرائیل ابن داؤد
کو مبعوث کر، تاکہ وہ رحمت تیرے ذریعہ دنیا ہوئے خدا حکومت کرے۔ وہ غیر
ہوں کے دلوں کو تیرے خوف سے بھر دے گا، تاکہ اس کی خدمت کریں
اور وہ راست ... بادشاہ سکائیں گے خدا سے علیم پائے ... بزرگ وہ ملک
کہ وہ ہمیشہ اپنے خدا کے کلام سے قائم رہیں گے اور خدا ان پر رحمت کرے گا۔ اور پھر عز
موسیٰ ثانی کا کلام ... جو اس کے قلب میں دیکھا اور اس سے
دریافت کر کہ وہ غیر ہر گمان ہے جس کی نسبانی آواز سے ... خوشگوار سے
جس کا مطلب اور ہے کلام ... سے وہ سنا ہے ... تو تھوڑوں سے محبت کی
اور محنت کش کے شعلوں کو پانی کیا اور ... ہر روز دو شہم کیا حاظر
انہوں نے تیر کچھ نقصان نہیں کیا ... اس سے ... ہر ... مارو دم ہو کر جال
ہو جاتے ... اس کے ... اور ... اس نے اسے ... بیا ... بخشے"
اس کے بعد ... جو ... اسے ... قابل ... شہادت ... جان ... تین
چشمے ... نکلی ... اس کو ... سے ... ہے ... اور ... سے ... ہے ... اور
پر ... ہے ... میں جانتا ہوں ... تو ... ہے ... میرے ... ہے ... ہے ... ہے
... سے ... ہے ... اور وہ کتاب دکھی جس میں حضرت یسعیاہ کی ... ہے ... سب
اوراق کو کھولی کہ اس نے پڑھا۔ "وہ لوگ جو تاریکی میں چلتے تھے بڑی روشنی
دیکھتے اور ان پر جو موت کے سائے کے ملک میں رہتے تھے نور چمکا ... کیونکہ
ہمارے لئے ایک لڑکا تولد ہوا اور ہم کو ایک بیٹا بخشا گیا اور سلطنت اس کے
کاندھے پر ہوگی ... اس کی سلطنت کے قبال اور سلامتی کی کچھ انتہا نہ ہوگی ... وہ
داؤد کے تخت پر اور اس کی مملکت پر آج سے لے کر ابد تک حکومت کریگی۔ اور

عدالت اور صداقت سے اُسے قائم کرے گا۔" اُسے آقا کہا تو ... ہے ... ہے
ہے؟ اُسے آسمانی عقاب کا وہ کلام دے جو میکاہ نبی کو پہنچا ہے: "اے ... وہ
آرائی دینے ... اس نے پڑھا" لیکن تو اے بیت اللحم ... جو کہ تو یہوداہ کے
ہزاروں میں شامل ہونے کے لئے چھوٹا ہے تو بھی تجھ میں سے وہ شخص نکل کے
مجھ پاس آئے گا جو اسرائیل میں حاکم ہوگا۔" یہودی بچہ تھا جس کو مقدس سے نار
میں دیکھا اور سجدہ کیا۔" اے آقا کیا تو انبیاء پیدا ہوا ہے؟ اے آسمانی مجھے حضرت
یرمیاہ کا کلام دے۔" اس سے انداز ہے کہ صحائف میں پڑھا ... وہ دل
آتے ہیں۔ ... وہ کہتا ہے ... رکھتا ہے ... صداقت کی ایک ... ہاتھ
... ہوا ... اس ... صداقت ... پر کہا
اس نے ... ہوگا ... اور اسرائیل سلامتی سے سکونت کرے گا۔
وہ ... ہوگا ... کہا ... اے آقا کیا تو انبیاء پیدا ہوا ہے؟ اسے ... ہے
اس میں ... کا کلام دے جس میں ... عجیب ... تھا" ... نے ... کی کتاب
... اور اس نے کہا: "اے آقا میں نے ... کی ... کے ... دیکھا اور
کیا لکھا ہوا ... ہے ... اس ... کے ... ہے ... کے ... کے ساتھ ... یا ...
... اور ... سے ... دی گئی ... اور ... مختلف
... ہوئے ... اس کی ... ہے ... اس کی سلطنت ابدی سلطنت
... ہے ... ہے ... اس کی مملکت ... ہوگی۔ اے آقا یہ تو
انبیاء ... سال ... ہے؟

... ہے ... "کافی ہے ... انبیاء ...
... نے ... کیا؟ پھر کر ... اے ... تو ... اے آقا
اپنی ... میں سے ... کرے گا

نے اُن کو حاجز کیا مگر یہی اُن کی ترقی کا باعث ہوا۔ اب فی الواقع وہ گروہ بلکہ گروہوں کی گروہ ہو گئی ہے۔ اے آقا! دشمنوں کی طرف سے نگاہ پھیر کر اُن بیماروں کی گروہ کو شمار کر جو تُو نے حکم کیے ہیں۔ اے ابراہیمؑ اپنے بیٹے کو چل۔ منتظر ہے اُن کا شمار کر جو فارس، مصر، حبش، اسپانیہ اور یونان میں ہیں۔ پھر اُن کو گن جو ہند میں اور انطاکیہ میں ہیں جو روم کی طرف دیر روں کے ملوں سائے میں رہتے ہیں۔ پھر اُن کا شمار کر جو ڈیرے کے ہر خطے میں آباد ہیں جب تُو نے اُن کی مردم شماری کی ہے، تب مجھ کو معلوم ہو جائے گا کہ کتنے تو رہنے والے مجھ میں شمار ہیں اور دیکھ کہ جو کہ تا اس کے

[illegible]

[illegible]

[illegible]

اُس کے تعلق [illegible] تم چڑھ کار [illegible] گروہ کا [illegible] سے ہیں تم جواب دو۔

سمونا نڈس نے جواب دیا [illegible] ہاتھ مختصر نہیں ہے۔ حفظ [illegible] اُس سے جیسی ستر کا حفظ [illegible] کا روانی کرنے کا شارہ ہے۔ جو [illegible] ستر [illegible] ہیں ہے ہم اُس کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔ نہ ہمارے پاس [illegible] ہے۔ نہ روم [illegible] ہمارا کچھ [illegible] سے [illegible] تم [illegible] کرو گے تو وہ تم کو ہلاک کر دیں گے۔ مجھے دیکھو اور انصاف کرو کہ وہ کیسے ریچھ ہیں اپنے جسم کی حفاظت [illegible] کے وہ [illegible] قصر [illegible] ہے تک [illegible] قائم [illegible] ہوئے ہیں لشکر ہو گر تمھے [illegible] ہے کہ جوان میں دنیا میرے واسطے کیسی خوشنما تھی۔"

یوحنا نے کہا "تاہم تم نے اپنے تئیں قربان کیا۔" "ہاں عشق کی خاطر۔"

کہا "ایسی ہی قوی اور وجیہ تحریک میں ہو سکی۔ مثلاً [illegible] جو [illegible]"

"نہیں [illegible] میل [illegible] سے [illegible] مالی [illegible] ہے۔ لیکن [illegible] مقام

اس پر سمونا نڈس کی آنکھیں روشن ہو گئیں۔ ذرا اُس سے کہا "[illegible] مقام [illegible] تو ہزاروں کا حال [illegible] تو [illegible] سے ہو [illegible]

[illegible] سے کہا "[illegible] تک [illegible] تو نے [illegible] کو یاد رکھا ہے۔" سمونا نڈس نے سمیدی سے کہا

"بادشاہ کے واسطے [illegible] ہے ہر اُس کی [illegible] کے قبل [illegible] چاہیے۔ اس میں [illegible] شبہ نہیں کہ [illegible] اُن کا دشمن [illegible] مگر [illegible] کر [illegible] [illegible] [illegible] جس میں جنگ کی ہر [illegible] نہیں ہے۔ [illegible] کا [illegible] سے [illegible] [illegible] ایک [illegible] [illegible] [illegible] ہے۔ [illegible] سے [illegible] [illegible] ہے کر کوئی بادشاہ [illegible] [illegible] [illegible]

[illegible] اس کے کہنے سے میرا مطلب یہ ہرگز ہے کہ مجھے کچھ انکار [illegible] ہے کیونکہ آپ نے کوئی چیز نہیں دی جو مجھے ضرورت کے وقت [illegible] سے [illegible] ہے آپ قیدیوں [illegible] میرے لئے تک ذلیل ثابت ہوگی۔ پس مجھے لازمی ہے کہ خود آپ کا کام شروع کر دوں۔"

سموئیل نے یہ آواز بلند کہی۔ "اگر تم [illegible] کا خدا ہماری مدد کرے۔"

لیکن عورت زندہ بچی سے کہا "اے رفیقہ ایک بات ہے کہ آپ کی [illegible] سے تیسرے کے اندر تک میں راہ بنا لوں گا۔ تو نہیں جانے کہ میں شاہیر کی جان کو خطرے میں ڈال سکتا ہے۔ تاوقتیکہ وہ گورنس رومی حاکم سے جواب [illegible] ورست ہونے سے پہلے تو جواب نہیں پا سکتا ہے خواہ کچھ کیوں نہ ہو جائے [illegible] کے کہنے سے تو میں ہرگز چھوڑ جاؤں گا۔"

اس کلام پر اللہ کا نبی خوش ہوا اور سموئیل سے کہا، "ہوا اچھی بات ہے کرنا۔ اس لئے میں تمہارے واسطے ایک کام کر سکتا ہوں۔ تم نے کہا تھا کہ پونتیس سے تم کو جانا دلی ہے۔ کیا یہ حقیقت میں ہے؟"

[illegible] کے نزدیک ایک رہائی [illegible] وہاں [illegible]

"ہیا"

"میرا خاوند [illegible] وجہ کر [illegible] مقدمہ [illegible] مجھے [illegible] وجہ [illegible] [illegible] [illegible] ساتھ قیدیوں سے تو ہم [illegible] کریں گے۔"

کل ہم کو فرصت [illegible] دوں گا [illegible] کام کا [illegible] تمام ہوا۔ آستر روئی [illegible] لے [illegible] [illegible] شب [illegible] [illegible] [illegible]

نرصہ تک سر جھکائے بیٹھا رہا۔ کچھ دیر بعد اس کے دل میں آہستہ کی طرف
محبت پیدا ہوگئی۔ آہستہ نے دلجمعی اور ہمدردی سے بھی کہا۔ "روم کے متعلق مجھے بھی
خیال نہیں آتا کہ اس شہر میں علاقہ رکھتا ہوں اور اس کی آبادی گمان سے باہر ہے
واسطے تو ایک عجائب مخلوق ہے جس کے جھگڑے میں دنیا کی سب سے بڑی
سلطنتیں ہیں۔ اور جو لوگوں کو تباہ اور برباد کرنے کے لیے ہمیشہ کمربستہ
رہتا ہے۔ کہ عجائب مخلوق ہے۔ اس کو کون روک سکتا ہے۔ ایک دفعہ اس جانور
سے خوب چھیڑ ہے کیوں ہے کہ کر فاگس نے گھر جن تھے نے حوصلہ دیا کہ وہ چلے
گئے ہے اور تو بوجھ کر اس کے چہرے کی طرف پیار کی نگاہ کرکے بولا
کہ تم کیوں اتنے پریشان ہوتے ہو۔ کیوں اس سے ڈرتے ہو۔ بیٹھ جاؤ آرام
سے روکی سمیت کر تم نے بڑی مصیبتیں اٹھائی ہیں۔ اب چھوڑے دیتی ہے
بچھاتے تھے۔ اس سے دریافت کرو۔ روح کو تم سے کیا ہمدردی ہے کو جواب دیا ہے
تو ایسا ہے کہ تم کیسے کو غم کے مالی جتنے ہو یہی ہے کی مدد کرو؟

اس جملے سے اس کی جانب متوجہ ہوگیا کہ روم کو دیکھ کر "بہت کہتر
تم کیا چاہتی ہو کہ میں گھبرا جاؤں؟"

آہستہ نے کچھ جواب دینے سے پہلے کہا "کیا تم کسی ایسے شخص کو جانتے ہو
جو قدیم رسم و رواج کا واقف ہو؟" "ہاں" کہا "کیا تم ایسے شخص سے
ملنا چاہتے ہو؟" "یک محل سے
ملنا چاہتا ہوں کہ وہ رسم واقع ہے۔ اس کے اندر اور باہر رہتے ہیں۔ ہمارا
کہ ہمیں ہنگامہ خیز ہیں۔ اس نے کہا کہ وہ بیمار ہیں۔ بہت سال سے موٹے
ہیں۔ دوسرے کمرے میں ٹھہرے ہوئے ہیں۔ روز ایک ہی بستر کا بنا دیا ہے
ہے۔ مگر روم کے باشندوں کی پرانے میں بہت کم دلچسپی رہ گئی ہے۔ اور خوشامد ہے"
"کیا وہاں بہت شور و غل تو نہیں ہوتا ہے؟"

"نہیں" کہا "مگر یہ تو کیوں کہتا ہے؟" "اے میک" کہا
"اے آہستہ یہ نہیں مجھے آتا ہے کہ یہ درست ہے مگر اگر جائے تو جاتی
کہ میں بیمار ہوں اور نہ سکوں گا۔ مجھے بھائی کہہ کر آہستہ کا ہمدرد خوش
ہے ساتھ ہو گیا اور اس کی مخلصانہ دلجوئی سے روفن خوش ہوگئی۔ مگر کچھ مانگ کر کے
کہا" ملاقات ہمیں کچھ نہیں ہوتی تو جو اس پر ہنسی تو ترجیح دیتی ہے
اس نے بعد یوں ختم کیا حرص اور ملنے خوش ہوتی
آہستہ نے کہا میں ملاقات ہو سکتی ہے گی کہ اس کو ہنسی پر ہنسی آئے
اس آدم و آسائش سے بسر ہو سکتی ہے صحیح ہے؟

آہستہ ملنے کو تو ہے میں ہمیں کا ہوں ہیں۔ ہمیں روم
سمجھا ہوں ہیں سے ہیں تو نہیں ہوتا ہے۔ قوموں والی نوٹ کر ہیں
روم کو ہیں تو ہیں ہوگیا ہے۔ ہمیں سے ہیں سے قائل کے نہیں ہے۔ ہمیں
اور نہیں ہوتی قسم کھا کر کے حاکم سے ملنے کا فتوی ہوتا ہے۔ ہیں گئے ہیں
اور گھڑیں ہیں ہے والد بزرگوار کی ملاقات کرنا ہے۔ ہیں ہے ہیں
پہلے نہیں ہیں تو نہیں کھانا ہیں گے ہیں ہے ہیں ہے ہیں
ہیں ہیں ہیں ہیں ہیں ہیں ہیں ہیں ہیں ہیں ہیں
آہستہ تو واقعی ہمیں ہیں ہیں ہیں ہیں ہیں ہیں ہیں ہیں ہیں
ہیں ہیں ہیں ہیں ہیں ہیں ہیں ہیں ہیں ہیں ہیں
ہیں ہیں ہیں ہیں ہیں ہیں ہیں ہیں ہیں ہیں ہیں
اس فکر میں مجھے ہیں ہے کہ ہیں ہے؟
آہستہ نے تعریفی آواز سے دریافت کیا "تو کیا ہے ہیں ہے

کیا اس کا کچھ علاج نہیں ہو سکتا؟"

بن حور نے اس کا ہاتھ تھام کر کہا "کیا تم کو میری بڑی فکر ہے؟" اس نے سادگی سے جواب دیا کہ "ہاں" تب اس پر بن حور نے اس کے ہاتھ پر بوسہ دے کر کہا

"مسترہ! میرے واسطے دوسری مرتبہ رونا ہوگا۔"

"مرتبہ کون سی ہے؟" "میری چھوٹی بہن میس کو رومیوں نے مجھ سے چھین لیا، اور مسترہ رہے کہ میں اسے پھر پاؤں۔ نہ آرام کروں گی نہ میرے واسطے دنیا میں ہے۔"

تب میں، دونوں پر مشعل کی روشنی نظر آئی اور دونوں نے دیکھا کہ ملازم مرتا ملہوس کی گرفتاری میں کوشاں ہو رہے ہیں۔ اور وہ اس کی طرف لپکے۔ رسوا نامی سے خاص کا رہنے کو یہ ملک کی جانب دوڑ کر مرعوں کی تحریر کی ہدایت سے بھروں اور جہاز نے لنگر اٹھایا۔ اب لڑ بن حور اس نئے بادشاہ کی خدمت میں کون تامل کر سکتا کہ کس نوع سے نکل بھاگ سکتا ہے

تماشے سے ایک روز بعد کے بعد شیخ ادریم سے جسے نکالنے درجہ صاحب لکھ" روز کے لئے حضرت تھا اسی کو چوگان کے نزدیک لا کر وسیع جیسے میں رکھا۔ باقی کل سامان اپنے وطن کو روانہ کر دیا کیونکہ اس نے اور بن حور کو کہلا بھیجا معلوم تھا کہ میس ستا کا بڑی ہوا رہی ہے۔ مسترہ ہے مرو ہے میں حصے نے کہ چوگان کی گھوڑ دوڑ کے بعد تک میس ستا ہمارے عدالت ہو کا۔ متوقع رہے ہو۔ اگر اس میں شکست پائے گا تو خصوص اگر بن حور سے ہارے گا تو جو کچھ ہو سکتا ہے وہ سو کرنا شروع کر دے گا۔ ممکن ہے کہ گرفتاری کی تجویز کا بھی اختیار کرے۔ ہمیں آنکھوں سے بھی ہو۔ ہی سلطان ہے۔ ملوک کے مسیح دوست کا قدر دان اور کہا ہو۔ ہو نس چوگان کے مقابلوں سے فرشتہ ہے۔

اس میں تیری چوکڑی کا نام درج ہے۔ اور دوڑ کا انتظار رکھتے طبیر اسے بھیجے ہیں فتح کی تجھے مبارکباد کہتا ہوں۔" اور تب بن حور کی طرف مخاطب ہو کر کہا "اے بن ہور میں تجھے بھی شاباش دیتا ہوں۔ تو نے کرنی وہ بات کی ہیں جس سے تو میس ستا کا مقابلہ نہ کرے۔ دوڑ کی تو اندیشہ نہ کر، تو فتح پائے گا۔ مگر میں تجھ کو یقین دلاتا ہوں۔"

بن حور نے کہا "ملک اس تیرا شکریہ ہو۔ واکرہ ہوں"

ملک بولا "تمہاری تعریف کا بھی سپید اور میس ستا کا قرعہ ڈالا ہے لوگ باگ میں سپید فیتے فروخت کر رہے ہیں۔ کل کے سوا سو گا ہر ایک عرب اور یہودی سپید فیتہ لگائے ہوگا۔ بلکہ میں نے چند ہندو بھی سپید کی شرطیں لگائی ہیں۔ حالانکہ تین سے جو یہودی ہوں یہ نامانوس کام کیا ہے، مگر یہ موقعہ جسا ہی ہے۔"

بن حور نے کہا "اے ملک ہاں اور یہ اور میس ستا کی چوکڑیوں کے رسان لگا"

ملک نے کچھ دیر تک کہا "تم اس سے بہتر مشورہ نہیں دے سکتے۔"

ملک میں تو یہی چاہتا ہوں۔ پھر یہی مقصد ہے کہ بازی سے ہی میس ستا کو تباہ کر دوں، اور گھوڑ دوڑ میں اسے شکست دوں۔ بھائی! ہم تم سے ناراض نہ ہوگا۔"

"سپید تو چاہتا ہے، ایسا ہی ہوگا۔"

ملک نے ترکوں کی زبان میں لگا جہاں تک میس ستا سے ہو سکے۔ ہٹا دس لگا میس ستا سے لگا دے۔ اور اگر تجھے صحت کی طرف رغبت ہے تو

[illegible] کے پاس بھیجا اور اُس سے کہہ بھیجا کہ ہم تمہارے ہی عقائد رکھتے ہیں اور ہمارے باپ دادوں کا خُدا ہمارا بھی خدا ہے۔ لوگ یہ بھی جانتے تھے کہ گھوڑا دوڑ کے وقت فتح کے بھاگ کے پاس ہی نکلا ہوا آتا ہے۔ دوڑ کے [illegible] دیکھنے میں اس دفتر پر اکثر سے نوشتہ کا کام دیتا تھا۔ اس میں جو پہلے سے لکھا ہوا نقش ہوتا تھا ایک گھوڑے کا اور ایک سوار کا۔ سوار کا ایک تاج مقرر تھا۔ جو گھوڑے پر جو سوار ہوگا اُس کا نام گھوڑوں کے نام کے ساتھ لکھا جائے گا۔ سوار کا نام اُس کی اپنی مرضی پر چھوڑا جاتا تھا۔ چنانچہ شیخ کی جو گھوڑی کی یہ کیفیت لکھی تھی۔ "قدیم دشت کے مشرق کی جو گھوڑی۔ کہ رنگ اُس کا اول روز سے ایک ہی طور رہا ہو۔ اور کوئی سوار اُس کا رنگ نہ جانتا ہو۔"

[illegible] جب دوڑ کا دن آیا اور [illegible] کے نام کی پکار ہوئی تو لوگوں نے معلوم کیا کہ یہ کیسی مسلمان کا گھوڑا ہے

تماشبین تو یہ جانتے تھے کہ یہ گھوڑا [illegible] کا ہے۔ لیکن [illegible] کو کوئی نہ جانتا تھا۔ [illegible] کی مسلمان تھا جس نے مسلمان کی خبر نہ پائی تھی۔ اور گھوڑا کو [illegible] کے نام مسیلمہ تھا۔ [illegible] فوج کا گھوڑا ہے اور لشکر میں سگرمت کر رہا تھا۔ [illegible] کے دن [illegible] کے [illegible] کی [illegible] کا ہر ایک جنگ [illegible] کے ساتھ [illegible] کے [illegible] تھا کہ مسیلمہ کے چھ گھوڑے [illegible] بہت سے [illegible] رہیں۔ [illegible] اور دیگر اہل کاروں کے [illegible] ایک یادداشت میں محفوظ [illegible] گئی۔

"دوڑ کی دوڑ۔ جس مسلمان نے مسیلمہ متوطن دمشق سے بازی لگائی کہ [illegible] کو [illegible] کی دوڑ میں شکست دے گا۔ بازی کی رقم [illegible]

مسیلمہ کو پہنچ گئی دے گا۔"

جب شرط تحریر ہو گئی تو [illegible] ہر ایک گھوڑے کے [illegible] کہ کہا کہ آج ہماری تیرے پاس بیس گھوڑے ہیں بھی ہیں اس کا تحفہ تجھ کو دے۔

مسیلمہ نے یہ [illegible] کہ [illegible] اسے پڑھ دے۔ [illegible] نے کاغذ لے کر [illegible] پڑھا۔ [illegible] کہ [illegible] مسیلمہ [illegible] کے ہاتھ [illegible] کے [illegible] کے [illegible] کے

اور اُس کے اوپر عمدہ اور قیمتی سامان اور سامان لے جانے لگے تھے۔ ایک بیل گاڑی پر اُونی سامان لدے ہوئے تھا اور اس کے ساتھ کرمش۔ اور اس کے علاوہ بہت سے اور عربی اور شریف آدمیوں کے ساتھ تھے۔

عمدہ گھوڑے اور سفید خچر بھی ایک عمدہ طور پر پیچھے سے جا رہے تھے اور کوئی دیکھ سکتے تھے۔ ان کے ہمراہ بزرگ بلقیس آباد اس کی بیٹی اور سترہ ہی تھے ملوک اور اور آدمیوں کی خبریں لگا رہا تھا۔ گو ڈر سات چکر کی تھی کہ جاتے ہی چکر میں سب لے رہے تھے وہیں انتظام ہو جاتا۔ چکروں کے ۔ کے وسطے بیت کے سنگوں کے "وہ سات پھول گھر سے اور سات پھلیاں لکھی تھیں۔ اُن کا مطلب یہ تھا کہ جب چکر ہاں ایک چکر سے لیا تو ایک ڈالا۔ ایک پھول اُتار دیا جائے گی اور یوں چکروں کا شمار کیا جائے گا۔ تین تک چکر یوں کی دوڑ شروع ہوگی۔ کچھ ضرورتیں کہ دوڑ کا مفصل بیان کیا جائے تو ہوا کافی ہے۔ اقبال جی چکر میں ایک رتھ ٹوٹ گیا اور اس کا سوار گھوڑے کے نیچے آگیا۔ دوسرے چکر میں پھر جو دوڑ کے پہلے سرے پر تھا موقعہ پا کر اپنا رتھ بلیس سلا کے برابر لے آیا۔ بلیس سلا نے اُسے پہچان کر اپنا چابک چلایا اور اگلے کو مستعد کا دیا۔ بہت ہوا اور جلد ہی وہ بلیس سلا کے چابک کا نشانہ ہو گیا۔ اور اس چکر کی سرپٹ دوڑ میں بلیس سلا سب سے آگے نکل گئی۔ کیونکہ ان سے سو عشرت کے لیے کچھ بھی ہوا تھا۔ تماشائی اس معاملہ کو کچھ نہ سمجھ سکے۔ بلیس سلا کے چابک کی ضرب سے گھوڑا بے قابو ہو گیا تھا۔ اور اس کے بعد بلیس سلا کے رتھ کے برابر آ کر چابک کا نشانہ دیا۔ چکر میں بلیس سلا کی ہمدرد بھی بڑھنے لگی۔ چابک اس صورت سے گرایا کہ بالکل امر ہو جائے۔ بلیس سلا کے رتھ کے برابر آ کر چابک کا نشانہ دیا۔ اس نے گھوڑا ہوا۔ گھبرا گیا تھا کہ بلیس سلا کا رتھ پاش پاش ہو گیا۔ اور بلیس سلا بھی چکر کے درمیان جا پڑا۔ پیچھے سے ایک رتھ والی بیری سے۔ بلیس سلا جو کوئی کے پیچھے آگیا۔ لوگوں سے تو سمجھے کہ وہ مارا گیا۔ مگر مرتا نہیں۔ مگر سخت زخمی ہوا اور بلیس سلا نے فتح پائی۔ ملوک سے پہلی جگہ سے ہاں شہزادی کی چالاکی کو بھول گیا۔ قاعدے کے موافق جس وقت بلیس سلا کے بھالک سے گرا تو ایک نوکر اس کے گرد کھڑا ہو گیا۔ مارو تھے کو جمع ہو گیا۔

دوڑ کے آخر ہونے پر ولی عہد نے بلیس سلا کو گلے لگایا اور تماشہ بینوں سے صلا دلوائی۔ اب تماشہ ختم ہو گیا۔ بلیس سلا نے شروع کر دیا۔ ہاں خوشی کے ہمراہ اس کے خیمے میں گیا۔ کیونکہ اس کا رتھ تھا کہ وہ اس رات کو دعوت کی طرف روانہ ہو جائے۔ صبح نہ ہو۔ اس جگہ کے صلے میں اس سے انعام کرنے کو کہے۔ کچھ حصہ بیچ میں۔ ہمراہ ہو گیا۔ ہاں خوشی کرنے کا ارادہ کیا۔ حضرت اس سے کی ہمراہ بیٹھا کر اُتر پڑا۔ وہاں سے سیدھا حیرت زدہ ہو گیا۔ ہاں خوشی اور شہزادی کو اس بادشاہ کے راستے جو آنے والے تھے۔ کہ کہاں ہے کہ یہ مجھے اس کی خاطر دی گئی ہو جس کام کے واسطے میں تمہارے اس کی بیٹی اب کی مجھے بڑی ضرورت ہوگی۔ اور اس وقت یہ ہو گیا ہے۔ اس کی بیٹی سے مانگ لیں گا۔

اس نے کہا کہ میں بادشاہ سے ایک وعدہ کر چکا ہوں۔

جس وقت شروع ہوا تو ہاں خوشی نے اپنی چھڑی کی اس ڈھیلی کر دی اور چابک کا نشانہ دیا۔ چکر میں بلیس سلا کے ہمراہ ہاں خوشی نے دوڑنا کیا۔ چابک اس صورت سے گرایا کہ بالکل امر ہو جائے۔ بلیس سلا کے رتھ کے برابر آ کر چابک کا نشانہ دیا۔ اس نے گھوڑا ہوا۔ گھبرا گیا تھا کہ بلیس سلا کا رتھ پاش پاش ہو گیا۔ اور بلیس سلا بھی چکر کے درمیان جا پڑا۔ پیچھے سے ایک رتھ والی بیری سے۔ بلیس سلا جو کوئی کے پیچھے آگیا۔ لوگوں سے تو سمجھے کہ وہ مارا گیا۔ مگر مرتا نہیں۔ مگر سخت زخمی ہوا اور بلیس سلا نے فتح پائی۔ ملوک سے پہلی جگہ سے ہاں شہزادی کی چالاکی کو بھول گیا۔ قاعدے کے موافق جس وقت بلیس سلا کے بھالک سے گرا تو ایک نوکر اس کے گرد کھڑا ہو گیا۔ مارو تھے کو جمع ہو گیا۔

دوڑ کے آخر ہونے پر ولی عہد نے بلیس سلا کو گلے لگایا اور تماشہ بینوں سے صلا دلوائی۔ اب تماشہ ختم ہو گیا۔ بلیس سلا نے شروع کر دیا۔ ہاں خوشی کے ہمراہ اس کے خیمے میں گیا۔ کیونکہ اس کا رتھ تھا کہ وہ اس رات کو دعوت کی طرف روانہ ہو جائے۔ صبح نہ ہو۔ اس جگہ کے صلے میں اس سے انعام کرنے کو کہے۔ کچھ حصہ بیچ میں۔ ہمراہ ہو گیا۔ ہاں خوشی کرنے کا ارادہ کیا۔ حضرت اس سے کی ہمراہ بیٹھا کر اُتر پڑا۔ وہاں سے سیدھا حیرت زدہ ہو گیا۔ ہاں خوشی اور شہزادی کو اس بادشاہ کے راستے جو آنے والے تھے۔ کہ کہاں ہے کہ یہ مجھے اس کی خاطر دی گئی ہو جس کام کے واسطے میں تمہارے اس کی بیٹی اب کی مجھے بڑی ضرورت ہوگی۔ اور اس وقت یہ ہو گیا ہے۔ اس کی بیٹی سے مانگ لیں گا۔

اس نے کہا کہ میں بادشاہ سے ایک وعدہ کر چکا ہوں۔

اوّل ملوک نگاہ کیا۔ اس نے پہلے بڑی گرمجوشی سے مبارک باد دی اور تب بادشاہ
"سمرقند میں تم نے مجھے فضیحت سے کیوں بچایا؟ میں تو یہ سمجھا تھا کہ تم نے بڑی دیر کی
کی قدر ہی جیسے میں نے سمجھا تھا کہ تم نے بڑی دیر کی
ہو گئی ہے، مگر جب سپاہ نے
رومی حاکم کے گرد حلقہ ڈال لیا اور اس کے اس معاملے کو قیصر کے پاس فیصلے
کے واسطے بھیج دینے سے انکار کیا تو میں سمجھا کہ اس شہر میں چڑھا ہو رہا ہے۔"

"اس بات سے تم یہ نہ سمجھو کہ میں فساد سے ڈرتا ہوں۔ میں
"میں فساد سے نہیں ڈرتا مگر فساد سے بھی بڑی مصیبت کے ٹالنے کے لیے فساد
کی ضرورت ہو تو بھی فساد کرنا بہتر ہے۔"

مگر سمرقند میں کیا کہتے ہیں۔ میرا ایک دشمن پیدا ہو رہا ہے
اگر میں سپاہ کی بغاوت کا روپیہ دے بھی دیتا تو بالکل نہ ہو جاتا۔ پھر اگر وہ لوگ
تو اس کی تلوار کند ہو جاتی، اور سب لوگ میں سے عزت اور بڑائی
اس لیے سمرقند میں یہ ہے کہ اس کی مکہ کہ کر خزانہ صاف کر رہا ہے
اور میں سے عرش سے باتیں کرتا ہے۔ میں ہم ہو جاتا ہوں۔ سمرقند
سب کچھ درست کرے گا۔ تم دیکھ لینا۔ میں تمہارے پاس
کا حکم دیتا ہوں۔

ملوک نے "اور باقی لشکر
سے کیا میں تم سے مانگوں؟

"لشکر جل نہ ہو۔ میں نے تمہارے لیے ایک خط لکھ دیا ہے
کو بھیجا جائے۔ اس سے تمہارا کام ہو جائے گا۔ ملوک نے
کہا میں تمہارے لیے کیا کر سکتا ہوں؟

"میرے دوست کی بیٹی مصیبت میں گرفتار ہے۔ میری طرف سے
"اور کہہ کر میں نے انگشتری
لے جا کر مجھے یہ بھی حکم دیا تھا کہ مجھ سے یہ وعدہ لے کر دوں کہ تم
ہو جائے گا کہ لشکر مقدونیہ کے واپس جانے
میں معلم تھے اور ہر روز صبح کو گھڑی کے قریب اس کی ملاقات کو جایا کرتے
وہ گھر میں ہوگی۔ اور میں نے اس کی طرف نگاہ کر کے کہا "تم کیا کہتی ہو؟"

"اے مسیح اگر تو جانتا ہے تو میں مدرسہ کی ملاقات کو جاؤں گی۔"
اور میں نے سنکر کہا "اچھا اور اس نے مجھے جواب دیا
سے کہا "اچھا اور اس نے مجھے جواب دیا
ہو گیا۔ مگر میں راستہ کر رہا تھا

وہ اس طرح کرکے مخاطب ہوا۔ آدھی رات کر رہی تھی
راہ لی۔ مگر میں گھبرا
ہر ایک دروازے کے سپاہی ہوشیار تھے
اور میں نے کہا "اچھا
اور میں نے کہا "اچھا
دھمکی دی مگر
رہیں کہ لوگ اپنے پیسے کام میں لگے
ہوئے تھے اور کسی کو
اس نے کہا "اچھا
ہو گیا۔ اس پر اس نے
پہنچ گئے اور
قدموں کی آواز

سمجھ گیا کہ کس پھندے میں پھنس گیا ہوں جس سے نکلنا ہے کہ ستارہ بزدہ ہو گا
شکوں۔ پس مقابلہ کرنے کو مستعد ہو کر سوال کیا کہ تم کون ہو؟ دونوں میں جو
سردار معلوم ہوتا تھا، اُس نے ہنس کر جواب دیا کہ "ہم دوستی ہیں"۔

لڑکے یہ دیکھ کر ہنسے۔ "تم کو کس کی تلاش ہے؟" دوسرے نے ذرا جرأت
دکھانے کے لئے کہا کہ "تم کون ہو؟" "ہندی" "کیا کوئی دیوتا ہے؟" دوسرے
نے ڈرتے ڈرتے کہا کہ "اس جنگل میں ہم نے دو خوب صورت جنگلیوں کو خوب ملے دیکھ
لیا اور ان میں سے ایک کو ہم نے دیوتا سمجھا۔ تم بھی ان کی طرح ہو اور تم کو ہم
اٹھا لے جانے کے لئے آئے ہیں"۔

تھارڈ نے جواب دیا کہ "میں سے ہاں یہ بھی ہے کہ کسی دیوتا کو ہم نہیں
بتانا چاہتے کہ ہم کو کہاں سے کیا ملا ہے۔ لیکن تم ہمارے ساتھ چلو تو ہم
کرنے کے لئے آئے ہیں"۔

"یہ تو ہے" "تم اپنے ہمراہی کو مجھ سے گفتگو کرنے دو اور نہ تو
چھوڑ دیا جائے گا۔" تھارڈ نے اپنی روانگی سے پہلے ہمراہی سے کچھ بات کی اس سے
رضامندی ظاہر کی اور گفتگو کرنے کو تیار ہو گیا۔ اس وقت تک دوسرے نے
خوف زدہ ہو کر پھر اس جگہ سے موقعہ پا کر بھاگ گیا۔ اس سے
ڈرپوک تھا کہ نوجوان پر ایسا حملہ کرے کہ وہ چاروں شانے چت زمین پر گر
اس کا دم نکل جائے گا۔ "پھر کہاں جگہ میں جگہ کے پاس آؤ" "جو میرے ساتھ
تھا جو ہمت کرنا تھا تو دیوتا ہیں ہو تم تو دیوتا نہیں ہو سکتے"۔
لڑکے یہ بات سن کر ہنسنے لگے۔ "کیا ہم [illegible] تو میرے ساتھ
تھا۔ اس کا ایک بیٹا تھا۔ [illegible] اس سے ہمت ہو گئی تھی وہ
تو میرے ساتھ تھا" "ہم اس کو نہیں لے جانا چاہتے ہیں" "مگر اس سے پوچھ کر تم

[illegible] "کہاں کہا تھا [illegible] جس کے لئے [illegible] "کس سے [illegible] "کہاں [illegible] "وہ [illegible] "اس نے کہا [illegible] "کیا [illegible] "میں [illegible] "اگر [illegible] [illegible] [illegible]

تیسواں باب

دو قیدی

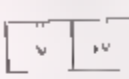

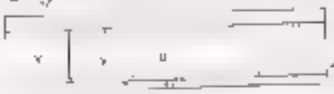

اکتیسواں باب
محبت کی آزمائش

تھا ایک بار ایک دن عمرو نے کہا کہ اگر میں رومی حاکم کو حضرت مریم علیہا السلام کے
[illegible]

گذرنے کے بعد چھاپک کی راہ سے شہر میں داخل ہوا۔ پھر کہا شام ہو گئی۔ اس لئے ان
نے ان کو کہا کہ [illegible]
[illegible]
[illegible]
[

[illegible] ہوئے [illegible] ہوئے [illegible] ہوئے [

ہوگا، اور وہ تاج میں آپ کے سر پہ رکھوں گا تم لکھ بکر میری لکھ سوگ اور ہم دونو
عیش میں برابر بسر کریں گے۔"

جس وقت اس ساحد کو یقین ہو گیا کہ یہ تو بن مزدور بسر ہے اور اس غلام
کو کما تو ہمارے کہ اب مجھے بھی آتی ہے سونے کو ہنسی آئی۔

تینتیسواں باب

پلیش رو اور اس کا بادشاہ

جس روز کے سفر کے [illegible] دوپہر کے وقت دریا کے
کنارے پہنچا چاں کی [illegible] کے مناظر دیکھ رہے تھے۔ یہ
جیسے ہی ہے کہ [illegible] پیارے کہ [illegible] کے مریض کا [illegible]
کی برسات کی جس وقت [illegible] لگا تو اس نے کہا "میں ذرا پانی سے
واپس آتا ہوں۔ [illegible] دور دور کے لوگ جمع ہیں۔ لگ اس جانور کے ساتھ اس
نے اب تک کون نہیں دیکھا ہے کیا کہ کسی سے کہا ہے؟"

جب مضرت خراب ہو تو ان کو نے [illegible] رہا تھا کہ [illegible] کے کس
تھے [illegible] ہوگی جمع ہیں [illegible]

ان کو [illegible] کہ [illegible] کس [illegible] میں بڑے [illegible] ہوتا
[illegible] میرے [illegible] "اگر ان لوگوں کو [illegible] ہے"

جھجھلے کیا۔ "مجھے معلوم ہو کہ تم بھی کسی روز لوگ سے آئے ہو کہ تم نے
خوشخبری نہیں سنی ہے؟" "کیا خوشخبری؟"

"ایک عظمت جنگل میں سے آیا ہے جو بڑی عجیب باتیں کرتا ہے جس سے
لوگوں کے دلوں پر بڑا اس کا کلام گھستے ہیں، بڑا ... وہ ... اور یہ
ذکریہ کا بیٹا بتاتا ہے اور اس کا نام ہے کہ میں سچ مچ موعود کے آگے آگے بھیجا
گیا ہوں۔" اس کی نسبت لوگ کہتے ہیں کہ یہ یوحنا بپتسمہ سے اب تک جن جن کے
ایک خار میں جگہ گیری کے طور پر رہا ہے۔ ہزارہا آدمی اس کے وعظ سننے کو جاتے
ہیں اور میں کے ساتھ میں بھی گیا تھا۔"

"کیا تم سے ہمدری بھی وہاں گئے تھے"

"اکثر لوگ وہاں جا رہے ہیں اور کثرت واپس آ رہے ہیں۔"

"مگر وہ کیا منادی کرتا ہے؟"

"ایک نئی قسم کی تعلیم۔ لوگ کہتے ہیں کہ مذہبی ... ایسی تعلیم کبھی نہیں
ہوئی۔ وہ توبہ اور بپتسمہ کی منادی کرتا ہے۔ پر نہیں جانتے کہ اس کی بہت کیا نے
تمام کر لیں اور ہم بھی جاتے ہیں۔ لیکن نے اس سے ... کیا کہ کیا تو مسیح
ہے؟ اور وہ ... نہیں۔ پھر کہا کہ کیا تو ایلیاہ ہے۔ مگر وہ سب کو یہی جواب
دیتا رہا۔ میں تو کل ہی ایک بھائی سے کی آواز ہوں کہ خدا کی راہ سیدھی
بناؤ۔"

مقدس نے قدرتاً دریافت کیا "... سے ملنے کا ... بتاؤ
کہ یہ منادی کس حکم سے کرتا ہے؟ کیا تم سے کہا ہے"

"ہاں بہت عجیب کی باتیں سنے گا۔"

"آؤ ہم جلدی کریں۔ مجھے ... باتیں معلوم ہوتی"

دوسرے دن عیسیٰ گھڑی کے قریب دریائے یردن کو نظر آیا
جس کے کنارے پر بہت سے خیمے اور ... تھیں اور بہت سی بھیڑ
کے جانور چرتے پھرتے تھے اور ایک بڑا گروہ ... کے موقع پر جمع تھا جس سے
ان کو معلوم ہو گیا کہ وہ ... کرتا ہے اور یہ اس طرف کو بڑھے لیکن
جس وقت یہ قریب پہنچے لگے تو بھیڑ میں ایک ہل چل اور کھلبلی پڑ گئی اور لوگ منتشر
ہونے لگے جس سے ان کو یقین ہو گیا کہ منادی ختم ہو گئی۔ مقدس یہ دیکھ کر
تاسف کرتا تھا۔ لیکن ہی نے تسلی کے طور پر کہا، ہم یہیں ٹھہر جائیں گے
کہ واعظ اس طرف سے گزرے جس وقت ہجوم کا ایک بڑا حصہ ان کے راستے
سے گزر گیا، تو تھوڑی دیر میں ایک عجیب شکل کا آدمی ان کی طرف آتے دکھائی
دیا۔ ظاہر صورت وہ بڑا ... بھدا، مگر جسمانی معلوم ہوتا تھا۔ اس کا بدن
ڈھلا ہوا اور ڈیل ڈول سے گٹھے ہوئے تھے۔ سر منڈا ہوا تھا۔ اس کی گھنی گھنی
آنکھیں آگ کے شعلے کی ... دستی تھیں۔ وہ اونٹ کے بالوں کا ایک کرتہ
پہنے ... اور اس کی کمر پر ... چمڑے کا پٹکا بندھا ... چمڑے ہی کا ایک تھیلا
اس پٹکے سے لٹک رہا تھا۔ اس کے ہاتھ میں گانٹھ دار ایک لکڑی تھی۔ اس
کی چال ... مستقل اور مجسم ارادہ ہو چکی تھی۔ اکثر تو وہ اپنے چہرے
سے ... ہٹا کر ادھر ادھر دیکھتا۔ گویا کہ کسی کی تلاش میں ہو۔ مقدس نے
اس شخص کو غور و تعجب کی نگاہ سے دیکھ کر یہ خوشی سے جو اس کے قریب
ہی تھا دریافت کیا "کہ کیا میرے بادشاہ کا یہی پیشرو ہے؟" جس کا جواب
اس نے نفی میں دیا۔ "نہیں" مقدس نے "اصل بات سے ... اس شخص کو
دیکھ کر میں سوچ رہا تھا کہ شاید یہ وہی شخص ہے۔ اس نے ... کے قاعدہ پیشرو اور
سرکاروں کی شان دیکھی تھی۔ پس اس لئے اپنے دل میں اپنے بادشاہ کے پیش

کی کچھ اور ہی تصویر کھینچی تھی۔ اس واسطے فرشتہ اور تشبیہ ہو کر صرف جواب دیا کہ "یہی ہاں صاحب ہے"۔ لیکن بلعم کی کچھ اور ہی کیفیت تھی۔ وہ جانتا تھا کہ خدا کی راہ میں قربان کی۔ ہاں نہیں اس نے تو کبھی کوچہ بھی نہیں دیکھا تھا، اور یہاں کے رہنے والی خلق کو ایک سے ایک بڑھ چڑھ کر دیکھتے کرتے۔ اور مستقل تھا۔ جس وقت یہ سب حیرت زدہ سے اس عجیب شخص کو اور پھر ایک دوسرے کو دیکھ رہے تھے تو ان کو ایک اور شخص سب دریا ایک پتھر پر بیٹھے نظر آیا، جو سر جھکائے کسی خیال میں محو تھا۔ ممکن ہے کہ استاد کے کلام یہ جو اس نے سنا تھا غور کرتا تھا۔ دیر میں اٹھا کھڑا ہوگیا اور آہستہ آہستہ اس علاقہ پر چلا گیا۔ بلعم اپنی حیرانی کی راہ لے کر بلعم کے وطن کے برابر سے گذرے کو کہتا۔ رستہ رفتہ وہ اتنے قریب آگئے کہ بلعم نے کہا کہ ہم یہیں گر اور چلیں جو کوئی دن گزر کے ساتھ پر رہ گیا۔ جس وقت اس نے یہ کلمات زبان سے نکالے تو فرشتہ کی گئی اور اپنے بے بالوں کو چہرے پر سے ہٹا کر اپنی کو بڑے غور سے دیکھا چاہے دیکھ کر۔ اسے اپنا عصا اس کی طرف بڑھا کر بڑے زور سے چلا کر کہا "دیکھ خدا کا بندہ جو جہان کے گناہ اٹھائے جاتا ہے"۔ یہ عجیب اور بعید الفہم کلام سن کر لوگوں کے دل تھرا گئے۔ اتنے میں اصطباغی نے پھر بلند آواز سے کہا "دیکھ خدا کا برہ جو جہان کے گناہ اٹھائے جاتا ہے"۔

بلعم نے تھوڑی ٹھیک دیکھا کیونکہ اس کو تو سمجھانے کی ضرورت تھی۔ مگر اصطباغی سے لوگوں سے جو اس کے نزدیک حیرت زدہ کھڑے تھے یہ کلام کیا۔ "یہ وہی ہے جس کا میں ذکر کرتا تھا کہ وہ جو میرے پیچھے آئے گا۔ مجھ سے مقدم ہے۔ کیونکہ وہ مجھ سے پہلے تھا اور میں نے اسے نہیں جانا۔ لیکن میں پانی سے بپتسمہ دیتا آیا تا کہ وہ اسرائیل میں ظاہر ہو۔ میں نے روح

کو آسمان سے کبوتر کی صورت میں اترتے اور اس پر ٹھہرتے دیکھا اور میں نے اسے نہ جانا۔ لیکن اس نے مجھے بھیجا کہ پانی سے بپتسمہ دوں، اس نے مجھ سے کہا کہ جس پر تو روح کو اترتے اور اس پر ٹھہرتے دیکھے وہی ہے جو روح القدس سے بپتسمہ دیتا ہے۔ اور میں نے دیکھا اور گواہی دی کہ یہ خدا کا بیٹا ہے"۔ اس موقعہ پر وہ رک گیا مگر اپنے عصا سے اسی اجنبی کی طرف جو سفید جا رہتے تھا اشارہ کرتا رہا گویا کہ یہ جا کر اس کے کلام اور اس کے مارے کو ہمارے تحقیق کر دے۔ "ہاں میں گواہی دیتا ہوں کہ خدا کا بیٹا ہے"۔

بلعم نے اور بڑی آنکھیں اٹھا کر دیکھا اور سر سے کہا "یہ وہی ہے" اور تب بے ہوش ہوگیا۔ اس عرصے میں بلعم اس اجنبی کے چہرہ کو بڑے غور سے دیکھا رہا۔ اس کے چہرے کی ہلکی ہلکی خندہ سی فروتنی اور بے تکلفی اس کے دل پر بڑا اثر کر رہی تھی۔ مگر شبہ ہوتا تھا، کہ یہ مسیح موعود یا ہمارے جیسے سے تو صاف نہ سر تھا۔ اس بھی کوئی تاج و تخت اور جنگ کی کبھی نہیں بھی دیدہ ہوا ہوگا۔ پس تو وہ بلعم کا علم جمع اور سحر مانند اس کا عصا ہے۔ یہ شخص تو ہرگز نہیں۔ یا شیطان کے تخت کو سر بھر کرے۔ فلک نے کر یا شاہ ہرگز قیصر کے مواقع سرنگوں نہ ہوگا۔ لیکن یہ یاد ہے، کہ یہ بن خط کا صرف یہ یک نہیں تھا۔ کبھی اس نے کوئی رائے قائم نہیں کی تھی۔ مگر یہ بات پہلے دل میں کہتا تھا کہ نہیں اس شخص کو ضرور دیکھ ہے۔ لیکن یہ نہیں معلوم کہ کس جگہ اور کب دیکھا ہے۔ غور کرنے کرنے سے یاد آگیا کہ جس وقت اس نے گدھی کے پاس بیٹھ کر دی سپاہیوں کے درمیان بھری اور بیا تھا۔ اس بشارت سے مجھے یاد آیا۔ اس خیال سے اس کے دل میں بہت سے خیال پیدا ہوگئے، کہ نہیں انھوں نے جس وقت مرا تھا میری مدد کی۔ اس جوش میں راستہ کا بیان بھول گیا۔ صرف آخر کلام

یاد رہا کہ میرے خدا کا بیٹا ہے۔" وہ گھوڑے سے فوراً کود پڑا اور چاہتا تھا کہ بڑھ کر اپنے محسن کی تعظیم کرے کہ یرمیس مصری نازنین سے مخاطب ہو کر بولا "یہ کہہ کر اسے بتا دو کہ مدد کرنے والا مر جائے گا۔" وہ رُک گئی اور پیچھے پھر کر دیکھا اور تب اُس کی مدد کو لیبا۔ بلشصر کی بیٹی نے اُسے پانی دیا۔ جب واپس آئی تو اجنبی غائب ہو گیا تھا۔ اسقف کا۔ بلشصر ہوش میں آیا اور اپنے ہاتھ پھیلا کر دھیمی آواز سے دعا مانگنے لگا۔ "وہ کہاں ہیں؟" یرمیس نے پوچھا۔ "کون؟"

بزرگ مصری کاہن نے جواب دیا کہ "وہ مصیبت دینے والا۔ خدا کا فرشتہ جس نے ہمیں یہاں بھیجا ہے۔" یرمیس نے بن حُر سے مخاطب ہو کر کہا۔ "کیا تو اس پر یقین کرتا ہے؟"

اُس نے جواب دیا "یہ وہ عجیب باتوں سے تجربہ ہو چکا ہے جن پر یقین کرنا چاہیئے۔ صبر کرو۔"

دوسرے دن جس وقت دریا کے کنارے چلنے کی تیاری ہو رہی تھی تو اُس نے اپنے کلام کے درمیان بڑی تعظیم سے اشارہ کر کے کہا "دیکھو خدا کا برّہ" اُس کے ریلے پتلے مدور اور سُرخ چہرے پر جس پر رحم اور علم عیاں تھے بلشصر کو قدرتی مشابہت اُس کے باپ بلتھسر سے نظر آئی۔ اس خیال پر اُس نے یکدم متاثر ہو کر اُس کے برابر آ کھڑا ہوا۔ اور دریافت کیا۔ "وہ اجنبی کون ہے؟"

وہ تمسخر سے مسکرا اور جواب دیا "وہ مارتھ کے ایک بڑھئی کا بیٹا ہے۔"

چونتیسواں باب

چشم براہ

معاہدہ صلح حدیبیہ میں بیسویں کے ظہور کے قریب تین برس کے بعد ماہ مارچ ۶۲۸ء کی ۲۴ تاریخ کو سردار مکہ سودا گر شہر یروشلیم میں ہیرودس کے قدیم محل کی چھت پر شام کے وقت بیٹھا تھا۔ مناسب موقعہ پر یہ بیان کرنا ضروری ہے کہ ملوک نے بن حُر کی ہدایت کے موافق اُس محل کو پنطس پیلاطس رومی حاکم سے سردار مکہ کے نام پر خرید لیا تھا۔ اور پورے طور پر اُس کی مرمت کرا کے اور سیر گاہ اندر باہر درست کر دیا تھا۔ بن حُر نے بھی اپنا نام ظاہر نہیں کیا تھا کیونکہ وہ زیادہ تر محمل میں رہ کر اپنے لشکر کو جنگ کے واسطے رومی عہد کے مطابق تیار کرتا تھا۔ یہاں اُس کو مسیح کے معجزوں کی خبر آتی تھی۔ بلکہ اکثر خود جا کر بھی اپنی آنکھوں سے دیکھتا تھا لیکن ابھی تک اُس کا کلام نہ سنا تھا۔ اُس کے معجزے دیکھ کر اتنی زیادہ اُس کی تعریف اور پرستش کرنے کا باعث اُس کے دل کو یہ یقین تھا کہ ایک روز مسیح اپنے تئیں ضرور بادشاہ بنانے کا دعویٰ کرے گا۔ اسی لئے وہ یروشلیم کو آیا تھا کہ اس معاملہ سے کچھ پتہ لگانے کے واسطے آرام کرے۔ مگر یہاں ایک بڑی کشمکش بھی تھی۔ کیونکہ بلشصر کی بیٹی بے باپ کے ہمراہ اسی محل میں رہتی تھی۔ جب تک مصری نازنین کی کھوج کا خواہشمند نہ ملے اُسے پھندے میں پھنسا رکھا تھا۔ موقع مناسب اور آسرا چند روز پہلے نکل کر اسے یہاں آ گئے تھے۔ مگر انتاکیہ میں اپنے کاروبار کی نگرانی کے

واسطے سوفاکلیس نے سنبلط کو چھوڑ دیا تھا۔ لیکن روزمرہ مہمات میں ، اور ہدایات جاری کیا کرتا تھا۔ ماریہ کی اکیس تاریخ کو شام کے وقت جب یہ کرنٹھے پر مقیم تھا تو ایک قاصد ایک مراسلہ لایا جس پر ہرن مؤکر کی مُہر تھی۔ سوفاکلیس نے مُہر توڑ کر آسٹر کو پڑھنے کو دیا۔ آسٹر نے شرما کر خط کو لے لیا۔ مگر اُس نے بیٹی کی شرمسار صورت دیکھ کر اُس سے کہا ایک مرتبہ اور آسٹر ہی دکھلا ہمیں کہ تو کیا لکھتی ہے کہ کس کا خط ہے" "ہاں یہ ہمارے آقا کا ہے" "آسٹر تو نے پیار کہاں سے" "ہاں" "مگر تو نے سوچا کہ تو کیا کرتی ہے؟

"اے باپ میں نے کوشش کی کہ اُس کی نسبت صرف میں خیال مقصد کو ذہن میں لاؤں ہے مگر میری کوشش سے مجھے طاقت نہیں عشق"

"اے بیٹی تو یہ خیال کرکے دل مت ہار کہ کیا شکر کہ کل دولت کو اپنے قبضے میں رکھتا تو تیری محبت عشق نہ کرتی کیونکہ دولت میں بڑا زور ہے مجھ کو تجھے لحاظ کرے۔

"اے باپ اگر تم نے بس کیا ہوتا تو میرے واسطے اور بھی بُرا ہوتا، کیونکہ اُس حالت میں میں اُس کی محبت کے لائق نہ ہوتی اور نہ آپ خود کہتا میں خط کو پڑھوں؟"

"ایک لمحہ توقف کر۔ کیا تجھے معلوم ہے کہ وہ کسی اور سے عشق ہے؟"

"مجھے یہ علم ہے اور معصری نے اُسے اپنے ماں باپ سے چھپا رکھا ہے اس لئے کہ اس کی قوم کی عیاری پوری ہوئی ہے اور خوبصورت بھی ہے۔ مگر ایسی قوم کے مرد بے وفا نکلے۔ جو بیٹی اپنے باپ کو حقیر جانتی ہے وہ نہ وہ اپنے خاوند کو فضیلت میں ڈالے گی۔ "یہ وہ ایسا کرتی ہے"

"بلاشبہ ایک عاقل شخص ہے اور بیر قوم جوڑنے کے لحاظ سے اُس پر فضیلت

کو عیب نہیں ہوتی ہے، اور اُس کا ایمان اُس کو مقدس ہے۔ مگر ہمارے کی اس کا سنجر کرتی ہے۔ کل میں نے اُسے یہ کہتے سُنا کہ جو اُن کی یہ اعتقاد ایمان قابل سمال ہیں، مگر معیشت میں سوا حکمت کوئی بات قابل تعریف نہیں اور جب اُن ہیں۔ ذلیل ہو جائے تو اُس کا مرجانا بہتر ہے۔ یہ ہے درد کلام صرف رُدی کو مؤثر ہے۔ مگر تو اے آسٹر میری نسبت کیا کہے گی کہ بہتر ہو کہ میں سرجاؤں۔ ہیں۔ تیری ماں بیوفا کی بیٹی تھی؟"

آہیستہ ہو کر آسٹر نے اپنے باپ کو بوسہ دیا، اور کہا "میں اپنی ماں کی بیٹی محبوس:

"اے میری بیٹی جو تجھے ایسی عزیز ہے جیسے بیکل حضرت سلیمان کو تھی لیکن جب تو خود عشق کرے گا، تب تو دیکھے گا، کہ بیٹیوں کے واسطے تو وہ صرف یہ نہیں حاکم کا حاتا ہے۔ وہ کہ جو بڑا حکم کے نہ دے گا۔ وہ اس واسطے وہ مذہب پر میں وجان سے فدا ہے"

بڑی مشکل سے آسٹر نے کہا "اے باپ اُسے بچا۔ مرقدر ابھی جاتا نہیں رہا ہے"

"یہ ممکن ہے کہ میں اُسے سعدی سے علیحدہ کرے میں کہ سیاب ہو جائوں تم آسٹر تب کہو گی تو میرا ہو جائے گا یا نہیں میں علام ہوں جیسا کہ میرے باپ دوسے پشتوں سے تھے اور پھر میں کیسے رہ سکتا کہ سے کہا دیکھ، میری بیٹی، اس مصری سے ہزار درجے خوبصورت ہے، اور تجھ سے دل محبت رکھتی ہے پھر کر چند سالوں کی آزادی اور حکومت کا کچھ پر چڑھا اتر ہو گیا ہے۔ اگر یہ بات میں اُس سے کہوں تو میری زبان پر چھالے پڑ جائیں گے۔ نہیں نہیں کان کی قسم میں یہ زیادہ پسند کروں گا، کہ میں اور تو تیری ماں کے مرنے تک ہم میں جا سوئیں

"سسٹر شرما گئی اور جھجکتی ہوئی کہنے لگی: "اے باپ میرے یہ ہرگز معلوم نہیں کہ آپ اس سے کیا باتیں کہیں۔ میری تمنا تو صرف اتنی ہے کہ وہ خوش رہے۔ اپنا خوشی کی مجھے ذرا بھی پروا نہیں۔ اب اس کا خط تو پڑھنا چاہیئے۔" پھر اس نے پڑھا۔

ماہ نیسان کی اٹھارہ تاریخ

گلیل سے بحیرہ طبریہ کے راستے پر

پیشوا ناصری بھی آتا ہے۔ اس کے ہمراہ بیس پانچ ہزار جوانوں کا ایک لشکر ہوتا ہے جگہ اس کا اس کو ذرا بھی علم نہیں۔ وہ دوسرے لشکر چند روز کے بعد روانہ ہوگا۔ سفر لمبے کی وجہ سے اتنے بڑے لشکر کا کسی کو خیال بھی نہ ہوگا۔ اس نے رکتے ہوئے کہا "اب ہم یروشلیم کو جاتے ہیں تاکہ سب باتیں جو نبیوں نے میری نسبت کہی ہیں پوری ہوں۔ سمعنا۔ انتظار۔ ختم ہوئے پر ہے۔ عمانوئیل تجھ پر صلاحتی ہو۔"

بن حور

جب سسٹر نے سلوم کیا، کہ بن حور نے میرے واسطے سلام بھی نہیں لکھا تو ایک قسم کی بدبو اس کے دل میں پیدا ہوئی۔ کیونکہ اس کو یقین ہوگیا، کہ وہ یہودی ذرا بھی پروا نہیں کرتا ہے۔

"سسٹر یہ اٹھارہ تاریخ کا خط ہے اور آج کونسی تاریخ ہے؟"

اس نے جواب دیا "نویں تاریخ۔"

"تو ممکن ہے کہ وہ آج بہت جلد میں حول۔"

"اور غالباً آج رات تک وہ یہاں آجائے گا۔"

"ممکن ہے۔ ممکن ہے۔ ان کل بے فکر مدتی کی عمدہ سے اور وہ

"ارتو مند ہوگا کہ اس میں شامل ہو۔ ایسے بھی ممکن ہے کہ بشوع ناصری بھی آزاد ہو جائے، غالباً دونوں سے ہماری ملاقات ہوگی!"

اس موقعہ پر ایرس سسٹر بھی کمرے میں آگئی اور تھوڑی دیر سمونائڈس سے گفتگو کرکے سسٹر کو علیحدہ لے گئی۔ وہاں اس سے سوال کیا کہ تم شہر روم کو کبھی بھی گئیں؟"

"ہیں!" اور کیا جانا بھی نہیں چاہتی ہوں۔" "نہیں" ایرس کھلکھلا کر ہنس پڑی اور کہا "تم بڑی سادہ لوح معلوم ہوتی ہو۔ میں تم سے یہ کہنا چاہتی تھی کہ میرے پاس خط کا ٹکڑا آیا ہے۔ وہ کہتا ہے کہ بشوع ناصری کل یہاں پہنچے گا اور خط آج رات کو آجائے گا۔ بس لے۔ درست میرے ساتھ ہوشیاری کرکے وہ آج یہاں آجائے گا۔ روم میں ڈیوائیر پر ایک محل ہے۔ جس نے مجھے دینے کا وعدہ کیا ہے۔" وہ یہ کہہ رہا تھا کہ کسی کے جلدی چلنے کی آواز سیڑھیوں پر سنائی دی۔ دونوں نے سیڑھیوں پر سے نیچے جھانک کر دیکھا تو بن حور نظر آیا۔ ایرس نے خوشی سے تالیاں بجائیں کہ جس وقت میں پہلے عزیز کا حال کہہ رہی تھی اس وقت وہ موجود ہو۔ اے سسٹر میرے گلے میں ہاتھ ڈال کر مجھے بوسہ دے۔" یہ درخواست سن کر آستر کا چہرہ سرخ ہوگیا اور اسے تعجب سا آگیا۔ دفعتاً کسی کا اس پر نظر پڑی، اور کچھ سخت آواز سے دریافت کیا "کیا تم اسے اشارہ کرتی اور روم کر تاعمر نہ جانتی ہو؟"

مصری عورت نے ایک دم پیچھے ہٹ کر گھبرا کر اور خوف بھری سے سوال کیا "اسے سمونائڈس کی بیٹی وہ تیز سا لگتا ہے؟"

"وہ میرے باپ کا دوست ہے۔"

"اور کچھ زیادہ نہیں؟ اپنے بوسے دے۔ اب مجھے بہ بعد

ہو گیا۔ میں تو اندھا جاتی ہوں۔" اور وہ حقارت سے "مجھ پر صداقتی ہو۔

جس وقت ترس سے نیچے "ترکنی" تو اسے ذلت اور غصے سے پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی۔ تھوڑی دیر میں اپنی طبیعت کو ذرا سنبھال کر کہنے لگی "میرے دشمن نہیں ہے کہ اس اپنے باپ کی عزت اور عزت میں بٹی نہ لگنے دوں" اور یہ سوچتی ہوئی اپنے باپ کے پاس لگی قریب ایک گھنٹے کے بعد مطلب اور سوداس جس کے ہمراہ آستر تھی محل کے نیچے کھڑے ہیں جمع ہونے جس وقت یہ گفتگو کر رہے تھے تو بن حور اور اس میں آ گئے۔ ایلان تھوڑی دیر تک یہ قول باطلسر کے پاس گیا اور سلام کیا تب ہر دو اس کی طرف پھرا۔ بن حور کو دیکھ کر جا یک رک گیا۔ اتنے عرصے کے بعد حور اس نے آج ایسی حسین اور خوبصورت اور چرچتی جوان دیکھا تو دنگ رہ گیا۔ ایک لمحے کے واسطے تو وہ گویا حیرت زدہ سا تھا مگر بہت جلد جوش ٹھکانے کر کے وہ آستر کے نزدیک گیا اور کہا "اے حسین آستر تجھ پر سلامتی ہو۔" اے سوداس، خدا وند کی برکت تجھ پر آئے۔ تو ایک بے باپ کا نصیب ہے باپ کا نصیب ہے!

آستر نے تو سر جھکا لیا مگر سوداس نے جواب دیا "اے بن حور میں بھی تیرے باطلسر کے سوا تیرے باپ کے گھر میں تجھے خیر مقدم کہتا ہوں۔ آ بیٹھ کر اپنے سفر اپنے کام اور عجیب ناصری کے حالات سنا کہ تو کہاں سے آ رہا ہے۔ یہاں سامنے دریان میں بیٹھ تاکہ ہم سب تیرا کلام بھلی طرح سن سکیں۔"

آستر ایک کرسی گدی دار تپائی سے آ اور بن حور اس کے واسطے رکھ دی۔ بن حور اس کرسی پر بیٹھ گیا اور کہا "میں تمہیں تازہ خبر کی خبر دیتے آیا ہوں۔ کچھ عرصے سے میں اس کے پیچھے پیچھے گیا ہوں اور بڑی کوشش اور تگ و دو سے اسے مختلف حالتوں میں دیکھا اور آیا ہے۔ اب یہ تو مجھے یقین

کامل ہو گیا ہے کہ میری ہی مانند انسان ہے لیکن یہ بھی مجھے کامل یقین ہے کہ وہ انسان سے بڑھ کر ہے۔"

سوداس نے سوال کیا "کیا کہہ کر بلاتے ہیں؟" بن حور جواب دینے کو تھا کہ کمرے میں کسی کے آنے کی آہٹ ہوئی۔ جب پھر کر دیکھا تو عزرا کھڑا تھا۔ عزرا نے تعظیم کی۔

عزرا نے اس سے سوال کیا اور اس کے جواب دینے پر بن حور نے اسے "اے میک عزرا" کہہ کر پکارا۔ عزرا نے اس کے چہرے پر خوشی اور ادب پایا "اے میک عزرا اس کی بابت کچھ خبر ملی ہے۔ کیا کچھ پتہ ملا ہے؟" عزرا نے کہا جس سے بن حور نے یہ مفہوم لیا کہ اسے کچھ خبر نہیں ملی۔ اس نے کہا کہ عزرا کی طرف سے مایوسی ظاہر کی۔ تو اس کا دل بھر آیا۔ گھوڑے سے اتر کر عزرا سے کہا "میرے پاس بیٹھ جا کر تجھے ان تین دوستوں کو ایک عجیب شخص کی سمت جو دنیا میں آیا ہے، کچھ کچھ بتانے ہے۔" عزرا بہت دیر سے لگا کہ کھڑا ہو گیا۔ بن حور نے بڑے مصری کی طرف سر جھکا کر یوں کہا:۔

سامریہ کی نسبت سوداس نے جو سوال کیا کہ کیونکر بڑھ کے ہے۔ اس کے جواب میں قبل مجھے ضرور ہے کہ میں بتاؤں۔ میں نے اسے کہا کہ تجھے سے اور دوستوں سے اور جی تمام جہانوں کی کل وہ شہر ہے گا اور میں اس کا ہو گا جس کو وہ چاہے باپ کا گھر کہتا ہے۔ تم لوگ یہ کہتے ہو کہ وہاں وہ پہنچے تمہیں شہر رہے گا۔ پھر اس نے مجھے بتایا ہے کہ سوداس تمہارا خیال درست ہے۔ کل جب وہ سرداس پر ظاہر ہو جائے گا تب وہ اپنے ساتھ لے کر ہیکل میں جائے گا اور وہاں سے عزرا کو ساتھ لے کر اس کے دیکھنے کے واسطے کہاں جا سکتا ہوں۔"

"آدمیوں کا تو برا بھلا ہوگا۔ میری رائے میں آپ کے واسطے مناسب ہوگا کہ آپ لوگ حجروں میں سے کسی کی چھت پر چڑھ جاؤ۔ شاید شبان کے سائے کی چھت پر۔"

"کیا تم ہمارے ہمراہ ہوگے؟" میں نے پوچھا۔ "کیا یہ ممکن ہے کہ میرے ہمراہی مجھے مجلس میں شامل کرنا چاہیں؟"

سمو نائلس نے بآواز بلند کہا "مجلس کیا؟ وہ دھوم دھام سے سفر کرتے ہیں؟"

بن حور اس سوال کو اپنے دل ہی میں سمجھ گیا اور کہا "وہ اپنے ہمراہ تو صرف بارہ آدمی لاتا ہے جو اس کے سرکاری کاغذات کا ایک سوال لیے والا ہے۔ عرفائیہ سب اس درجے کے ہیں۔ وہ اکثر اس کے رفیق ناپسند کرتے اور کہتے ہیں۔ تھکنے والے اور دھوپ کی، تکلیف برداشت نہ کرنے والے۔ جب شمار کے وقت میں سے اکثر ان کو رہ کے کنارے کی ناکہ سے یا سوسے کے راستے پھرتے دیکھ تو بے شک اس ہادشاہوں کا خیال نہیں آتا۔ مگر ایسا معلوم ہوتا ہے، گویا کہ چیاجس کا ایک قریبی کسی شہر کے بازار سے خرید و فروخت کر کے اپنے گھر کے پاس واپس جاتا ہو۔ صرف جس وقت وہ تاجری اپنے سر کے رومال کے کنارے کو اوپر سرکاتا ہے تو اس سے کسی کو دیکھے یا اپنے سر سے رومال کو جھاڑتا ہے تو معلوم ہوتا ہے کہ وہ اس کا اسمار اور رفیق اس کا مالک اور دوست بھی ہے۔"

بن حور نے ذرا توقف کر کے کہا۔ "آپ دونوں ربی اور ہیرم اس آپ کو اپنے ساتھ لیں گے۔ ہر اسرائیلی خاص تحریکوں کا مطیع ہوتا ہے۔ بلکہ ہماری زندگی کا ہر ایک قدم قانون ہو گیا ہے۔ خاص خاص مواقع کی ہر ایک کوشش سے پیروی کرتا ہے۔ مگر تم اسے شخص کی نسبت کہہ سکتے ہو کہ اگر چاہے تو اپنے پیروں کو اس سے ساکر اپنے لیے دولتمند کر سکتا ہے۔ تاہم اپنی خوشی سے غریب رہتا ہے۔"

ایتھس نے کہا "یہ تو ہمارے لیے سکیم کہیں سکے"

ملطس نے کہا "نہیں بیٹی۔ کیونکہ حکیموں کو ایسے عمل کرنے کی ہرگز ممانعت نہیں۔"

دفعہ ۱۰

"مگر تم یہ کیونکر جانتے ہو کہ اس ناصری کو ہے؟"

بن حور نے شتابی سے جواب دیا "میں نے اسے پانی کو مے میں بدلتے دیکھا ہے۔"

سمو نائلس بولا "بڑی عجیب بات ہے مگر عجیب تر ہے کہ وہ غریب مفلس رہنا پسند کرتا ہے، حالانکہ اگر چاہے تو اپنے نفس کو توانگر بنا سکتا ہے۔ کیا تم ایسا خیال کرتے ہو؟"

"وہ بالکل ایسا ہے۔ میں کسی مالک سے حسد نہیں کرتا، بلکہ دولتمندوں کو نرمی کی نگاہ سے دیکھتا ہوں۔ لیکن تم کیا کہو گے اگر ایک شخص کے پاس صرف سات روٹیاں اور دو مچھلیاں ہوں اور وہ اس سے پانچ ہزار آدمیوں کو آسودہ کرے اور بچی ہوئی ٹوکریاں بھر دے؟ مگر میں نے خود اس ناصری کو یہ کرتے دیکھا ہے۔"

سمو نائلس زور سے بولا "تم نے خود دیکھا؟"

"ہاں میں نے خود دیکھا اور روٹی اور مچھلی کھائی بھی۔ یہ سب سے عجیب تر امر ہے۔ تم یہ شخص کو کیا کہو گے جس میں یہ نگاہ کرنے کی نئی قدرت ہو کہ وہ لوگ اس کے جامے کے دامن کو صرف چھونے یا دیکھنے سے اس سے دوستی کرنے پر کامل طور پر آمادہ ہو جائیں۔ میں نے خود یہ صرف ایک بلکہ بہت مرتبہ دیکھا ہے جس وقت کہ شہر بیت حور سے نکل رہے تھے تو وہ لوگوں نے جو درخت کے کنارے بیٹھے تھے پتا کر اس سے دریافت کی۔ اس نے صرف اس کی

سکھوں کو چھپا اور وہ بچوں کو دیکھنے لگے۔ پھر ایک مرتبہ وہ ایک مٹھی بھر کو لائے اور اس نے اس مریض کو عرف شفا کہا "اپنے گھر کو چلا جا" اور وہ "وہی بالکل تندرست اور توانا ہو کر چلا گیا۔ اب یہ باتوں کی نسبت اگر کیا کہتے ہو؟"

سوداگر نے کچھ جواب نہ دیا۔ بعد کچھ دیر سوچ کر کہا "کہ بعض اور لوگوں کی مانند تمہاری بھی رائے ہے کہ یہ صرف شعبدہ ہی سکتے شبہ ہے۔ مگر تم کو اور سب کو حیرت انگیز باتیں سناتا ہوں جو میں نے خود اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے۔ تم جانتے ہو کہ میں ہندوستان سب سے بڑی صنعت کو جانتا ہوں۔ یہ کلام سن کر سب ہنسنے لگے اور بڑے زور سے ہنسنے لگے۔ برہمن سوداگر نے بڑی سنجیدگی سے کہا "جس وقت میں جہاز پر تھا تو ایک کوہ سے پاس آیا اور کہا "اے مسلمان اگر تو چاہے تو تجھے پاک صاف کر سکتا ہے۔" اس ناصری سے ہرگز درخواست نہ کی۔ اس کوڑھی کو اپنے ہاتھ سے چھوا اور کہا "تو چنگا ہو" اور فوراً ہی اس کا کوڑھ جاتا رہا اور ہمارے موافق کامل طور پر تندرست ہو گیا۔ پھر ایک مریض دیوانہ کو اس کے پاس لائے، اور اس کے قدموں پر گر پڑے اور چلا کر کہا "اے استاد ہم پر رحم کر۔" اس نے صرف اتنا کہا کہ "جا کر بپتسمہ لے تمہیں کاہن کو دکھا جیسا شریعت کا حکم ہے۔" اور وہاں پہنچنے سے پہلے تم چنگے ہو جاؤ گے۔ وہ دیوانہ ہو گئے تھے۔" عمدہ سے بڑے شوق سے دریافت کیا۔ "وہاں رہتے ہیں وہ کام مرض عام۔ صرف ان کے بدن کے پاک کپڑے ماہ میں پڑے ہو گئے؟"

سوداگر نے کچھ دیر سوچ کر کہا "ایسی باتیں پہلے کبھی سنائی ہیں وہیں۔ ہاں اسرائیل میں کبھی سنتے ہیں۔" جب سوداگر یہ کہہ رہا تھا تو عمدہ اس سے ایسی خاموش کہ سے باہر نکل گئی کہ کسی نے اسے جاتے ہوئے نہ دیکھا

دن ختم ہوئے اپنا کلام یوں قائم رکھا "تم خود سمجھ سکتے ہو کہ تو اپنی آنکھوں سے ایسے واقعات دیکھ کر میرے خیالات کی کیا حالت ہوگی لیکن میرے شبہ میرے شک اور میری حیرت بھی بڑے درجے کو نہیں پہنچے تھے۔ تم جانتے ہو کہ کھیل کیسے پر جوش اور تیز مزاج ہیں جب انہوں نے ایسی ایسی کرامات دیکھیں تو ایک روز جب وہ سنہرے کے کنارے تعلیم دے رہا تھا تو انہوں نے چاہا کہ جبراً اسے بادشاہ بنائیں مگر وہ یکایک ہمارے درمیان سے غائب ہو گیا۔ اس کے بعد وہ ایک جہاز پر کنارے سے پار جاتے نظر آیا اس لئے ایک سمونڈس نوکر کہتا ہے۔ وہ خواہش جو انسان کو پاگل کر دیتی ہیں۔ مثلاً دولت و حکومت ہاں بادشاہی کی بڑی قدم نے بڑی محبت سے اسے جنبش کیں مگر اس بندۂ خدا پر ذرا بھی اثر نہیں ہوا۔ پس تم کیا کہتے ہو؟"

سوداگر سے استدلال سے جواب دیا "خدا وند زندہ ہے اور ایسے ہی خیال کا غلام بھی، زمانہ ابھی نارد ہے کل کا روز اس کا جواب دے گا۔"

بلطسر نے مسکرا کر کہا "آمین" ہن عورت نے بھی آمین کہا اور تب اپنا کلام نوں قائم رکھا "یہ لیکن ایک امر سب سے بڑھ کر ہے کیا تم میں سے کسی کو یاد ہے کہ ایک شخص نے کسی کو موت کے پنجے سے چھڑایا ہو جو مر گیا ہو یا کسی نے مردے کو بھی زندہ کیا ہے؟" گنگ میں نے دیکھا کہ اس ناصری نے ماش کے شہر میں ایک جوان کو مردوں میں سے زندہ کیا ہم شہر میں داخل ہونے کو تھے کہ ہم نے بھیڑ دیکھا جو ایک جنازہ لا رہی تھی۔ یہ ناصری دروازے کے پاس آ گیا تاکہ بھیڑ کم ہو جائے ایک عورت اس میں نالہ زاری کر رہی تھی ناصری کو اس پر رحم آیا اور اس سے نسبت کی ماں کر کے حاکر تابوت کو چھوا اور مردے کو کہا "اے جوان میں تجھ سے کہتا ہوں اٹھ" اور فوراً وہ مردہ اٹھ بیٹھا اور باتیں کرنے لگا۔

بطلمیوس نے مرنہ ڈس سے کہا: "صرف خداوند کو ہر قدرت ہے؟"
رومن حور بولا: "یاد ہے کہ کیوں تم سے صرف باتیں کرتا ہوں جو خود میں نے
اور اکثر ہزاروں آدمیوں سے دیکھیں۔ جب ہم یہاں آئے تھے تو اس سے بھی
زیادہ بڑھ کر ایک اور عجیب ہم نے دیکھا۔ بیت ضیا میں ایک نوجوان عقد ثانی رہتا
تھا وہ مرگیا۔ دفن کر دیا گیا۔ چار روز کے بعد خبر دی کہ اس کی قبر کھال گئی۔
جب اس کے حکم کے مطابق قبر کے منہ پر سے پتھر ہٹایا گیا اور ہم سب نے اندر
کو جھانکا تو وہ اور اس نے دیکھا تو ہم نے ناصری کو بلند آواز سے یہ کہتے سنا
کہ "اے لعزر نکل آ۔" تم یقین نہیں کر سکتے کہ اس وقت ہماری مضطربانہ کی
کیا حالت تھی۔ اس کے حکم کے جواب میں ہم نے دیکھا کہ وہ جوان مُشتہ
اور کپڑوں میں لپٹا ہوا باہر نکل آیا۔ تب ناصری نے کہا: "اسے کھول دو اور
جانے دو۔" جس وقت رومال اس کے چہرے سے اٹھایا گیا، تو اس کے جسم میں
خون گردش کرتا ہوا نظر آیا اور بالکل تندرست وہ چلنے پھرنے لگا۔ وہ جوان
اب تک جیتا ہے۔ اگر تم چاہو تو کل جا کر اسے دیکھ سکتے ہو۔ اب اے رومانس
بتا کہ یہ نادیدنی نشان سے بڑھ کر ہے؟"

یہ سوال بڑی سنجیدگی سے کیا گیا اور حاضرین آدھی رات تک اس پر بحث
کرتے رہے۔ تب رومن حور رخصت ہوا، کیونکہ اس کا ارادہ تھا کہ بیت عنیا کو واپس
جائے۔

پینتیسواں باب

تندرست

اگلے روز شہر کا پھیرا دیر دیر تک لگتا ہی رہا کہ عمرہ ایک ٹوکری لے کر شہر کے
باہر نکلی۔ نگہبان بھی اسے نہ روکتے تھے، کیونکہ اس کا معمول تھا کہ ہر صبح باہر جاتی تھی۔
ناظرین نے سمجھ لیا ہوگا کہ وہ عین رہال کے کنوئیں پاس اپنی سخاوت اور ترحم کے
واسطے جو اکثر مشہور تھی جس وقت یہ قریب پہنچی تو ترحم کی مورت باہر ایک
پتھر پہ بیٹھی تھی۔ تین برس کے عرصے میں اس کے مرض نے بڑا زور پکڑا تھا۔
اس کے بال بالکل سفید ہو گئے تھے۔ وہ عمرہ کا انتظار کر رہی تھی، کیونکہ ہر روز
وہ صبح کے وقت آتی اور کھانے کی ٹوکری اور کنوئیں سے پانی کا گھڑا لے کر ایک
پنہاں پور کھ دیتی تھی۔ کثرت سے اس سے اپنے عزیز بیٹے کی کیفیت دریافت کی
لیکن یاد رہے کہ گو سخت مصیبت میں مبتلا تھی اپنے محبوب جگر سے دور تھی،
تاہم خداوند پہ پورا بھروسہ رکھتی کہ ایک روز وہ ضرور ہماری مصیبت کو ختم کرے گا
اس صبح اس نے عمرہ کو پریشان خاطر تیز قدموں سے اپنی طرف آتے دیکھا جس
وقت اس چٹان سے جس پر معمول کے موافق وہ ٹوکری اور گھڑا رکھ دیتی تھی،
آگے بڑھتے دیکھا تو چلا کر کہا: "ناپاک ناپاک!" لیکن عمرہ نے ایک دم بلکہ دوڑ
کر اس کے قدموں کو پکڑ لیا اور بار بار اس کے جامے کو بوسہ دیا۔ محض دوسرے
ہیبت زدہ بے زبان کی کھڑی رہ گئی۔ آخر کو کہا: "اے عمرہ تو نے کیا کیا؟ کیا
ایسی تو رسوائی سے اپنی سامری ثابت کرتی ہے۔ اے لم بخت اب کیا ہوگا؟

اب تو لڑکی واپس نہ جا سکے گی۔ ہمارا اب کیا حال ہوگا۔ کون ہمارے واسطے روٹی مہیا کرے گا۔ ہے بدبخت عمرو کیا پہلے ہی ہماری مصیبت بھاری نہ تھی کہ تو نے اسے زخمایا۔ اے رفاہ اور شریر لوگو! عمرو نے گڑگڑاتے ہوئے کہا، رحم، رحم، زوری، زوری سن کر نرصہ بھی جو اب تک قبر میں سوتی تھی جاگ پڑی اور باہر آ کر عمرو سے کہنے لگی۔ اے نیک عقلمند مرد میں دعا دوں اور نرصہ پر جوں مگر تمہارے واسطے میں تو تمہاری مائی ہوں۔"

"کیا یہودا کی عورت ایک عجیب شخص ہے جو ہم کو جیتا رکھتا ہے" وہ صرف کلام کرتا تھا اور مرغیاں چگتے ہوتے، بلکہ مردے بھی زندہ ہو جاتے ہیں اور میں آتا ہوں کہ تم کو اس کے پاس لے چلوں۔" نرصہ نے جواب کر کے کہا مگل ہو گئی ہے رحم دل ہے کہا۔ "بے چاری عمرو! عمرو سمجھ گئی کہ نرصہ کا کہنا سچ ہے بس بولی "ہاں۔ نہیں خداوند کی حیات کی قسم کہیں بھی کھتی ہوں اب اسے کمرہ چلو اور دیر نہ کرو۔ وہ آج اس راہ سے گذر کر شہر میں داخل ہوگا۔ پس کھانا کھا لو اور چلو۔"

مردے دریافت کیا "وہ کون ہے؟" ناصری نے۔" اس نے اس کی جو کچھ کوئی تھی۔" "یہوع نے۔" "نارہ کیا گھر پر ہے؟" "وہ کل رات" "کیا یہوداہ نے تجھے بھیجا ہے کہ یہ خبر ہم کو دے؟" "نہیں وہ تو سمجھے ہے کہ تم مر گئی ہو" والدہ نے کچھ فکر کر کے نرصہ سے کہا۔ "کسی رسالے میں ایک نبی تھا جس نے ایک کو زندہ کیا تھا، مگر اس کو یہ قدرت خدا سے ملی تھی۔ اب عمرو کی طرف غالب ہو کر دریافت کیا "یہ یہ بات کو یہ کیوں کر معلوم ہوئی کہ اس ناصری میں یہ قدرت ہے؟"

"وہ ایک مرتبہ ہمارے اس کے ہمراہ سفر کرتا تھا اور اس سے خود اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ اس ناصری نے ملک مرہا ایک کو زندہ کیا اور دوسری مرتبہ اس کو ڈھیلوں

کو چنگا کیا۔ پس جلدی کرو اور چلو۔" نرصہ اور اس کی والدہ کے دل سنسنا گئے اور تھوڑا توقف کر کے والدہ نے نرصہ سے کہا۔ "ضرور یہ مسیح موعود ہے۔"

یہ کلام اس نے شک و شبہ سے نہ کہا، بلکہ ایک اسرائیلی مستورہ کے موافق جو خداوند کے ان وعدوں سے بخوبی واقف نہ تھی، جو اس نے اس کی قوم سے کئے تھے اور تب یوں بولی۔ "ایک زمانہ تھا کہ مرد شمعون اور تمام یہودی میں یہ خبر پھیل گئی کہ وہ سدوقی ہے۔ یہ مجھے خوب یاد ہے اب تو وہ جوان عورتیں سے۔ ہاں اے عمرو ہم تیرے ساتھ چلیں گے۔ تیرے تو گھوڑے ہیں پالی پر لیکن اسے لے اور ہم کھانا کھا کر روانہ ہوں گے۔" گھبراہٹ میں کھانا کھا کر یہوں روانہ ہوئیں۔ ایک فکر یہ پیدا ہوا کہ عمرو نے یہ کہا تھا کہ ناصری بیت عنیا کی بستی سے آئے گا۔ اب یہ تعلیم کو اس کی بستی سے آنے کے واسطے تین رستے تھے نہ معلوم نہیں کہ کس رستے سے آئے گا۔ مگر یہ راستے قریب ہی قریب ہیں۔ لیکن مگل نے کہا کہ اس راہ سے نہ آئے جس کے کنارے یہ کھڑی ہوں پس کچھ دیر سوچ کر والدہ نے کہا "پہلے ہم بیت جگ کی بستی کو جائیں اور اگر خداوند ہماری مدد کرے تو معلوم ہو جائے گا کہ اس کیا کرنا چاہئے۔ لیکن مناسب ہے کہ ہم کھیتوں میں سے ہو کر جائیں۔ کیونکہ آج عید کا روز ہے اور راستوں اور بازاروں میں لوگوں کا ہجوم ہوگا۔ تو ہم مختلف راستے اور مختلف کھیت میں پر پانی کھینچنے کو آتی ہیں، اور اگر ہمیں نزدیک آنے دیں گی تو خیر اور نہ بھاگ جائیں گی۔ آخر شری دشمنی سے یہ بہانہ سے نرگئیں۔ راہ میں نرصہ جو نہایت کمزور تھی کئی مرتبہ گر گئی۔ مگر اس کی والدہ اور عمرو نے اسے سنبھالا اور حوصلہ دیا۔ اتنے میں انہوں نے ایک آدمی کو اپنی طرف آتے دیکھا اور والدہ نے نرصہ سے کہا۔ "دلیری کر وہ دیکھ ایک آدمی سامنے سے آتا ہے وہ شاید ہم کو ناصری کی خبر دے سکے گا۔ جس وقت وہ نزدیک آیا تو ان کی آواز سن کے

تو انہوں نے شریعت کے موافق چلانا شروع کیا۔ ناپاک ناپاک۔ لیکن اُس کو شدّہ تعجب ہُوا، کہ یہ آدمی کر بھی وہ شخص اُس کی طرف برابر چلا آتا۔ سب قریب آگیا تو وہ بولا "تو یہاں کیونکر آیا ہے؟ اس لئے کہ تُو دیکھے۔"

اُس نے جواب دیا "اے عورت میں اُس کا قائل ہوں جو تجھ سے برابر کوئی کلام کرتا ہے۔ اور وہ چلے ہو جاتے ہیں۔ اس لئے تجھے کچھ ڈر نہیں۔" عورت اُس نے کہا۔ "مسیح وعدہ" کیا یہ تک ہے کہ وہ آتا ہے؟ اور وہ اُس وقت بیت فکر میں ہے۔ وہ کس رستے سے آتا ہے۔" اس راستے سے "والدہ نے جواب دیا۔ "تم اُس کو کیا سمجھتے ہو؟" والدہ نے بڑے استقلال سے جواب دیا۔ "تم کا بیٹا۔"

"تو تم یہیں ٹھہرو۔ لیکن بہتر ہوگا کہ سامنے کی اونچی جگہ پر درخت کے نیچے کھڑی ہو جاؤ۔ کیونکہ اُس کے ہمراہ ایک بڑی بھیڑ ہے اور جس وقت وہ برابر سے گذرے تو پکار کر اُسے آواز دینا مضروری نہ ہو۔ اور ڈرنا مت۔ اگر تیرا ایمان قیمتی واقعیت کے برابر ہے تو اگر بادل بھی گرجنے لگیں تو بھی وہ تیری آواز سُن لے گا۔ میں جاتا ہوں۔ تاکہ اہل اسرائیل کو جو شہر کے اندر ہیں۔ خبر دوں کہ وہ نزدیک ہے اور اُس کے قبول کرنے کو تیار ہو جاؤ۔" اے عورت تجھ پر ورتیے پھر بھول پھلا ہوتی ہوئے۔" یہ کہہ کر وہ وہاں سے چل دیا۔

"تو نے سنا اے نرشہ۔ تو نے سُنا۔ تامری راستے سے آتا ہے اور وہ ساری مخلوق سے پہلی کوشش کرکے اُس چٹان تک پہنچ جائے گا۔ صرف ایک قدم تو ہے۔"

یہ کہا کر اُس نے قُرہ کا ہاتھ پکڑا اور کوشش کرکے اُٹھی۔ مگر جس وقت وہ جاتی تھیں، اُس نے کہا "ٹھہرو۔ وہ ابھی پھر آتا ہے۔" پس وہ اُس کے واسطے

رُک گئیں۔ انہوں نے پاس آکر کہا۔ "اے عورت تجھے مُبارک کرنا۔ یہ خیال کرکے کہ تامری کے پاس پہنچنے سے قبل وہ بھیڑ برابر کا ہو جائے گی۔ میں نے سمجھا کہ یہ بات تجھے کام آجائے گا۔ کیونکہ اگر تجھے ضرورت ہوگی تو تجھے شہر میں بہت مل جائے گا۔ پس اُسے نے اور خوش رہو۔ جس وقت وہ اس راستے سے گذرے تو اُسے ضرور آواز دینا۔" یہ کہہ کر اُس نے پانی کی ایک نومڑی دی جیسا کہ مسافر اکثر اپنے ہمراہ پانی کے واسطے رکھتے ہیں۔ اور اُسے بیچ پر نہیں رکھ دیا بلکہ خود والدہ کے ہاتھ میں دیا۔

"اُس نے منتظر ہو کر دیکھا۔ دیکھا کہ یہ کیا کرشمہ ہے۔"

میں بوڑھی عمر کو پہنچ کر نہیں۔ لیکن میں مسیح کا ستائیسواں سو برس قبل پیدا ہونے والا ہوں۔ اور میرے کلام اور ہونے سے یہی بات سکھانے کے واسطے ہے کہ "دنیا کے تخت کا لقب ملامت سے جاتا ہے۔" مگر اُسے اب تک سمجھا نہیں۔ میں پھر کہتا ہوں کہ تجھ پر اور تیرے ہمراہیوں پر سلامتی اور شادمانی ہو۔ یہ کہہ کر انہیں پھر چل دیا اور آہستہ آہستہ نیچی چٹان کی طرف گئیں۔ جب وہ وہاں پہنچ گئیں۔ تو ذرا تھک کر درخت کے نیچے بیٹھ گئیں۔ وہ سوکھی۔ چوتھی گھڑی کے قریب ایک بڑا ہجوم جس میں کئی سو آدمی تھے۔ بیت فجہ کی سمت کی طرف سے آتے اور داہنوں بائیں کچھ ڈاماں نظر آیا۔ جس وقت یہ اُس ہجوم کو دیکھ رہی تھیں تو ایک اور بھیڑ شہر کی طرف سے آتی دکھائی دی۔ قُرہ نے نرشہ کو بلایا۔ اُس سے سوال کیا کہ اُس کا کیا مطلب ہے؟ والدہ نے جواب دیا۔ "وہ آتا ہے جو شہر سے آتے ہیں۔ وہ اُس کے استقبال کو نکلے ہیں اور جو مشرق کی جانب سے آتے ہیں، وہ اُس کے ہمراہی ہیں اور عجیب نہیں کہ دونوں بھیڑیں یہاں آکر ملیں۔"

"مجھے خوف ہے۔ اگر اُن کی بات اتفاق ہوگی تو وہ ہماری دشمن ہوں گے۔"

اُس کی والدہ کے دل میں بھی یہی خیال تھا، مگر اُس نے خود سے دیانت کیا کہ
"جب بڑھاپے نے دس کے چنگل مرنے کا ذکر کیا تو اُس نے بتایا تھا کہ کس
الفاظ میں اُنھوں نے ناصری سے درخواست کی تھی؟"

"یا تو" اُنھوں نے یہ کہا تھا کہ "اے خداوند ہم پر رحم کر" یا یہ کہ "اے اُستاد ہم
پر رحم کر۔"

"صرف یہی کہا تھا؟" "کیا سے تو صرف اتنا سنا ہے تم نے
اور سے اپنے دل میں کہا، "مگر تمھارا کہنا کیا تھا؟"
عمرہ بولا "ہاں، کہہ کر بڑھا نے خود دیکھا کہ وہ چنگا ہو کر چلے گئے۔"
اس عرصے میں بیت بلا سے آتا ہوا ہجوم نزدیک آگیا اور اُس
نے اُن کے درمیان ایک شخص کو سوار دیکھا جس کے گرد لوگ بڑی خوشی سے گاتے
اور ناچتے تھے۔ سوار سفید سر تھا اور سفید جامہ پہنے تھا۔ وہ نہیں دیکھتا
تھا، مگر کسی کو معلوم تھا کہ اُن گڑھیوں کو بتائے کہ یہ عجیب ناصری ہے۔ دلاور
نے پکارا کہ "وہ یا ترضرور" یا اے بچی آ" یہ کہہ کر وہ آگے بڑھی اور
منہ کے بل ہیں پر گر پڑی۔ دلاور اور حاذر بھی اُس کے پاس آگئیں۔ جس وقت
شہر کے ہجوم نے اُس پھیر کر دیکھا تو زور سے نعرہ مارا کہ اسرائیل کا شاہ مبارک ہو
جو خداوند کے نام سے آتا ہے۔" ناصری کے چہرہ پر گرد تھا۔ اُس نے اُس کے
جواب میں آواز بلند کی، "خوش ہو تم کہ کے بل جانے کا وقت آگیا اور وہ موقع بھی
جس کی اُن مسیحیت لوگوں کو تلاش تھی، مگر اب موقع ہاتھ آیا تو ممکن ہے کہ
پھر ہرگز نہ ملے۔" پس والدہ نے اضطراب سے کہا کہ "اے بیٹی اہم زیادہ نزدیک ہو
جائیں یہاں سے وہ جماعت سن سکے گا۔" جس وقت یہ بچے کے کچھ نزدیک آئیں
تو بھیڑ سے لوگ چلا اُٹھے "کوڑھی کہ وہ ہیں چھوڑ کر، یہ خدا کے غضب ہیں

اُن کو بلاؤ کہ" مگر ناصری جس طرف اُن نے دیکھا یا تو اُس نے اپنے جادو کو
روکا۔ اُس کا سنگنا تھا کہ والدہ نے بلند آواز سے کہا، "اے اُستاد، اے اُستاد تو
ہماری ضروریات کو دیکھتا ہے، تو ہم کو چنگا کر سکتا ہے۔ ہم پر رحم کر۔ ہم پر رحم کر۔"
اُس نے سوال کیا، "کس طرح تم کو اس لائق سمجھے کہ میں ہم کر سکتا ہوں؟" اُس نے
جواب دیا "تو رات" ہے جس کا حوالہ دے کر یہ لوگ تجھ سے مخاطب ہوئے ہیں۔"
ناصری نے کہا "اے عورت تیرا ایمان بڑا ہے جیسا تو چاہتی ہے تیرے
لیے ہو۔"

اس ایک لمحہ توقف کر کے وہ آگے کو بڑھا۔ والدہ نے لکھا ہے کہ اُس نے
بلند کر کے کہا، "خدا و عالم بادا میں حلال۔ مبارک۔ مسیح چند مبارک بیٹا ہے۔" اور اُس
نے ہیں سنتا ہے، یہ کہہ کر اُس نے ترشہ کو گلے سے لگایا اور بولی "اے
بیٹی اوپر دیکھو۔ اس نے ہمیں چھوڑ دیا ہے۔" وہ فی الواقع چنگی ہو گئی تھی۔ ہم سب
گھر پہنچ گئے۔ ہم نے کہا تھا کہ "وہ ہمیں کہاں دریچی دونوں کا کوڑھ جاتا رہا اور وہ
بالکل تندرست ہو گئیں۔ اُن کی خوشی کا گروہ علاوہ عمرہ کے ایک اور تھا۔ ناظرین کو
یاد ہوگا کہ اس ہابت قدمی سے ہم عمرہ ناصری کے ساتھ ساتھ رہتا تھا۔ ہیں جس
وقت یہ کوڑھی راہ کے کنارے نظر آئے، اُس وقت یہ جوان یہودی بھی
وہاں موجود تھا۔ اُس نے اُن کی پہلی صورتیں دیکھیں اور اُن کی دعا بھی سنی۔ ہاں
ناصری کا جو یہ بھی سنا تھا۔ اُن کو نہ پہچانا۔ جب یہ معجزہ ہو چکا تو یہ بن حُر ہجوم سے
علیحدہ ہو کر راہ کے کنارے ایک پتھر پر بیٹھ گیا۔ جو گلیل اُس کے قریب کے، اپنے
ہم خیال لوگوں کے پاس جانے لگے تو اُس سے مخاطب ہوئے کہ "تم ہمارے ساتھ کیوں نہیں
چلتے؟" اُس نے جواب دیا، "میں ابھی نہیں جا سکتا۔" اُن لوگوں نے اُس سے سلام کر کے رخصت
ہوتے وقت تھوڑے سب لوگ گذر گئے تو ایک سوار عربی دوڑتا ہوا نزدیک آیا۔
اُس نے اُسے حکم دیا کہ "تو وہاں ٹھہر۔ میں چاہتا ہوں کہ شہر تک جلدی

پہنچ جاؤں۔ والد بیمار کو آج اچھی طرح نوکری دینی ہوگی۔ تب اُس نے گھوڑے کو ہنکایا، اور سب بیتیر کسی خاص خیال کے مستقرات کی طرف کو چلا۔ اُس کی ماں اور بہن کو اُس نے تو اُس کی جانب توجہ کسی، مگر جُوڈو اُس کی طرف دیکھ رہی تھی۔ ایک اُس نے کہا: "خدا وند کی قسم ہے تو عُزوبہ ہے"۔ پس جلد پہنچ کر پاس گیا اور جُوڈو سے دریافت کیا کہ "تو یہاں کیا کرتی ہے؟" وہ دوڑ کر اُس کے قدموں پر گر پڑی اور خوشی کے آنسو بہاتے ہوئے کہنے لگی: "اے آقا، اے آقا، تیرا خدا اور میرا اللہ کیا ہی رحم و برکت ہے۔ اُس کے بشاش چہرے، اُس کے کلام اور اُس کے طریقے سے اُس کو کچھ جان پہچان ہوا اور پھر کہ وہ فوراً مستقرات کی طرف نظر سے دیکھی دیکھتے ہی اُس کا کلیجہ مُنہ کو آیا، وہ بیمار سا گونگے کی طرح کھڑا رہ گیا۔ اُس کی والدہ تو نہ چوڑے ہوئے آسمان کی طرف دیکھ رہی تھی اور نہ اُس کے برابر کھڑی تھی رفقہ تھی۔ اُس کو اُن کی پہچان نہ لگی، وہ جب اُس کو یہ بیمین سا ہو گیا تو فخر نہ ہوئے نگر اُس کے کانوں کے پاس منہ پر ہاتھ رکھ کر چپکے سے "اے عُزوبہ کیا ہے میری والدہ ہے"۔ تو نہ ہے۔ مجھے جلد بتا کہ میری بلکہ میں مجھے دھوکا نہیں دیتی ہے"۔ اُس نے کہا: "اُن سے بات کر! اے آقا اُن سے بات کر! یہ ہاتھ پھیلا کر اُن کی طرف چلا اور چلایا: "اے ماں! اے ماں! اے رحمت میں موجود ہوں"۔ محبت کی تحریک سے اُس نے چاہا کہ فوراً اُسے کھینچ لے لگائیں۔ لیکن والدہ بھاگ گئی اور محبت بھری آواز سے کہا: "ٹھہر جا، ٹھہر جا، اے بیٹے ٹھہر جا۔ تو نہ کہ آؤ اور نہ ہم کو چھُو! آپ کہ ناپاک"۔ اُسے یہ خیال گذرا کہ ہم پہلے ہو گئے ہیں۔ مگر ممکن ہے کہ بھوسے کپڑوں سے اُسے بیماری لگ جائے۔ لیکن بن حُور کو اس کا ذرا بھی خیال نہ ہوا۔ اُس نے تو اُسی وقت کے بعد اپنے عزیزوں کو دیکھا تھا۔ پس فوراً لپک کر اُس سے چپٹ گیا جس وقت اُس غریب دردے کی خوشی کا جوش کچھ

کم ہوا تو والدہ نے کہا: "اپنی اس خوشی میں آؤ بیٹے ہم کو ناشکر نہ ہونا چاہئے اور ہم اپنی زندگی کو اُس کی شکر گذاری سے شروع کریں"۔

تلوار نکلی ہوئی تھی۔ بس عاموس نے ترقو سے دریافت کیا کہ کیا یہ جنگ کا زمانہ ہے؟ "نہیں"، پیرقد کیرس جھکیا ہوا بولا "لیکن ہے کہ ہمیں کی دستگیری کرنی پڑے"۔ "کیا اس کے بھی دشمن ہیں اور وہ کون ہیں؟"

"اے ہاں، افسوس ہے کہ یہ صرف مذہبی نہیں، مگر کہ وہ سیاسی بھی ہیں۔ ہے ہاں اور کیا وہ ضلع کا آدمی نہیں ہے؟" "اس سے بڑھ کر تو کبھی کوئی نہیں ہوا۔ مگر بعض محققین کی رائے میں اس نے ایک بڑا جرم کیا ہے"

"کیا جرم؟"

"عاصری کی نظر میں غیر قوم بھی یہودیوں کے موافق رحمتوں کے لائق ہیں۔ وہ یہ کہتا سکھایا ہے" "اور عاموس اور بھی اور تب یہ دونوں سے رونے لگے۔ شریعت کے مواقع منوعہ تھا کہ کاہن اس امر کی تصدیق کرے کہ ماں اور جنینی بالکل تندرست ہو گئی ہیں۔ اس نے حکم سے یہ انتظام کیا۔ شاہان کے مقبروں کے قریب ہی اس نے اونچے اونچے ستون کھڑے کر دیئے اور ان کی سائنس کے وسط پر ایک تختہ بچھا کر دیا تاکہ ان کسی نجاست کی تطہیر نہ ہو جو گھر میں پڑ گیا ہو گیا تھا اور عید کی رسومات میں شامل ہیں ہو سکتا تھا، وہ اپنے عزیزوں کے سر پر رہا اور اپنی گذشتہ داستان سلسلہ وار ان سے بیان کیا اور ان سے ان کی گفتگو کا حال سنا۔ جس جوں وہ ان کا حال سنتا تھا تو رومیوں کی طرف اس کی نفرت اور دشمنی بڑھتی جاتی تھی۔ اگر اس کا بس چلتا تو وہ ابھی قوم کو قتل عام کر دیتا۔ اسے یقین تھا کہ وہ ان کو شکست دے کر رہے گا۔ جتنا ہی اس کی یہ رائے قائم ہوتا کہ جب تک کئی اسرائیل بنک دل ہو کر جنگ نہ کریں گے رومیوں کے برباد کرنے میں مال کامیابی حاصل ہو گی۔ پھر بھی اس کی امیدیں ناصری ہی پر بھروسہ کرتی تھیں، کہ وہ ابھی میری قوم کی گردن پر سے رومی جوئے کو دور کر سکتے ہیں۔

گئے گا ہے یہ خیال کیا کہ جس وقت وہ سریا، میری اپنے تئیں بادشاہ بنائے تو لوگوں سے خود کلام کرے گا۔ یہ سن کر اسے سرپال میں وہ خواب جس کا خدا نے اسے کیا تھا۔ جس پر وہ برابر کا بادشاہ بنایا جاتا ہوں۔ جس وہ قربان روانی لے کر تمہارے پاس آیا ہوں جس کا نبیوں نے ذکر کیا ہے۔ پس اٹھو اور جاؤ کہ قبیلے میں لاؤ۔ مگر یہ بھی حال آتا تھا کہ کیا کسی وقت وہ یہ کلام کہے گا بھی۔ یہ خیالات سے اس کا دل بڑا مضطرب رہتا تھا۔

چھتیسواں باب

افشائے راز

اگلی شام کو یہ خود سوار ہو کر اس سرائے کے پھاٹک پر آیا جہاں سے تین برس سے زیادہ عرصہ گذرا کہ تین مختصر سی بیت لحم کو روانہ ہوتے تھے۔ یہاں ایک عرب کو گھوڑا بیچا کر یہ دام کے عمل کو روانہ ہوا۔ وہاں پہنچ کر وہ مسافر کی حیثیت سے کسی کام کے واسطے بازار کو گیا تھا۔ پھر سوداگر اور بزرگ مصری کی حیثیت سے دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ وہ عید کی رسومات دیکھنے کے لئے پاکی میں سوار ہو کر گئے ہیں۔ یہ ابھی دریافت کر ہی رہا تھا کہ اتنے میں بلطسر کی لڑکی روحانہ کو پردہ ہٹا کر اس کمرے میں آتی ہوئی یہ بیٹھا تھا۔ اس کی شکل کو دیکھتے ہی یہ خود کانپ اٹھا کہ آج دال میں ضرور کچھ کالا ہے۔ کمرے میں داخل ہوتے ہی

اُس مصری سیاحہ نے کچھ تیز آواز سے کہا "اے بن عوف تم مناسب وقت پر آئے۔ میں تمہاری مہمان نوازی کے واسطے تمہارا شکریہ ادا کرنا چاہتی ہوں، کیونکہ ممکن ہے کہ کل کے بعد پھر یہ موقع مجھے ہاتھ نہ آئے، اور پھر تم میرے ساتھ کیا سلوک کرو۔ عورتوں کے درمیان یہ رسم ہے کہ جس وقت بازی ختم ہوتی ہے تو امیر ہار جیت کا حساب کرتے ہیں، اور جیتنے والے کے سر پر ایک تاج رکھتے ہیں۔ ہم نے بھی ایک بازی کھیلی ہے، جو کچھ عرصے تک قائم رہی۔ چونکہ اب ختم ہوتے پر ہے، کیا بہتر ہو گا کہ ہم بھی دیکھیں کہ سہرا کسے ملے گا؟"

بن عوف نے نہایت سے جواب دیا "لکھا ہے کہ ایک مرد ایک عورت کو جو کسی کام کے کرنے پر آمادہ ہے نہ روک سکے۔"

برس نے فوراً ناک چڑھا کر کہا "اے شہزادہ روشمیم! مجھے برتا کہ وہ کہاں ہے جو ہماری حضرت کے بڑھتی ماں ہیا، اور خدا کا بیٹا بھی ہے، اور جو تھوڑا سا عرصہ گذرا کہ بڑے بڑے کام کرتا تھا۔"

بن عوف نے بے قراری سے ہاتھ کا اشارہ کیا اور جواب دیا "میں اُس کا نگہبان نہیں ہوں۔"

بکیا اُس نے رُوم کو پورا پورا کر دیا ہے؟ اُس نے اپنا خلافت کس جگہ قائم کیا ہے؟ کیا میں اُس کا تخت اور اُس کے سریر دیکھ سکتی ہوں، اور اُس کا عمل جو مُردوں کو جلا سکتا ہے؟ وہ مرسولے کا عمل پتے کام سے ایک عورت کیا کر سکتا ہے؟"

"اب تو بن عوف کو بالکل یقین ہو گیا کہ یہ صاحبہ جھگڑا کرنے پر آمادہ ہے، کیونکہ اُس کے سوالات تانگ رہے تھے۔ اُس نے اپنی طبیعت کو بحال ضبط کر کے خوش مزاجی سے جواب دیا "اے حضرت اُس کے اور اُس کے مخالف اور

قسر بہروں کے واسطے ایک اور دن یا ایک گھنٹہ تصرف کرنا۔"

"اور یہ کیونکر ہے کہ میں تم کو اس پوشاک میں دیکھتی ہوں جب کہ حکم ہا اور بکلوں کے ساتھ سلطنت تو اس پوشاک میں پہنے ہیں نے طبلوں کے عالم کو ایک مرتبہ دیکھا تھا، وہ تو ریشمی ستارہ ہار تھے اور تاج کا ہما پہنے تھا اور تم کی عوارہ کا وسر اور میان قیمتی جواہرات سے جڑے تھے۔ مجھے خوف ہے کہ اس تم سے سلطنت فتح ہی کہیں میں مجھ کو حصہ ملا تھا۔ تھا۔ خیال تو یہ تھا کہ اُس کی فوجی قسمت کی نہ ہو تم اس داخل ہو گا اور پہلی کی سبز میدانوں سے ہٹو یہاں کے ارشاد ہونے کا۔ سہرا دے گا میں نے خود اُس کے عروس کو دیکھا ہے۔ میں نے ناک گردن کو خانہ اور کھجور کی ڈالیاں ہاتھ دیکھا سہرا خالی تھا کہ میں ایک شخص کو جو ہاتھ رکھتا ہو گا، سپاہی لباس پہنے گھوڑے پر سوار دیکھا ہے سوار دیکھنے کی مگر مجھے نظر آیا جس وقت میں نے ایک آدمی جس کی شکل اور بال عرب کے سے تھے، باپ گھوڑے کے بچے پر سوا اور آہستہ آہستہ بادشاہ، خدا کا بیٹا، جہان کا منجی! ہا۔ ہا۔ ہا۔ پھر میں نے شہزادہ یروشلیم سے تھا میں دیکھ لیا کہ مجھے یہ امید تھی کہ شاید وہ ہیکل میں آنے کا اشتہار دے گا۔ میں نے اُسے خوفناک صورت پھاٹک پر روکتے دیکھا ہا ہا۔ اُس وقت اُس نے اپنے حواس میں فوجی وردی میں کے دوسرے آدمی سے کہا ہا ہا۔ آئے شہزادے رسولوں کی قسم تیرا جہان کا بادشاہ، تو اپنا دین دنیا اسے گرویدہ کر چکے سے چل دیا۔ اُس نے تو اپنا منہ بھی نہ کھولا۔ لڑکی مشین تو ویسی ہی چل رہی ہے۔"

بن عوف نے نہایت شتابی سے کہا "اے بلطہر کی بیٹی اگر میں تمہاری مدد کا قرار کیا ہے تو سہرے میں حد تم کر دیا ہوا، اس بحث کو ختم کرو۔

لیکن مجھے معلوم ہے کہ تمہاری قسمت خراب ہوئی۔ لیس اُس کا جان کر، اور
میں تم کو جواب دوں گا تب اپنی اپنی راہ جائیں، اور ایک دوسرے کو قبول کریں۔"
اُس نے کچھ دیر سوچ کر جواب دیا کہ "تم بخوشی جا سکتے ہو۔"
جب اُٹھ کر چلنے لگا تو اُس نے کہا "ایک بات تو بتا دو۔ تم کو معلوم
ہے کہ میں تمہارے بھید جانتی ہوں؟ کیا خوشی ہوئی اے مصری نازنین؟"
ایک ہیروی علاقہ جہاں سے بچ گیا تھا۔ اُس نے ایک کے ایک محل میں
ایک آدمی کو قتل کیا۔ اُسی ہیروی نے ایک ہیروی سپاہی کو یہاں ہر قسم میں ہلاک
کیا۔ اُسی ہیروی نے یہ سمجھ کر اور قرار رکھا کہ گلیسیوں کے میں دشمن ہیں
ہیں کہ ہیروی حاکم کو آج رات گرفتار کریں گے اسی ہیروی نے ہیروؤں سے جنگ
کرنے کے واسطے سازشیں کی ہیں آدھی رات، اور ہم اُس سازش میں شامل ہیں۔ لہٰذا
تب اُس نے بالکل قریب آکر آہستہ سے اُس کے کان میں کہا۔ "تم خاموش
رہنا۔ خبردار کہ یہ باتیں کسی سے کہنا۔ اگر پھانسی چڑھائی جائیں تو کہا جائے گا کہ
میں تم کو مجھ سے بہتر نہ سمجھا۔ مجھے مجھ پر ترس آتا ہے۔ اگر تم میری رائے پر عمل کرو
تو میں تم کو بچا لوں گی۔ میں قسم کھاتی ہوں کہ تم کو بچا لوں گی۔"
یہ سن کر اُس نے بڑے استقلال سے کہا "اگر یہ تو درست ہے کہ تمہاری مالکہ ہے کہا"
ہاتھ میں تمہارا ایک دوست تمہارے لڑکپن کی ... تھے۔
تم دونوں میں جھگڑا ہوا اور آپس میں دشمن ہو گئے۔ اُس نے تم کو ضرر پہنچایا۔
تمہارے بھائی کے سر نکالنے کی کوشش کی۔ تم اور وہ دونوں چار ہوئے۔"
"لیس سلام؟"
وہاں لیس سلام تم اُس کے قبضہ میں ہو۔ گذشتہ واقعوں کو بھول جاؤ۔ اُسے
اپنی رفاقت میں پھر قبول کرو۔ جو دوست وہ دونوں میں ہو گیا ہے، اُسے واپس لا دو

چھوڑے ہوئے لیے کچھ نہیں ... اُس سے اس وقت بہت کام آئے گا
... ہیں تو ... قاتل شہزادے ... ایک عالی دماغ ... کے واسطے مقصد مرت
... ہے۔ اُسے بچا لو۔"
... کر ... خوش آمدگی ... اعلیٰ کرنے ... کہا "اے سلطان سچ سچ یہ بتا کہ کیا اس سلام نے تم کو اس درخواست کے ساتھ
میرے پاس بھیجا ہے؟ اے سلطان کی بیٹی اگر تم کو ... کچھ کہنا ہے تو صاف کہہ دو،
... اس ... قسم ... کے خدا کی قسم صاف ... اس ... ہو کر میں قبول ... کہ
تم عورت ہو ... عورت ... کہو کہ میں تم کو اس وقت ایک ... مگر
آقا کا جاسوس جانتا ہوں۔ آقا اس وسطے زیادہ ... ہے کہ وہ
... میں جو کچھ اور کہنا ہے سوچ کر کہہ دو۔"
... چھوٹے بچے ... اور چھاگلوں کے کھانے والے ... کہا تم ...
... کا مقابلہ ہو سکتا ہے؟ تو اُس کی عداوت کرنے کے واسطے پیدا ہوا تھا۔ وہ
تو چھوٹے سے ... ہو جاتا، مگر اب کہ ... تجھے ... لوٹے ... دیتے
ہوں گے ... تیری ... کا یہ ... بتاتے۔ اگر کل ... ہو ... اس سلام
کو تو حکم نہ دیدے گا کہ ... تجھے ... توڑے ... دے ... اُسے
... سے ... گا۔ فانی کو کام ... اور ... ہے۔" یہ کہہ کر ... سے
باہر جانے لگی مگر ... راہ میں ... گیا، اور کہا "یہ مصر کی قدیم ... ہے۔ وہ
ہے ... ہیں سلام سے کل ... ہیں ... ہیں ... میری ... سے
کہہ دینا کہ ... والدہ کو ... ہے ... کہ ... اُس نے ... کی ... مجھے ... کی
... اُس نے ... کی ... مجھے ... کی ہے۔ اُسے کہہ دینا کہ اُس سے مجھے ملاقی کے
واسطے ... یہ ... تھا کہ ... مر جاؤں، مگر ... بچ گیا ... اور ... میں

اُس کی نگاہیں اور پیشانی پر شادمانی ہویدا ہوئی۔ اُسے کہہ دینا کہ میرے ہاتھ سے جو اُسے جسم کی تکلیف پہنچی ہے میں اُسے خدا اور اس کے رسول کے غضب کا موجب سمجھتا ہوں، کیونکہ اُس نے مکروں کر سنا ہے۔ اُسے کہہ دینا کہ میری اور اُس بیچارہ کی جس کو اُس نے انطونیا کے دنیان میں قید کیا تھا کہ کوڑی پر کر سزا ملی، وہ خدا کی قدرت سے میں کی تم سخلیہ قوی ہو بردہ اور تندرست ہیں۔ اُسے کہہ دینا کہ میری خوشی کا یہاں تک ہوا کہ اُسے کہ راستے وہ مجھ کو مل گئی ہیں، وہ میں اُن کے پاس ابھی جاؤں گا مالکہ اُن کی پاک محبت میں شادمانی حاصل کروں اور اس پاک عشق کا ہر پچھے چھوڑ کر تم اُس کے لئے سے جاؤ کی ایک مثال قائم ہوگی۔ اے عمار فتنہ اُسے کہہ دینا کہ تم فولاد کی کو سلی ہو کہ جب نیسر پچھے توڑنا چاہے گا تو اُسے پچھتانا پڑے گا، کیونکہ ایڑیں سے جو جاندار مجھے ہی نفس سے فروخت کر دی گئی اور وہ ہنڈیا کی صورت میں تجارت میں پھیلا دی گئی ہے۔ اُسے کہہ دینا کہ یہ عمل اور سباب اور تجاوز ماں جس کے ذریعے سے سرمائنڈس تجارت کرتا ہے، شاہی فرمان سے محفوظ ہیں۔ اُسے کہہ دینا کہ اگر یہ فرمان نہ بھی ہوتے اور جہاندار مصری ہی ہوتی تو بھی میں اُس کے ہاتھ نہ آنے دیتا، کیونکہ تب میں قسم کو قتل نہ کر دیتا۔ اُسے کہہ دینا کہ جو کچھ اُس نے بھیجے ساتھ سلوک کیا ہے میں اُس کے عوض میں فرماں صنعت اُسے نہیں بھیجتا۔ مگر میں نہیں بھیجتا ہوں کہ تم اُس کے واسطے گل معدن کا محفوظ ہو جاؤ گی، اور اُسے بطلیموس کی بیٹی جس وقت میرا پیغام اُسے سنائے گی تو وہ خوشی سے میرا مطلوب مقبول سمجھ جائیگا۔ اب جاؤ، اور میں بھی جاتا ہوں۔ تم پر سلامتی ہو۔" یہ کہہ کر اس کمرے سے نکل گئی اور میں خود بھی وہاں سے چل دیا مگر بڑا مضطرب تھا۔ اُسے کبھی خواب میں بھی یہ خیال نہ آیا تھا کہ اس مصری کا بھی کچھ سے کچھ تعلق ہے۔ اس سے دوبارہ اُس سے اپنے دل کے بھید کہہ رہے تھے

اور دوں ایک صورت میں اب کو اور اپنے ہیجوں کو اُس کے ذریعے سے سلامتی سے لاؤں گا۔ اُسے صاف معلوم ہو گیا کہ میں، حاکم کے محل میں اور اس سے گفتگو کرنے کی طاقت رکھتی ہوں۔ اُسے خیال ہوگا کہ میں نے اپنی آسمین میں ایک سانپ پالا تھا۔ یہ بھی اسے وہم ہوتا تھا کہ کہیں سرمائنڈس اُس لڑکی کی دھوکہ بازیوں میں شامل نہ ہو۔ مگر پھر فوراً خیال ہوتا تھا کہ کسی بیچارہ کا یہ کام نہیں ہو سکتا۔ علاوہ بریں سرمائنڈس ایک شخص تھا۔ یہ سوچتے سوچتے وہ محل کے کوٹھے پر چڑھ گیا اور وہاں سے دیکھتا تھا کہ جہاز میں کوچ کریں گے، میں لوگوں کو ہر گھر سامان لگوں گا اور میں اس وقت اُن سے بیقید رہوں گا اور وہ ہی میں اپنے دوستوں سے شہر سے جانوں گا۔ میں گھسیروں کو طلب کروں گا اور اس شہر میں جنگ کروں گا۔ ہماری سے کناروں سے سلامتی کے ساتھ فرعون کو اپنی طرف کر لوں گا۔ اس نے توس کو مسخر کیا، تو اُس وقت جب میں ناکام ہوں گا تو کسی اور کو کھڑا کر دے گا۔ ممکن ہے وہ ناصر ہو، شہزادہ دست یہ خیال کر کے چھوٹ کی وہ وری کے قریب جہاں عموماً شام کو سرمائنڈس بیٹھتا تھا، آگیا۔ اور صاحب کہ جو دکھا تو سوداگر کی صورت پر تھی وہاں سے سرکا نہایت عمدہ نظارہ دکھائی دیتا تھا۔ اس خیال سے کہ ممکن ہے کہ سرمائنڈس حاضر ہو وہ دے پاؤں اندر گیا۔ کرسی پر پڑا ہوا تھا۔ اس نے سوچا کہ معلوم ہوا کہ سوداگر تو نہیں ہے، مگر آستر اُس کی گود میں پر بے خبر سو رہی ہے۔ مال مکھر سے بڑے اُس کے خوبصورت اور دلکش چہرے پر پڑے تھے۔ یہ کسی کی تلاش پر، تھا رکھ کر پیچھے کھڑا ہو گیا، اور سوچنے لگا کہ اس سے جگاؤں گا نہیں۔ مجھے اس سے کچھ کہنا بھی (سے ذرا مل کے بعد) ہاں اگر کہنا ہے تو یہ کہ میں اس سے محبت رکھتا ہوں۔ یہ سوداگر کی بیٹی دلہن ہے۔ نیز مصر کی ملکہ نہیں ہے، کیونکہ اس

ہیں گل خوشنمائی، مگر اس میں گل سنجاتی اس میں بلبل مطرب، اس میں فرہاد ہاتھ اور اپنے
قرابتی کھانے اس میں خوبرو پری اس میں مفلس گنگنی۔ کب سوار ہم نہیں سے کو
ہیں، اس سے محبت کرتا ہوں۔ مگر کہ کر یا ہم مجھ سے محبت کرتی ہے، وہ نہ کرو وہ سے
میری ہمدرد تھی جس رات فطاکیہ میں اس کے باپ کے گھر کے بالاخانے پر ہم دونوں
گھوڑے تھے، اور کس طرح بچوں کی طرح اس نے بھلے پن سے مجھ سے درخواست
کی کہ روم کو اپنا وطن نہ بناؤں اور کیسے کہ مجھ سے روم کے حالات دریافت کئے،
اور میں نے اس کا برسہا برسا بیان کیا تو سہ بھلا گئی ہوگی۔ میں تو نہیں بھولا۔ میں اس
سے محبت رکھتا ہوں۔ شہر میں کس کو معلوم ہیں یہ میری عزیز والدہ اور بہادر بہن
ہیں کسی کو معلوم نہیں کہ کیا وجہ تھی کہ میں نے مصلحت سے یہ نہیں کہا تھا کہ میں
اُن کے بھلا دینے پر بڑوں سے روٹی ہوگی اور محبت سے انہیں خوش کر لوں گی۔ میری
والدہ کے وسطے پر دوسری بیٹی اور رومہ کی کمک مدد پر ہیں ہوگی ہیں وہ سے جگا
کر یہ سب کچھ کہہ دوں، نہیں بہتر ہوگا کہ اور صبر کروں، اور کسی اور وقت موقعہ پر
اپنے دل کا گل حال اس سے کہہ دوں گا۔ کہ دل پسند مشتری وفادار سلیقہ شعار
فرمانبردار بیٹی دانشمند مہذب رہنے والی، باغبار سے باہر نکل گیا۔

سینتیسواں باب

گرفتار

مانند اور گل کو چوں میں لوگ سرت سے جا بجا آگ روشن کر کے

اس کے گرد جمع تھے، اور سب کہ سب سرت آور چیزیں کھاتے تھے، کیونکہ یہ عید کا وقت
تھا۔ ہر ایک سر پر تھا۔ ہنسیوں اور مہ قدوں کی زیادہ تعداد تھی کہ قافلہ جس لوگوں
کے پاس سے ہو کر گزرتا تھا وہ اس کو سلام کرتے اور خوش ہوتے کہ ٹھہر کر بات
چیت کرتے، اور کہ ہم محمد نام کی محبت میں بھائی ہیں۔ کہ یہ ہر ایک کا شکوہ
تھا۔ اور کہ ہم محمد نام کی محبت میں بھائی ہیں۔ کہ یہ ہر ایک کا شکوہ
ہوا تھا جاتا تھا۔ میں نے کہ میں قافلہ سے پیچھے رہ گیا تھا۔ اس وقت میں بچا کر گھوڑے
ہاتھ سے بڑھ کر سر کے دوسری والدہ اور بہنوں کے پاس جاتے جس وقت وہ اس عزت
کو پاتا تھا تو اس سے دیکھا کہ اکثر لوگ مشعلیں لئے ہوئے آتے ہیں اور یہ بھی معلوم ہوا کہ
ہیں بھیڑ کے قریب پہنچے وہاں پہنچے وہاں بھیڑ خاموش ہو جاتی۔ اس امر سے
بڑا تعجب ہوا اور وہ وقت کہ ہم آگے بڑھے یہ دیکھا کہ اسے اور بہت سے
لوگوں کو علاوہ مشعلوں کے اس کے پاس کھڑے ہیں اور روٹی سامان ہیں۔ یہ صورت
جو نظر کی تو بہت مسخر ہوا کہ ان تحفہ کرنے والے روٹی سامان کا ٹھہرنا ہی
ہوا ہے۔ ورنہ کبھی ایسا تو کبھی ایسا ہی ہوا تھا پس دریافت حال کرنے
پر معلوم ہوا کہ یہ ہر ایک سے ہی ہیں آتا تھا پس دریافت حال کرنے
اور اس کے پاس ٹھہرنے کی وجہ سے بھی ان کے ساتھ صفیہ بیش بقی رہتی
کاہن کا تھا اور اس کی رسم کے وہی اتفاق ہوا۔ مگر نہ کہاں ہوا تھے
ہیں مشکل کو نہ ہوا ہے، کیونکہ کوا صفیوں سے جہاں سے آئے ہوئے معلوم
ہوتے مشکل نہیں ہوتا تھا پھر اس قدر اس کا ایسا مشہور کام ہے اور اگر کسی
کا ہم تجھے تو پھر روٹی سامان بھی بہت کچھ ہوا ہے، جہاں کہ ہوا ہی خود کوشش
کرنے سے وہاں تک وہاں تک ہوا اور معلوم ہوا کہ ہیں روٹی ایک صفحہ میں چلی سے
ہیں سب کا ہوا ہے اور جیسوں کے ساتھ سامان جاتے ہیں اس صفحہ میں دانتا
آدمی رسمل کا مارہ طرا اور بابل ایک کاہن ہے کچھ درمیان کا جو دونوں پر سوار ہو کر

چل رہا تھا پہچانے میں دیر لگا، کیونکہ وہ اپنا سر اٹھائے ہوئے تھا کہ چہرہ نظر آنا قطعاً مشکل تھا۔ ظاہر ہوتا تھا کہ کوئی قیدی یا مجرم ہے۔ پس بن حُر کو اس بھید کی تلاش پیچھے لگا دیا اور جلد بھیجا کہ کے دیکھے اللہ والے کے پاس جا پہنچا، اور اُس کے برابر چلنے لگا۔ راہ میں اس کے آدمی سے اپنا سر کھولا۔ ایسا کہ مائیوں کی روشنی اُس کے چہرے پر پڑی اور اس نے دیکھا کہ اُس کا چہرہ زرد اور خوف سے متغیر ہے۔ اس کی داڑھی، تراشیدہ اُس کی تکلیف کا بیان کرتی تھی اور اس سے نا آشنا نہ معلوم ہوتا تھا۔ چونکہ یہ عورت عیسیٰ کے سر پر تھا دیر رہا تھا، تو اس کے ساتھ کروں کو بھی ساتھ ہونا پڑا۔ عیسیٰ کا آنا دیکھ کر چہرے کو دیکھنے سے کہ مالک ہیں اسرائیل ہے۔ اور دیر میں ہیرودیس انتپاس کی پیشگوئی پر پڑا اور اُس نے کچھ نہ پایا۔ مگر کامن نے دیکھا دے کر کہا کہ تو کون ہے؟ چونکہ یہ سات نہ تھی تو سب کے سب پھاٹک کھلنے سے دروازہ باہر نکل گیا۔ حیرت زدہ ساتھ ساتھ جاتا تھا۔ مگر نہ جاتا تھا کہ یہ لوگ کہاں جاتے تھے۔ تھوڑی دیر میں مجوم اُس یہودی کے پاس پہنچ گئے جس سے کہا تھا کہ جا پتہ لگا، تو سب بھاگ کھڑے ہوئے اور اگلے کی صف کے لوگ سوائے یہودی کے اور چلا چلا کر کچھ کہنے لگے۔ پس وہ یہودی کھڑا ہو گیا اور دوڑا کے پھاٹک پر اُس کو ایک شخص ملا۔ وہ سپاہیوں کی طرف چلنے اور سنگ سر کی طرف گر اُس سے مال سے اُس کا چہرہ نظر آیا اور وہ کل دوسروں کی نسبت سے کثیر تھا۔ یہ اس کے پیچھے ہی اُس کے شاگرد بڑے اضطراب کی حالت میں ایک جگہ جمع ہو کھڑے ہے۔ مگر وہ خود تنہا ہی تھا۔ اُس کے مقابل ایک اژدہام ہوتا تھا اور مست۔ وہ اس لئے کہ اگر وہ ایک ٹھوکر دے تو ایک دم میں سارا شہر تو گرفتار ہو جائے۔ اس کے بعد اُس کی نگاہ پڑی۔ جب وہ کل سامان کچھ گیا

کہ یہ پتہ اُسادو کو کچھ نہ ہوگا اور ستائے ہوئے اور سپاہی اُس کی امداد کے واسطے آئے ہیں۔ مگر اس کو تو یہ اطمینا تھا کہ جو چیز کی اُس امانت کا مالک ہے وہ تک اپنے تئیں گرفتار ہونے دیگا لیکن اپنے ہی حفاظت کے واسطے تو بن حُر برسوں سے تیاری کر رہا تھا۔ اب وہ تمیں جس کی حفاظ جان کے واسطے اُس نے اپنے آپ کو مخطرہ میں ڈالا تھا۔ اور جس کی زندگی پر اُس نے بڑی بڑی اُمیدیں باندھ رکھی تھیں اس وقت خطرے میں تھا۔ تمام کا کل بے حس و حرکت کھڑا تھا۔ یہ سوچتا ہی رہا تھا کہ مسیح نے سوچا، اور اُسے دریافت کیا۔ "تم کس کی تلاش کرتے ہو؟" کاہن نے جواب دیا۔ "یشوع ناصری کو۔" میں ہوں۔" اس سادہ اور سنجیدہ کلام پر چند دم کے لئے سب چپ رہے اور کاہنوں میں سے زبان پر اندھے ہو گئے۔ لیکن تھا کہ وہ اُسے مخاطب کر کے آگے جاتے، مگر جو نے آگے بڑھ کر کہا "اے ربی سلام!" اور دوسرا سلام کے بعد اُسے بوسہ دیا۔ ناصری نے یہودا سے کہا "اے یہودا کیا تو ہی آدمی کے بوسے پکڑوا تا ہے؟" تو اس واسطے آیا ہے؟ جب یہودا نے کچھ جواب نہ دیا تو اُس نے سپاہیوں سے پوچھا۔ "تم کس کو ڈھونڈتے ہو؟" انہوں نے جواب دیا "یشوع ناصری کو۔" اُس نے کہا "میں نے تمہیں کہا کہ میں ہوں۔ پس اگر تم مجھے ڈھونڈتے ہو تو ان کو جانے دو۔"

اس کلام پر سب اُس پر پڑے۔ معلوم ہے کہ سفید شاگرد جن کے واسطے اُس نے اپنی جان کی قربانی دی تھی نزدیک آگئے۔ ایک شاگرد نے اُس شخص کا کان اُڑا دیا لیکن اپنے اُستاد کو گرفتار ہونے سے بچا سکا۔ دیر تک بن حُر ساکت کھڑا رہا بلکہ جس وقت افسر یہی تیار کرنے لگے، ناصری سے بڑا کام کرنا تھا۔ کیونکہ اُس کی نگہداری کا یہ سامان اس لئے کیا گیا تھا۔ اس واسطے کہ اُس نے یہ کہہ کر تنے ہی پہنچے ہیں بلکہ جس آدمی کے خون کا پیاسا تھا۔ دوست دشمن دونوں حیران تھے اور بن حُر کو اصل یقین ہو گیا کہ وہ اپنے منہ

مرگیا گر قناعت ہو تو نے لگا۔ نے میں ناصری نے پیسے سناگو دکو جس نے خدا بھلا باقی
کہا یہ اپنی خلوار میان میں کر۔ کیا مُنہ بالہ جو میرے باپ سے بھڑکر جائیں تو پیوں" وہ
تب اپنے گرفتہ کرنے والوں سے مخاطب ہو کر بولا۔ کیا تم جیسے چور کے لئے تلواریں
اور لاٹھیاں لے کر آئے ہو جیسے کسی ڈاکو کے پکڑنے کو نکلے ہو میں ہر روز بیت میں تمہارے ساتھ
تھا اور تم نے مجھے نہ پکڑا۔ لیکن یہ تمہاری گھڑی اور طلمت کا اختیار ہے" اس پر
رہنماؤں اور کاہنوں نے اُسے چاروں طرف سے گھیر لیا اور جس طرح کوئی شاگرد اپنے
کسی معلم کو دیکھ دیکھ کر دیکھنے لگتا ہے ایک بھی موقع رکھتا۔ کبھی کبھی اُسے قدوس
کا چہرہ نظر آجاتا تھا۔ زنانیت کی پہلی بے کسی اور اچانک دہشت تھی
مجھ اُسے خیال بھی نہ تھا کہ یہ شخص تم سے بچ سکتا تھا۔ وہ تو اپنے ایک دم سے پہلے
دشمنوں کو فنا کر سکتا تھا۔ خود اس لئے یہ کمزوری دکھائی وہ کیا پیدا کرنے جا رہا ہے جس
کے باپ سے اُس کو پیتے کو دیا ہے؟ اسے باپ کی بے سے حس کی یہ فرمانبرداری
مرتے دم تک بھی نہ بھلے جاتے میں ان خیالات سے وہ بڑا مضطرب تھا
مگر یکایک اس نے دیکھا کہ ناصری سے ایک سوار تیز رفتار گھوڑے پر چلا آرہا ہے جس
سے اور سوار بھی ہیں۔ "نہیں" اس کے دل نے کہا "نہیں" اس کے دل نے کہا "نہیں"
کے اندر گھس گیا اور اس کی دھڑکنیں اس کو تیز تیز کی رفتار پکڑتے تھا تھا تھا۔
ناصری سر جھکائے اندر گھس گئے۔ آہستہ آہستہ چل رہا تھا اس لئے وہ آگے
کاہن اور سردار جا رہے تھے۔ پس وہ نزدیک پہنچ کر ناصری کے کان میں کہا
"تم نے تو کہا تھا کہ تم نہیں" ایک مادہ سی بیوقوفی کے ساتھ اپنی خوشی سے جاتا
ہے اسے "ہتاو" میں بیر حد اور عاشق محبوب سے "میں تمہاری مست نہ جانے دوں گا
کہ اگر تم مجھے چھوڑ کے جاتے ہو جاؤ لیکن تو تصور کرے گا" ناصری نے سوال
کیا "کہ لوگ چلا سے لگے کہ ابھی اس میں سے کسی کو پکڑو۔

اُسے ڈنڈے لگاؤ۔ اُسے قتل کرو" پس وہ بڑی سرعت و جلد کر کے باہر نکل
گیا اور باغ کی دیوار پر سے "نا جانے" دکان سے کود کر بھاگ گیا۔ وہ دوڑ کے پیچھے
ہو لیا۔ ناصری اصل نے بہت سے دوڑتے اور گھوڑے پر سوار ہو کر اپنی دستہ اور
ہمشیرہ کے پاس شاہان کے شہر کو چلا گیا۔ وہ یہ ارادہ کئے ہوا تھا کہ کل
میں ناصری سے مزدور طلب کرے گا۔ اُسے تو خبر ہی نہ تھی کہ اس منظوم کو سبھا اتاس کے
سکان پر لے گئے ہیں تاکہ رات کو ہی اس کا فیصلہ کیا جائے۔ رات کو بڑے
چھن رہا۔ سے اب یقین ہونے لگا کہ وہ یہودی سلطنت جس کا میں ایک حصے
سے میال اور قائم کر رہا تھا صرف ایک خواب تھا۔

دوسرے دن دو گھڑیاں کے قریب دو سوار یروشلم کے پھاٹک پر آئے اس نے اُن کا سلام سے کہ بیٹھنے کی اجازت کی اُن میں سے ایک
نے کہا "نہیں بیٹھیے اور آرام کرنے سے تو دس رقت یہ مطلب ہے کہ ناصری
مارا جائے۔ اے بن یہوداہ، اٹھ آ اور ہمارے ہمراہ چل۔ فدی ہو گیا، بلکہ گنگنا میں
صبب بھی کھڑی ہو گئی ہے" "اطیب" ہے" کل رات وہ اُسے لے گئے اور اُس
کا مقدمہ ہو رہا تھا۔ صبح وہ اُسے پیلاطس کے دربار لے گئے۔ وہ مرتبہ دی نے
اُسے بے جرم ٹھہرایا۔ وہ مرتبہ اس نے ان کے دلائل پر اُسے سپرد کرنے سے
انکار کیا۔ آخر کار اپنے ہاتھ دھو کر اس نے کہا "تو اس کا خون تم پر ہو اور
اور لوگوں نے جواب دیا "اس نے جواب دیا" "خون اور لوگوں نے کہا
کہ اس خون ہم پر اور ہماری اولاد پر ہو"

بن خود نے کہا کہ "اے مقدس باپ اور اس کی قوم
کی نسبت ایک بہت بڑی پیشگوئی کی تھی۔ اگر وہ فی الواقعہ خدا کا
بیٹا ہے تو اس کا خون ان کی آرزو سے ہو سکے گا۔ یہ ہمیں ہونا چاہیے۔

کب پڑنے کا وقت ہے۔ یہ کہہ کر اس نے تالی بجائی اور جب بوس اشارے پر حاضر ہوا تو اسے حکم دیا کہ فوراً گھوڑوں پر زین کسے اور عمرہ سے کہا کہ تم نیا جوڑا پہن کر تیار ہو جاؤ۔ اسے رخصت کر دینے کے بعد اب اس نے اسپرکل کے ذریعے جان دیدیک جب تک میں آؤں باہر میرے لئے ٹھہرو۔" تب کھانا کھا کر اور کپڑے بدل کر باہر آیا تو دیکھا کہ تیار ہو کر باہر نکل آیا۔ گلیلی سے دریافت کیا "چلے تم بھی جاؤ گے؟"

"لشکر جمع کرنے کے واسطے" گلیلی نے آواز بلند کر کے جواب دیا۔ "افسوس" رکسوں اعظم نے۔ گلیلی سے غرور کے ساتھ کہا۔ "اے کاش تم بھی میرے ہمراہ ہوتے۔ تم سب کاموں سے بہتر ہو سکتے ہو۔ اور اس کا مستحق ہو۔"

"اس کے حاصل کرنے کا" گلیلی نے کہا۔ "تم سے بہتر کون ہے؟" یہ کہہ کر اس نے سر جھکا لیا اور سوچنے لگا۔ اسے یاد آیا کہ اس نے باپ سے وعدہ کیا تھا کہ میرے باپ نے مجھے رہائی دی ہوں۔ اس لئے یہ مناسب ہو گیا کہ ناصری کو بھی اس انجام کا پورا پورا علم تھا اور جو کچھ ہو چکے۔ وہ تامل سے اس نے کہا "اے بھائی، تم بھی گلگتا کو چلیں۔ جاتے ہوئے راہ میں ان کو ایک بڑا اچھا موقع ہاتھ آئے گا۔ جنوب کی طرف جانا تھا۔ اس لئے ان کو اسے پہنچنے کے بعد بھی لڑائی کی ضرورت پیش آئے گی۔ علاوہ ہوں کے لڑائی کی۔ حربی سامان، جنگی اور مصری بھی شامل تھے۔ بھیڑ کی کثرت کے باعث گھوڑوں سے اتر پڑے اور مکان کے دروازہ کے سامنے بھی بھاگ کر مظاہر کرنے لگے۔ گھوڑے کھڑے آہستہ آہستہ ڈھکیلتے ہوئے لے گئے۔ راہی ہجوم ہوا تو کہ سیلہ نہیں گزر تھا کہ ان کو لے جانے کے ملازموں کو بیٹھے کہ ان گرسی پر بٹھائے گھوڑے لاتے اور گرسی کو گرسی کے باہر سایہ پہنچ چلے دیکھا ان کے

پیچھے کی ایک اور ان تھی۔ ان کو آگے بڑھا اور کہا "اے میرے ناظم مجھ پر سلامتی ہو۔ کہ مجھ پر بھی تم آشتر۔ گرم بھی ٹھنڈا کر جاؤ۔ بلکہ ہو ضرور دیر ہاں اس مکان کے۔ اس وقت کہ جب جیٹر مل جائے گی تو میں بھی تمہارے ہمراہ چلوں گا۔"

سودا گر جھکا کے بیٹھا تھا پس چوکنا ہو کر کہا۔ "بہتر ہے دریافت کرو جو اس کی رائے ہو گی۔ تو جیسے ڈول میں ہیں ہیں ہوں گے۔" اس نے بلایا اور پردہ اٹھا کر دیکھا کہ شخص بیمار ہوتا ہے اور بہت پریشان سی چھال اوڑھے ہے۔ پردے کے ہٹنے کی آواز سن کر مزدگ نے آنکھیں کھولیں۔ یہ دیکھ کر اس سے دریافت کی تو اس نے بھی اور اس سے دریافت کیا۔ یہ دیکھ کر اس نے کہا "ہم آسے دیکھ سکیں گے؟" "ناصری کو؟" "ہاں وہ! کل ہمارے نزدیک سے گذرے تھا۔ طبیب نے سر ہلا کر کہا

بھیک بڑے ساد پڑا تھا اُس کے لیے۔ ان کانوں سے اُبھے ہوئے
بندھے تھے شہر میں اپنی صلیب کھڑے ہوئے تھے ہوتی گھر پڑا تھا۔ زندہ
کھا یا قاتل تھا کہ جو مصلوب ہونے کو سزا سزا اس صلیب لٹکا کر چلتا ہوا اس لئے
ایک دن پر قول اُس کے دونوں اُس کی صلیب لئے جا رہا تھا۔ چار سپاہی اُس کے
گرد تھے تاکہ بھاگ جانے سے اُسے محفوظ رکھیں پھر بھی اُسے کوئی نہ کوئی زندگی
اگر چھیڑ تا تو اُس کے منہ پر تھا گا تھا۔ اس وقت تک نہ ہوا تھا اُس نے
خاموشی کی مدد کو ان جس وقت وہ ان کے نزدیک پہنچا تو اس نے
خود کو اُس سے ہر کی جیسے نہ ناصری نے سر اٹھا کر غصب بھری نگاہ سے ان
میں سے ہر ایک کو دیکھا۔ پھر نگاہ اسی طرح ہر ایک کے چہرے پر
بلند تر ہوتی ہوئی بالآخر اس پر گڑ گئی۔ پھر اس نے ہاتھ اٹھا کر بلند آواز سے کہا "اے میرے
خدا میرے خدا" تاکہ سب اس سے ہر ایک کو معلوم ہو جائے کہ ناصری کو اپنی نجات
کا یقین اُسے خدا ہی سے اور جو رات وہ دن۔ اس سے نہیں رہے سکتے ہو
چکا تھا۔ اس نے اس بھی ہتھیلی سے منہ پونچھ کر ہونٹ کی
مرد سے ہی کہ سر و قامت ہوا ہے تا" اس کا جواب یہ ہے کہ اس سے
سکتا ہے" یا وہ ہے وہ ہو گئے ہے" اس کے سوا ہے وہ ہو گئے۔ "تو ساروں
"تمہیں ہوئی ہیں" ہر ایک شخص ضرور ہو جائے گا" یہ کہ وہ کانپنے لگا۔
اس سے بھی تو ان خود کی کو نسلوں میں جتنا ہوا تھا اور اس کی "تمہیں اس کی
بھاں۔ مگر اب وہ سب تھا کہ ہیں دل گئیں

ناصری کے پیچھے دو آدمی صلیب گھسٹتے آتے تھے۔ ان میں سے ایک نے
پوچھا کہ "کیا ان میں سے کوئی ایسے مصلوب ہوا ہے جو ابھی تک زندہ ہے؟"
جس کے جواب دیا "یہ چھ ہیں جن کی نسبت حکم ہوا
ہے کہ ناصری کے ہمراہ مصلوب ہوں"

ان کے پیچھے سپاہیوں کا ہی خود تھا اور گناہ اور پشکا ہنستے ہوئے چلتا تھا۔
اور اس کے ہمراہ کا سوں کا ایک گروہ تھا جو سب جاتے ہوئے تھے۔ ان خود نے
کہا یہ ہے کہ "یہ ناصری کا بادشاہ" خود میں ہزار کا ہی کو دیکھ کر سمجھا کہ اس
نے کہا یہ کہا تھا۔ "اس قابل ہو گیا کہ ناصری صلیب اُس کندھے پر اس کی گردن
تک لٹک رہا ہے لکھا ہے کہ واقعہ ہنسوؤں کا بادشاہ ہے۔ سبا کبھی کسی نام
کی ہو۔ فضا ہو یا حکم کسے ہمراہ ہے جاتا ہے دیکھیے کہ دنیا کی ہر ایک ہوم
یہاں موجود ہے۔ سپاہیوں کا بن بھی ہے۔ ان سب لوگوں کی اس بڑے سے سب بڑے
سکہ یہ ہے سے لئے کے۔ سطح نکلا ہے تک نظر یہاں آیا۔ نکال ہوئے ہے۔
ناصری کا یہ صلیب کھا ہے کہ ٹھوکر ہیں گھڑ کر اس کے پیچھے جا سکتا۔ یہ کہا
اس خود بڑا غضب ہوا۔ اگر ہم ماندس نے نیداری سے کہا "یہ تیسری مت کہا
قول مطمئن ہے آپ جانا ہے۔ کیونکہ یہ پروشلیم کے بہتر کی سزا کی لئے
ہیں۔ ہم آسمان سے اُتر کر اللہ کہتے ہیں

"تجھے عورتیں روتی ہیں" یہ کون ہیں؟" انگل کے شمار سے کس
سمت نگاہ کی رہی۔ عورتیں روتی ہوئی دکھائی دیں۔ کس اُن میں سے ایک جوان
شخص پر سہارا دیے ہوئے تھی اور اس شخص کی شکل و صورت کچھ کچھ ناصری کے لائق
تھی۔ یہ تو کے قریب آ گئے۔ یہ وہ شخص تھا ناصری کا ساتھ دیتے جس کو وہ
سب سے زیادہ پیار کرتا تھا۔ جو اس کے ہاتھ پر بیعت ہے ہوا تھا۔ یہ ہے
کہا ہے۔ باقی عورتیں چلتی ہیں اور اس کی خیر خواہ ہیں۔ "بستر آبدیدہ ہو کر اٹھ گئے
والی عورتوں کو جب تک وہ اس کی نظروں سے غائب نہ ہو گئیں تکتی رہی۔ اس
عرصے میں لوگ پکار چلاتے تھے کہ "یہودیوں کا بادشاہ ہو گیا ہے کہ اپنے
کو بچائے۔ وہ اپنے کو بچائے کہ ہمارے ناصری کی نسبت کفر بکنے والا ہے

[illegible] ناصری [illegible] [illegible] [illegible]

اڑتیسواں باب

انجم

جس وقت مبلغہ سمناتوس۔ پن حور۔ آسٹر اور وہ مخلیدوں کا قریلہ سیلب کے مرقد پر پہنچا تو بس حور سب سے آگے تھا، مگر اُسے یہ بالکل خیال نہ تھا کہ "بیسے بڑے ہوم میں سے وہ کیونکر بچ کر نکل آیا۔ اُسے یہ پتا تھا کہ کس رشتہ سے آسے تھے۔ وہ تو گویا بے ہوشی کے عالم میں چل رہا تھا۔ خداوند کے اردے تعلیم مجسم ہیں، مگر وہ دوسری جن سے ن ۔ دوں کی تکمیل ہونی تھی ہم پر مدتوں کے چھائے ہوئے اور بھی زیادہ عجیب ہیں۔ پس حور رُک گیا۔ اس لئے کہ اُس کے آگے آدمیہ کی ایک دیوار تھی۔ دیوار پیچھے پہاڑی کی چوٹی پر جو کھڑکی کی شکل میں تھی اُسے آدمی لبان میں گفتگو کرتے ہوئے دیکھا۔ وہ ایک وسیع میدان تھا جس کے گرد اجنبی عجیب کی تعداد قریب تیس لاکھ کے ہوگی۔ ایک دائرے میں کھڑا تھا۔ اس دائرے کے اندر دس رومی سپاہیوں کا ایک دائرہ تھا، جو ایک صوبہ دار کے زیر کمان تھا۔ ہر ایک کی نگاہ حاضری پر لگی تھی، جو خفتا ہوا، رنجیدہ مگر بالکل خاموش کھڑا تھا۔ اور جس پر اُس کے سر اور مسعوب ہونے کو سے اُن کی رسی کو پروا نہ تھی۔ یہودی لوگ کی دشمنی باطل یا شرق و تحقیق کا مارا تھا۔ وہی اُن سب سے محبت رکھتا اور اُن کے واسطے جان دینے کو تھا۔ اس موقع پر گویا مبلغہ کے موافقوں کی بہت سے بن حور پر بہ روشنی ہونے لگا۔ حاضری کی مسالت ورد یہی تھی

کہ اُن سب کو جو اُن سے محبت رکھتے ہیں، سمندر کے پار لے جائے۔ اُس سمندر کے پار جہاں اُس کی سلطنت قائم اور اُس کی منتظر ہے۔ تب حور میں گویا حاضری کا اُسے یہ کلام سنائی دیا کہ

"قیامت اور زندگی میں ہوں"

اور اُس شکل مجسم پہاڑی پر کانٹوں کا تاج پہنے دلگیر کھڑا تھا۔ حور سے نگاہ کر کے اپنے دل میں یہ سوال کیا کہ کون قیامت ہے؟ کون زندگی ہے؟ اور ایسا معلوم ہوا گویا اُس شکل نے یہ جواب دیا ہو کہ

"میں ہوں"

اور یہ بھی کہ یہ جواب خاص طور پر اُس کے واسطے تھا، کیونکہ فوراً اُس کے دل میں یہ بات صاف ہو گئی، جو کل شک و شبہوں اور تعلیموں کا خاتمہ اور ایمان محبت اور پوری سمجھ کی ابتدا تھی۔ اس خواب کی حالت سے وہ ہتھوڑوں کی آواز سے جگایا گیا، کیونکہ پہاڑی کی چوٹی پر چند رومی سپاہی اور کاریگر صلیبیں تیار کر رہے تھے۔ اُن کے کھڑا کرنے کے واسطے شوراخ کھودے گئے تھے اور اب اُن کا آڑا تختہ جڑ رہے تھے۔ اسنے میں صوبہ دار کاہن نے صوبہ دار سے دوبارہ کاریگروں کو کہہ دو کہ شتابی کریں۔ ضرور ہے کہ آفتاب کے غروب ہونے کے قبل یہ دکھ کر حاضری کی طرف اشارہ کیا، مر جائیں اور دفن کئے جائیں۔ تاکہ دیبن پاک رہے۔ صوبہ دار یہ کہتا ہے۔ چند لمحوں کے بعد ایک سپاہی حاضری کے پاس گیا اور اُسے کچھ پینے کو دینا چاہا، مگر اُس نے پیالہ لینے سے انکار کیا۔ تب دوسرے سپاہی نے اُس گردن سے کتبہ کے تختے کو نکال کر صلیب پر ٹھونک دیا۔ اس پر صوبہ دار نے صوبہ دار کاہن سے کہا کہ صلیبیں تیار ہیں، جس نے ہاتھ کا اشارہ کر کے جواب دیا۔ اُس گھٹنے والے کو پہلے ٹانگو۔ ہم دیکھیں کہ خدا کا بیٹا اپنے تئیں بچا سکتا ہے کہ نہیں۔

ان میں ایک نے کیل ٹھونک دی۔ ہتھوڑوں کی آواز دور تک سنائی دی۔ مگر مطلوبہ
نے آہ و بکا نہ چلایا۔ آخر کسی فوج کی فضیلت کی جس سے دشمن اس پر
مسخر کر سکتا۔

ایک سپاہی نے اکھڑپن سے سردار کاہن سے دریافت کیا "کیس طرح تم
چاہتے ہو کہ اس کا ہو ہو"

سردار کاہن نے جواب دیا "صلیب کی جانب میں چاہتا ہوں کہ مرتے
ہوئے وہ دیکھے کہ خدا کے گھر کا اس کے ناٹ کوئی حصہ نہیں پہنچا"

اب سپاہیوں نے صلیب کو اٹھایا اور چوکور کھود کر اس میں اس
کے نیچے کے سرے کو ڈال دیا۔ ناصری کے جسم نے چیخنا چاہا اور لہولہان ہاتھوں
سے لٹک گیا۔ پھر بھی اس سے آہ نکلی۔ صرف ہونٹ ہلتے تھے۔ سب
ان کو حاف کر کے رہا ہو جانے کو یہ کہتے ہیں "خدا کا صلیب" اس کشمکش
وہ کلمہ جو اس کے سینہ پر لکھا تھا سب سے بڑھ کر تھے۔ پس ہمایک تحریر میں سے
یہ لفظ بلند ہوئے "یہودیوں کا بادشاہ"۔ اسے یہودیوں کے بادشاہ سے سردار
کاہن نے اس کتبہ پر اعتراض کیا مگر کچھ فائدہ نہ ہوا۔

دوپہر کا وقت تھا مگر کالی بادل اور اندھیرا چھا گیا۔ سارے
لوگ نہایت حیرت زدہ ہو گئے۔ ان کا چلانا اور ہنسنا موقوف ہو گیا اور منہ سے
ایک دوسرے کو تکنے لگے اور ڈر گئے۔ دوسرا جو حاضر رہ گئی تھی سر پیٹنے
سے تسلیوں کے شور پر کہا "صلیب کو بالکل رہی ہے۔ اب فوراً روشنی ہو جائیگی"
لیکن یہ خوف کا پرچھاں تھا اور اس نے کہا "یہ کچھ اور ہی ہے۔ زمین کانپ
کی دھمک محسوس ہوتی ہے۔ وہ پتے ذرا کل معلومات کے ذریعے ترس کھاتی ہیں
اے سردار کاہن میں تم سے کہتا ہوں اور خداوند کی قسم کھاتا ہوں کہ جو واں لٹکا ہوا

تب اس سے حساب ہوئے ہیں جو پہاڑی پر اس کے گرد جمع تھا۔ ایک خاموشی کا عالم
چھا گیا کیونکہ سپاہی مصلوب ہونے والوں کو صلیب پر لٹکنے کے واسطے تیار کر رہے
تھے۔ بعد میں لوگوں نے ذکر کیا ہو، شدائی ہو گئی اس سے اکثر لوگ کپکپانے لگے
اور آسمان کے پہلے باپ کی گردن میں بانہیں ڈال کر [illegible] ایک کمسن عاشق ہو گئی تھی
اس کے باپ سے جو اب دیا۔ "اس سے پہلے کی کوشش کر رہی تھی۔ وہیں جاتا۔ مگر
ممکن ہے کہ سب جو اس وقت کھڑے تھے۔ کیونکہ وہ سے پہلے وہ سے گناہ یا مجرم ہو
اس وقت سے لعنتی ہوویں" مصنف تو کھڑے کے بل گر پڑا اور عمر نہ اس نے پڑا
کھیلا۔ ہٹ میں کہا۔ "تین گھنٹہ یہ ہیں گھنٹہ۔ اگر پھر تو خدا اپنے خاندان نہ بچائے گا تو اسرائیل
ہلاک ہو جائے گا اور ہم بھی ہلاک ہوں گے"

پس خدا نے سنجیدگی سے جواب دیا۔ "اے سموائل اس میں تو اب تک خواب
دیکھتا تھا۔ اور اس میں نے تم سے کہا کہ یہ سب کچھ کس واسطے ہوتا ہے، کیونکہ یہ خدا
تعالیٰ کی مرضی ہے۔ یہ خدا کی مرضی ہے۔ پس ہم بھی اس معاملہ کی نسبت کیوں کہ خاموش
رہیں اور دعا مانگیں۔ وہ پہاڑ کی جانب جو گناہ کی نوحستان ساموئل میں اسے پھر
[illegible] دیکھا۔ [illegible] ہوئے ہیں:

اور جب خدا نے گویا کسی شخص سے دعا کی۔ ایسا عظیم سے سر چکرا گیا
پڑا۔ رونے کی جاوں کی۔ چیخ میں نے ناصری کے کپڑے تار تار کیے۔ ایسا کہ وہ ہڈیوں
کی نظروں کے لگے شکار ہو گیا۔ جسم سے وقت جو اس کے کوڑے لگتے تھے
اس سے اس کا پیٹھ سے ایک ہزار ایک تھی۔ ہم بیدردی سے وہ صلیب پر چڑھایا
نہایا گیا۔ اس کے ہاتھوں کی سوراخ تھیلیوں کے درمیان سے بڑی کیلیں جو
تیز تھیں ٹھونکی گئیں۔ جہاں اس کے گھٹنے سے جھکائے گئے، اور اس کے پیر
کے تلوے اس کیل سے ٹھیک لگ گئے۔ تب یک پیر کو دوسرے پر رکھ کر

ہے مددگار خدا ناصر ہے"

اور تب سموائل کی مختصر چھوٹی سی مسجد کے جو اب تک ٹھنڈے تھے ہوا دیک گیا، اور اس ایک شخص کے فائدے سے پر ہو گیا۔ اسے عامل بصری بن گیا۔ صرف تیرہ برس کے لڑکے تھے۔ یہ ناصری یا واقعہ خدا کا بیٹا ہے"

مقدس نے اپنا کمزور ہاتھ اس کی گردن میں ڈال کر نرمی سے کہا۔

"میں نے پہچانا بیٹا" سے چھ رہیا، اس لئے یہ عجب نہیں کہ مجھ سے پہلے ہی نے اسے پہچانا۔ مگر اسرئیل کو میں اب تک زندہ جنوں کر آج کا دن دیکھنا نصیب ہوا۔ اپنے چاہنے والوں کے ساتھ مر جاتا۔ مبارک ہے مکیار، مبارک ہوں مسافر کے"

یہ کہتے کہتے وہ بے دم ہو کر تسلی رہے مالا گو ہی ہوا ہیں"

ادھر ادھر دیا ہو گیا، پھر بھی مزدوروں نے جو ہر ایک بھی بصیبیں کھڑی کر دیں اور سب ہی ہٹ گئے۔ اب مجمع کو موقع ملا کہ بصیبوں کے نزدیک آ سکے اور لوگ ہذیانی غصہ اور غصہ کرنے لگے۔ ایک سپاہی نے بڑھ کر کہا "اے بڑھا اگر تو میدیاں کا بادشاہ ہے تو اپنے تئیں بچا"

مک کاس نے کہا "ہاں، ہاں، اب بھی اگر آئے تو ہم اس پر ایمان لائیں گے"

دوسرے نے مریا کر کہا "وہ ہیکل کا ڈھانے والا اور تین دن میں بنانے والا تھا مگر اپنے تئیں نہیں بچا سکتا" دوسروں نے کہا "وہ دوسروں کو بچاتا تھا اپنے تئیں خدا خاص کہتا ہے آؤ ہم دیکھیں کہ خدا اسے چھڑاتا ہے یا نہیں"

کسی سے بھی یہاں نہیں کہا کہ تعجب ہے کہ ناصری نے اس نجوم کے لوگوں سے کبھی کسی کو صدمہ نہ پہنچایا تھا۔ کتنوں نے اس کی اس کمبخت کی کلہاڑی سے پیشتر کبھی اس کو دیکھا تھا، تاہم وہ اس پر لعنت کرتے، بلکہ

ہمدردی سے ہمدردی ظاہر کرتے تھے۔

تاہم نے آہستہ پہلو اختیار کیا۔ اس نے کہا سر اپنے باپ سے کہا "آؤ مگر چلیں۔ اے باپ، خدا کی حمد ہے، کہ سفر ہی، اور کیا کیا عجیب ناقابل بیان خطرہ ہیں نہیں۔ مجھے تو ڈر لگتا ہے" مگر سموائل نے ایک دفعہ تو بڑا مضطرب ہو کے سر ہلا دیا جس سے ہیکل کو اس کا غصہ ہو گیا اور ہجوم کی گندی گچھ مرد عورتوں نے اس پر آوازے کسے کہ اس کا ذہنی سلطنتوں کے، اور وہ اور نزدیک ہو جائے۔ بن تو یہ بصیر نہ ہو سکے کہ دیکھ سکے۔ اس نے سر تو سے ناصری صاف طور سے دیکھ سکتا تھا۔ صرف ہاتھ میں کاسہ سیاہ ہی شے سفید عریاں تھی لیکن اس کا چہرہ اسان دیتا تھا۔ جب وہ چہرہ پر ہنستے اور آہ و زاری کرنے لگے۔

تاریکی ماؤف سر گھنٹہ بھی ڈل کے موافق گذر گیا مگر ناصری کے لئے یہ گھنٹے قفر اور اذیت کے ہنڈ بڑے طویل ہوئے تھے۔ ان دو گھنٹوں میں وہ کبھی مرتا ہوا۔ سوائے چند عورتوں کے رونے کے صلیب کے نیچے بھی گھنٹے ٹیک نے سنے۔ ان کے درمیان ناصری نے اپنی ماں مریم مگدلینی کو دیکھا اور آواز بلند کر کے کہا۔ "اے عورت دیکھ تیرا بیٹا" اور تب شاگرد کی طرف نگاہ کر کے کہا۔

"دیکھ تیری ماں"

تاریکی کا اثر لوگوں کے دلوں پر بڑھتا گیا۔ جو علم ہیئت سے واقف تھے وہ دور سے کہتے تھے کہ یہ سورج گرہن نہیں ہو سکتا کیونکہ آج پورنماشی ہے پھر بھی ہر ایک کی نگاہ اور ہر ایک کا خیال ناصری پر لگا تھا۔ اس عرصے میں بن جوڑ نے دل میں کسی حد کے دھوکے سے پریشان ہوئے۔ اس کے دل میں نور کامل مسلح قائم ہو گئی تھی، اور سموائل کی نسبت اب اس کی رائے تھی کہ وہ بھی ایمان کے کمزور پر اٹکا ہے کیونکہ اسے معلوم ہوتا تھا کہ وہ ایک خاص فکر میں مبتلا ہے، مگر مستر

کا اضطراب دیکھ کر بن عمر نے یہ کہتے سنا کہ وہ مست تھا۔ مگر شیر تو میرے ساتھ دیکھتا رہا۔ ممکن ہے کہ تیری عمر مجھ سے زیادہ ہو۔ مگر تو نے کا سا سادہ تو ہرگز نہ دیکھی ہوگی۔ علاوہ اس کے ممکن ہے کہ اور باتیں ہم پر ظاہر کرنے جائیں پس ضرور ہے کہ ہم آخر تک ٹھہرے رہیں۔"

جس وقت یہ گفتگو ہو رہی تھی عرب حبش کے گرد جمع ہو گئے تھے۔ اور ان میں سے ایک نے حقارت سے کہا "یہ سوڈانیوں کا بھی بادشاہ ہے۔"

دوسرے نے کھل کھلا کر کہا "سوڈانیوں کے بادشاہ سلام ہے سوڈانیوں کے بادشاہ کو۔"

جب کچھ جواب نہ ملا تو قریب جا کر درشتی سے کہا "مگر تو ہمارے کام کا بادشاہ یا خدا کا نبی کیونکر ہو سکتا ہے۔"

اس پر حبشی نے ایک بڑے کو سا چھوڑ کر ان سے کہا "اگر تو جیسے ہے، ویسا ہی ہم کو بھی ہے۔ اس پر لوگوں نے مسخرا پن اور دل لگی کا قہقہہ بلند کیا۔ لیکن جب وہ حبشی کے منظر سے نظر سے اوجھل ہو گئے تو دوسرے نے پہلے سے کہا "مگر تو خدا سے بھی ڈرتا ہے۔ تو اپنے غلام کی وجہ سے ہمارا بھی اس پر غصہ کیوں نہ کھائے۔"

"تیرے واسطے بڑے ہیں مگر تو دوسرے چور سے ناحق کی طرف دیکھ کر کہا "اے خدا وند جب تو اپنی بادشاہت میں آئے تو مجھے یاد رکھیو۔"

یہ کہا ہی تھا کہ سوڈانیوں جو اس پر ہنسے تھے، اور بولے تھے "جب تو اپنی بادشاہت میں آئے۔" جن جملہ تو اس کے دل میں بھی تھا۔ اس سے پہلے تو اس نے ملطسر سے کبھی بحث کی تھی۔ اتنے میں بن عمر نے اسے سوال کیا "کیا تو سمجھتا ہے۔

اس کی بادشاہت اس دنیا کی نہیں ہے؟" یہ گویا کہتا ہے کہ وہ بادشاہ ہے کہ وہ بادشاہ ہے۔ مگر اپنی بادشاہت کو جاتا ہے، اور بھی نہ اپنے خواب میں بھی یہی بات کہی تھی۔"

مسٹر نڈس نے کچھ سختی سے کہا "خاموش۔ میں تیری سنت کرتا ہوں کہ خاموش رہ۔ مگر اس حبشی سے تو

وہ یہ کہتے رہا تھا زمانہ ہی سے صاف آواز سے مخاطب ہو کر کہا "میں تجھ سے سچ کہتا ہوں کہ آج کے دن تو میرے ساتھ فردوس میں ہوگا۔"

مسٹر نڈس متعجب تھا کہ شاید اور بھی کچھ سنے گا مگر جب محمد اس نے خاموش ہو گیا۔ تو اس سے کہا "اے خداوند اس سے کیا گفتگو ہوئی۔ میں نے اور آنکھوں سے ملطسر آنکھوں سے دیکھتا ہوں۔ یہ میں کالی یاں کی نگاہ سے دیکھتا ہوں۔"

اس وقادار خادم کو بھی اس کا جواب مل گیا۔ اب اس کے واسطے جو ہم سے اپنی تھا بک نئی زندگی شروع ہو گئی ہو۔ اس زندگی کے پار ہے اور جس کا نام فردوس ہے۔ وہاں اس کو وہ بادشاہت اور بادشاہ ملے گا جس کا وہ سب خواب دیکھتا رہا۔ اس کا دل ایک صبح اس کے دل میں پیدا ہوئی تھی۔ یعنی صلیب کے بالمقابل حیرانی اور سرگردانی تھی۔ کیونکہ اس غلام کی وجہ سے کہ جس کو وہ بڑے اطمینان سے ہی پھر کہتا بلکہ ایک مجرم کو مشت بخشنے کا وعدہ کرتا تھا۔ اس سے سب پر حرف غالب ہوا کہ کیا کر رہے ہیں بلکہ سر دار کاہن بھی اپنے عزت میں حائف تھا۔ کیونکہ ہر ایک اپنے دل میں یہ سوال کرتا تھا کہ یسوع ناصری کو اگر اللہ سے یہاں تک بلا ہے اور اگر حد تک سے ہے

تو خدا سے بچے اور اگر خدا سے بچے تو سپاہا کیا کچھ سنبھال ہوگا۔

ناصری کا منہ اب زیادہ وحشیانہ ہونے لگا۔ اس نے صاف آواز سے کہا "اے میرے خدا، تو نے مجھے کیوں چھوڑ دیا؟"

جیسے کسی نے بہ آواز مستی نہ جھنجھلا گیا ہو، ایک شخص پر اس کا بالکل ضبط اٹھ گیا ہو۔

سپاہا اپنے ہمراہ ایک برتن میں دھوئیں اور پانی لایا تھا جو اس جگہ سے جہاں یہ تین خچر کھڑے تھے، مدتوں پر تھا۔ اس کا مطلب یہ تھا کہ اسفنج کے ایک ٹکڑے کو اس میں بھگو کر اور لکڑی پر رکھ کر اپنی مرضی کے موافق مصلوب کی زبان کو کبھی کبھی تر کر دیتے تھے۔ یہ تین خچر ناصرہ کے گنتی کے دولتمند کے پالنے کا صحیح پتا لگ گیا۔ اور ایک خچر کی پیٹھ پر جو قیمتی پردے سفنج کرنے کے لئے اس سے فوراً لے برتن میں ڈبو دیا گیا اور صلیب کی طرف بڑھا۔ لیکن زیادہ نزدیک تھے انصول نے غصے سے اسے روکا۔ مگر اس نے کچھ پرواہ نہ کی بلکہ بڑھ کر اس نے ناصری سے ہونٹوں سے اسے لگا دیا۔ مگر بہت دیر ہو گئی تھی اور موقع گذر گیا تھا۔ لیکن اس خچر سے جو پی دیکھا کہ گویا ناصری کا چہرہ کچھ ہشاش بشاش اور متبسم سے سیاہ ہو رہا تھا۔ تمام بھیانک وحشت جو گئی۔ اس نے آنکھیں خوب کھول کر کھولیں اور آسمان کی طرف نگاہ کر کے کسی تازہ جوش سے بھر جاویں آواز سے بلند کہا "پورا ہو گیا، پورا ہو گیا" گویا ایک عظیم کوئی مہم عظیم کے اختتام پر مرتے ہوئے اپنی کامیابی پر ایک آخری نعرے سے فتح سنا رہا ہے۔ اور تب ناصری نے دھیمی آواز سے کہا۔ "اے باپ میں اپنی روح تیرے ہاتھوں میں سونپتا ہوں" اور یہ کہہ کر اس نے جان دی۔ یہ خچر اپنے ہمراہیوں کے پاس گیا اور انہیں اطلاع دی کہ اب سب ختم ہو گیا۔ وہ مر گیا۔"

[illegible] تمام یہودی تمام بستی میں پھیل گئی [illegible] لوگوں کی [illegible] ہو گئی۔ خچر ماہر یہودی تمام ہر ایک سنتا تھا حیرت زدہ [illegible] اس ماجرا پر ایک دوسرے کو تاکتا تھا اور یاد کرتا تھا کہ اس کا قول کیا پورا ہوا جس وقت وہ ایک دوسرے کو [illegible] تھے تو [illegible] تھرتھرانے لگی۔ ایک بجلی چمکی اور ہوا تیز چلنے لگی۔ ہر ایک نے دیکھا۔ صلیبیں پہاڑی پر تلوار سے [illegible] دکھائی دینے لگیں۔ [illegible] ہر ایک جس سے ماہر یہودی تھا [illegible] ہر ایک جو جانتا تھا کہ [illegible] ہر ایک جس نے ناصری خچر کے [illegible] کہا تھا [illegible] ہر ایک جس نے اس کی مرہم چیز ہی تھی، دوڑ سے سمجھ گئے [illegible] وقت کی [illegible] ہوا تیز کے باعث کوئی [illegible] تاریکی [illegible] ایک [illegible] ہو گئی، ایک [illegible] کے [illegible] ہی [illegible] گئی۔ اندھیرا [illegible] کے ہاتھوں اس امر میں مساوی تھے کیونکہ ناقدوں کا خون [illegible] سب پہ تھا۔

جس وقت آفتاب پھر روشن ہوا تو ناصری کی صلیب کے گرد اس کی ماں، اس کا حواری شاگرد، گلیل کی وفادار عورتیں، صوبہ دار اور اس کے سپاہی، اور اس کا قریبی [illegible] ہوا تھا۔ یہودی خچر نے سوائے اس کے قدموں کے پاس جگہ کر کے آسمتر سے [illegible] اور [illegible] اور اپنی آنکھیں بند کر لیں۔ اور خوب سنبھل کر کہ [illegible] اور [illegible] پر اور اس دستار کی بوچھ پر رہے جس کو انصول نے [illegible] سے قتل کیا تھا۔

سوائے اس کے تعلیما کہا "اس [illegible] کہ ہم اسے مسیح کہیں گے۔" خچر بولا "ایسا ہی ہو۔"

اسے میں زمین پھر [illegible] سے گری۔ مصلوب [illegible] کی [illegible] گریں خچر کا سر [illegible] تھا۔ اور جب اس نے اوپر سے دیکھا تو [illegible] رہیں ہو گئے

بیل گیہ پڑا ہوا تھا۔ یہ دیکھ کر اُس کے پاس گیا اور آواز دی مگر کوئی جواب نہ ملا کیونکہ جُرجُ بصری کی رُوح تو اپنے مالک کے پاس پروانہ کر گئی تھی۔ تب اُسے یاد آیا کہ اُس کے آقا نے کہا تھا کہ آخری کلام پر اُس نے جو اب میں ایک آواز سُنی تھی اور اُسے یقین ہو گیا کہ اُس وفادار خادم کی رُوح اپنے آقا کے ہمراہ بہشتِ فردوس کی وارثانہ میں داخل ہو گئی ہے، کیونکہ جب کیپٹر کو ایمان کا اور مکاشفہ کو محبت کا اجر ملا تو کیا مناسب نہ تھا کہ بلاسر کو ایمان، محبت اور نیک اعمال کا مشترکہ اجر دیا جائے۔

بلاسر کے ملازم تو خوف زدہ ہو کر بھاگ گئے تھے۔ لیکن بن حُور کے ہمراہی جُرجُ بصری کی لاش کو بگھی میں رکھ کر شہر میں لے آئے، اور غروبِ آفتاب کے وقت شمالی پھاٹک سے حُور کے محل میں داخل ہوئے۔ ملازم اسکیاں کرنے لگے۔ حُور نے اُس کا چہرہ دیکھنے کو جھکا۔ مگر اس وقت اُنھوں نے اُس کے چہرے پر تبسم دیکھا تو آفریں تحسین کر کے کہا "یہ اچھا ہوا، کیونکہ جب کی نسبت جب وہ باہر گیا تھا اس وقت زیادہ خوش ہے"!

بن حُور نے پسند کیا کہ کسی ملازم کے ذریعے بصری کی لاش اپنے گھر اُس کے باپ کی وفات کی خبر سنے، اور گو وہ اُس سے رنجیدہ تھا، مگر اُس نے یہ خیال کیا کہ یہ موقعہ معافی دینے اور ہمدردی دکھانے کا ہے۔ پس حُور اُس کی تلاش میں اُس کے کمرے کے دروازے پر گیا اور آواز دی۔ جب کوئی جواب نہ ملا تو وہ بلا تکلف اندر گیا لیکن کمرے میں اُسے نہ پایا۔ پھر چھت پر چڑھ گیا۔ مگر وہ وہاں بھی نہ تھی۔ جب کہیں پتہ نہ لگا تو حُور جا کر لاش کے پاس بیٹھ گیا اور سر جھکنے لگا کہ مسیح اپنے ضعیف خادم پر کیسا مہربان تھا، وہ کیسے مُہیا کرتا ہے جن کی اس دُنیا کی مصیبتیں فردوس کے پھاٹک پر چھٹ جائیں اور جو اُس میں داخل ہو کے سوائیں نوازش کرنے اور آرام پاتے ہیں۔

جب تجہیز و تکفین کی تمام رسومات ادا ہو چکیں تو شریعت کے رواج کے موافق نو دن کے بعد بن حُور اپنی والدہ اور ترضہ کو محل میں لے آیا اور اُس دن سے اُس مکان میں خسرا باپ اور بہو بیٹے کے نام نہایت تعظیم سے لئے جاتے تھے۔

اُنتالیسواں باب

زمین دوز مقبرے

ناصری کے مصلوب ہونے کے پانچ برس بعد آستر بن حُور کی زیرِ ہدایت کے نزدیک ایک دیہاتی محل میں بیٹھی تھی اور دوپہر کا وقت تھا۔ ترضہ پڑھنے کی مجال بیٹھی تھی، اور ترضہ بن حُور کے دو بچوں کے ساتھ کھیل رہی تھی۔ اُس وقت ایک خادم نے آکر بتایا کہ ایک عورت میری خدمت سے ملنا چاہتی ہے۔

آستر نے حکم دیا کہ اُسے آنے دے۔ میں نہیں اُس سے ملاقات کروں گی۔ ذرا دیر میں وہ عورت اندر آئی۔ اُسے دیکھ کر یہودن آستر اور بولنا چاہتی تھی مگر مخرب غور سے نظر کر کے کہا "اے ایک عورت! میں تم سے واقف تھی۔ تم...؟"

"میں ایرس بلاسر کی بیٹی تھی"۔ اس پر آستر نے ملازم کو حکم دیا کہ ایک کرسی لائے۔ مگر اُس نے کہا "نہیں۔ میں جلد چلی جاؤں گی"۔ دونوں ایک دوسرے کو تاکنے لگیں۔ ہم دیکھ کی تصویر سے معلوم کر سکتے ہیں کہ آستر کے چہرے سے کیا نمایاں ہوگا۔ یہ کہ وہ ایک خوبصورت عورت۔ ایک خوش دل والدہ اور ایک سیاح چشم زوجہ

تھی۔ برعکس اُس کے یہ صاف روشن تھا، کہ اُس کی سابقہ زندگی میں بروسندیں ہوئی۔ اُس کے چہرے پر کرختگی اور ناشائستگی ظاہر تھی۔ اُس کی بڑی بڑی آنکھیں بیرح تھیں اور رخساروں سے بالکل سفید تھے اور اُس کے کپڑے کہیں کہیں پھٹے اور مٹی سے لتھڑے تھے۔ مگر شبہ یہ جو کچھ عیاں تھا کہ گذشتہ پانچ برسوں میں اُس نے ہلکاری اور اوباشی کی زندگی بسر کی تھی۔ خاص کر ایرس تو اِس سال سے ختم کیا۔ "کیا برتوے پہچانتے ہیں؟"

آستر نے خوشی کے تبسم سے بچوں کی طرف نگاہ کر کے کہا "ہاں، کیا تم اُن سے کچھ بات نہ کرو گی؟"

ایرس نے جواب دیا "میں اُنہیں ڈرا دوں گی۔" تب آستر کے زیادہ نزدیک آئی، مگر جب دیکھا کہ وہ کچھ جھجک گئی تو کہا "ڈرپنے مت۔ میرا ایک پیغام اپنے شوہر کو دینا۔ اُسے کہنا کہ تیرا دشمن مر گیا، اور اُس خصومت کے واسطے جو وہ مجھ پر لایا تھا میں نے اُسے قتل کیا۔"

اُس کا منہ میں سے اور اپنے شوہر سے یہ کہنا کہ جو نقصان میں نے اُسے پہنچایا تھا، اُس کے واسطے مجھے اتنی سزا ملی ہے کہ وہ میں مجھ پر رحم کرے۔"

آستر کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے اور وہ کچھ بولنا چاہتی تھی، مگر ایرس نے کہا "نہیں۔ مجھے رحم یا ترس اب درکار نہیں۔ اُس سے یہ بھی کہنا کہ آخر کار مجھے ثابت ہو گیا کہ مردمی بجز حیوان بہیمی کے اور کچھ نہیں ہے۔ الوداع۔" اور وہ چلنے لگی۔ آستر نے اُس کے پیچھے گئی اور بولی "ٹھہرو، اور میرے شوہر سے مل کر جاؤ۔ تمہاری طرف سے تو اُس کے دل میں کچھ نہیں ہے۔ اُس نے تو تمہاری بڑی تلاش کرائی تھی، وہ تمہارا خیر خواہ ہوگا۔ میں تمہاری دوست بنوں گی۔ ہم سبھی ہیں۔" لیکن اُس نے استقلال

سے کہا۔ "نہیں۔ میں اپنی سزا سے اپنے آپ کو اس حالت میں لائی ہوں۔ مگر بہت جلد ختم ہو جاؤں گی۔" آستر نے کچھ ہچکچاتے کہا "لیکن تمہاری کوئی خواہش ہم پوری کر سکتے ہیں؟"

ایرس کا چہرہ کچھ نرم ہوا، اور بچوں کے گرد تبسم سا نظر آیا۔ بچوں کی طرف دیکھنے لگی اور کہا "ہاں کچھ ہے۔"

آستر نے بھی اُس طرف نگاہ کی اور فوراً جواب دیا "تم کو اختیار ہے۔"

ایرس بچوں کے پاس گئی اور شیر کی کھال پر گھٹنے ٹیک کر دونوں بچوں کو بوسہ دیا اور تب خاموش شاہ آباد سے باہر نکل گئی۔

جب یہ خبر مردخے ایرس کے آنے کی کیفیت سنی تو جو اب تک اُس کے دل میں تشویش بات تھی، سو اب یقینی مرگئی کہ مسیح کے مصلوب ہونے کے دن ایرس اپنے باپ کے بالکل چھوڑ کر میں سلا کے پاس چلی گئی تھی۔ تاہم اُس نے ایرس کی بڑی تلاش کرائی مگر کچھ پتہ نہ لگا، کیونکہ وہ اُسی رات دریا میں غوطہ مار کر ڈوب مری تھی۔

مردخے اُس کی بہت بڑی عمر ہوئی۔ قیصر نیرو کی سلطنت کے دسویں برس اُس نے اطالیہ کا کل کا خانہ بند کر دیا۔ اُس سال ایک روز شام کے وقت یہ اپنے دفتر کے بالاخانہ پر بیٹھا تھا اور بن حور، آستر اور اُن کے تینوں بچے اُس کے ہمراہ تھے۔ کل جہاز تو فروخت کر دیئے گئے، صرف ایک جہاز رہ گیا تھا، اس عرصے میں بن حور کی والدہ بھی انتقال کر گئی تھی۔ تاہم سبھی ایمان سے وہ بڑی تسلی پائے تھے۔ جہاز جو باقی رہ گیا تھا، اُسے ایک مہینہ پہلے روم سے آیا اور یہ خبر لایا تھا کہ نیرو نے شہر روم کے مسیحیوں کو ستانا شروع کیا ہے۔ جب یہ اس خبر کی نسبت گفتگو کر رہے تھے تو کوئی جواب تک ملازم تھا، آیا اور بن حور کو اُس نے ایک پلندہ دیا۔ بن حور نے اُسے پڑھ کر دریافت کیا کہ یہ کون لایا ہے؟ "ایک عربی"

"وہ کہاں ہے؟" وہ تو ہفتہ وار کہہ کر چلا گیا۔" تب بن حور نے سمونا ندس سے کہا۔ "سنیئے" اور تب اس نے یہ خط پڑھا۔

"میں ادریم۔ الدریم فیاض کا بیٹا اور فرقہ الدریم کا شیخ ہوں۔ بن حور کو لکھتا ہوں۔ اُسے میرے باپ کے دوست معلوم ہوں گے کہ میرا باپ مجھ سے کبھی محبت نہ رکھتا تھا، جو دستاویز ملفوف ہے، اُسے پڑھ اور مجھے معلوم ہو جائے گا کہ اُس کی رضا میری رضا ہے۔ پس جو کچھ اُس نے مجھے عطا کیا سو تیار ہے۔

جو کچھ اہل پارتھیا نے اس جنگ میں اُس سے چھین لیا تھا جس میں اُسے قتل کیا وہ سب میں نے واپس لے لیا ہے۔ یعنی یہ دستاویز اور مختلف اشیاء اور انتقام اور میرا کی نسل جو اُس کے زمانے میں بہشت سے ستاروں کی ماں تھی۔

تجھ پر اور تیرے عزیزوں پر سلامتی ہو۔

دشت میں سے یہ آواز الدریم شیخ کی آواز ہے۔"

بعد میں بن حور نے وہ دستاویز کھولی جو شمشون کے کھجور کے پتے کی سی تردہ تھی اور اُس کا مضمون یہ تھا۔

الدریم ملقب فیاض فرقہ الدریم شیخ کی طرف سے اُس کے بیٹے کو جو اُس کا جانشین ہوگا۔

"اے بیٹے! جو کچھ میرا ہے، جس روز میرا جانشین ہوگا سب تیرا ہوگا سوا اُس مکتبت کے جو شہر انطاکیہ کے نزدیک ہے اور کھجوروں کا باغ کہلاتا ہے۔ وہ حور کے بیٹے کا ہوگا، جس نے کھجور دور میں ہمارے واسطے بڑی نیک نامی اور شہرت حاصل کی۔ اُس کا اور اُس کی اولاد کا ہمیشہ کے واسطے ہوگا۔

اپنے باپ کو بے عزت نہ کرنا۔ الدریم فیاض شیخ۔"

یہ پڑھ کر بن حور نے سمونا ندس سے دریافت کیا۔ "تم کیا کہتے ہو؟"

آسترلیہ و تماریہ نے کر خود بھی اور خوش ہوئی۔ مگر سمونا ندس خاموش بیٹھا ہوا جہاز کی طرف دیکھتا رہا۔ آخر کار اُس نے سنجیدگی سے کہا۔ "بن حور! خداوند کی ان پچھلے برسوں میں تم پر بڑی رحمت ہوئی، اور تم کو بڑا شکر گذار ہونا چاہیئے۔ کیا اب وقت نہیں آیا ہے کہ اس نئی ثروت کی نسبت جو تمہارے ہاتھ میں ہے اور ہر روز بڑھتی جاتی ہے کوئی فیصلہ کرو؟"

"اس کا تو عزم ہوا کہ میں فیصلہ کر چکا ہوں۔ یہ دولت تو اُس کی خدمت کے واسطے ہے جس نے اُسے عطا کیا ہے اور اُسے سمونا ندس اُس کا کوئی حصہ نہیں؛ بلکہ کل دولت۔ صرف میں اس فکر میں ہوں کہ میں اُس کی خدمت میں اُسے کیونکر نہایت عمدہ طور پر صرف کر سکتا ہوں۔ اب میں تمہاری صلاح کرتا ہوں کہ یہ صورت تم مجھ کو بتاؤ؟"

سمونا ندس نے جواب دیا۔ "جو کثیر رقوم تم نے یہاں افطاکیہ کی کلیسیا کو دی ہیں، اُن کا میں گواہ ہوں۔ اب فیاض شیخ کے عطیے کے ہمراہ ہی یہ خبر آئی ہے کہ ہمارے بھائی شہر روم میں ستائے جاتے ہیں۔ خداوند نے ایک نیا دروازہ کھولا ہے۔ لازم ہے کہ رومی دارالخلافت سے یہ روشنی جاتی نہ رہے۔"

"تو مجھ بتایئے کہ میں اس روشنی کو کیونکر قائم رکھ سکتا ہوں؟"

"میں تم کو بتاتا ہوں۔ تمام رومی بلکہ نیرو بھی دو پیروں کو واجب التعظیم خیال کرتے ہیں، یعنی اپنے بزرگوں کی راکھ اور گورستان۔ اگر تم روم میں خداوند کی عبادت کے واسطے زمین کے اوپر عبادت گاہیں بنا نہیں سکتے تو کیوں زمین کے نیچے عبادت خانے نہ بناؤ اور اُن کو ناپاک کئے جانے سے محفوظ رکھنے کے واسطے ایمانداروں کی لاشوں کو اُن میں دفن کرو۔"

"تو اب دیر نہ کرنی چاہیئے۔ جو جہاز میرے بھائیوں کی ایذا رسانی کی خبر

لایئے، اُسی میں اُس روم کو جاؤں گا۔ کل میں روانہ ہو جاؤں گا۔ اب ملوک کی طرف متوجہ ہو کر حکم دیا کہ "جہاز کو تیار کر، اور اے ملوک تو بھی میرے ہمراہ چلنے کو تیار ہو جا۔"

ہونا ملوس نے کہا "یہ عمدہ بات ہے۔"

پن حور نے کہا "آستر تم کیا کہتی ہو؟" آستر نے پاس آ کر اُس کے بازو پر ہاتھ رکھ کر جواب دیا "جس طرح سے تو مسیح کی عمدہ طور پر خدمت کر سکے، میں اُس میں ہرگز مزاحمت پیدا نہ کروں گی، بلکہ تیرے ساتھ چل کر تجھ کو مدد دوں گی۔"

اگر ناظرین میں سے کسی کو شہر روم کی سیر کا اتفاق ہوا ہو اور اگر وہ مشکل یکسو کے، قافلوں اور مقبروں کو جو سن سٹیافو کے مقبروں اور قافلوں سے زیادہ قدیم ہیں، جا کر دیکھے، تو اُس پر روشن ہو جائے گا کہ پن حور کی دعوت کس کام آئی، اور اُس کا شکریہ ادا کرے گا۔ اسی مسیحی مقبرے سے مسیحی مذہب پھیل کر روم کے قیصروں کی جگہ قائم ہوا۔

مکتبہ جدید پریس لاہور میں باہتمام میجر ای۔ پی۔ عطاء
سیکرٹری پنجاب ریلیجس بک سوسائٹی، انارکلی لاہور چھپ کر شائع ہوئی۔

Rev Michael Joseph. Cell # 92 300 7233 854.
vscaliesus@gmail.com
vesmicheal@yahoo.co.uk
Evenglist Yousaf Masih.
Cell # 92 300 7233 853.